فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

چون آیۂ موصوفہ دال ست بر وجوب سؤال فی الدین از اہل الذکر بالمطابقت بر وجوب جواب بذمۂ ایشان بالالتزام و کفی بہ تنویہا بشان الاستفتاء و الافتاء بناءً علیہ بندے جوابات بر چند سوالات ملقب بہ

فتاوی اشرفیہ

حصہ دوم

از افاضات واقف رموز شریعت ماہر اسرار طریقت جامع علوم عقلی و نقلی واقف اسرار خفی و جلی حضرت مولانا حاجی حافظ قاری شاہ مولوی اشرف علی صاحب حنفی تھانوی دامت برکاتہم

مطبع مجتبائی واقع دہلی میں مطبوع ہوا

حرام ثابت ہونگے حالانکہ فقہا جانور کو قبل ذبح حرام نہین کہتے بلکہ فقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ محض نیت بد سے
جانور مین حرمت ساری نہین ہوتی بلکہ بعد ذبح کے اُس نیت کا ثمرہ ظاہر ہوتا ہی مثلاً شیخ سدو کا بکرا دوسرا
شخص ناذر سے خرید کر ذبح کرے تو شرعًا درست ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ محض نیت بد سے جانور
مین حرمت سرایت نہین کرتی۔

(۳) مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہی کہ محض نیت بد سے شیرینی اور
جانور مین حرمت سرایت کر جاتی ہی اگر بعد تبدیل نیت کے اُس جانور کو ذبح کرے تو درست ہو جاتا ہی اگر
واقعی یہ بات صحیح ہی تو کیا وجہ شیرینی بت اور قبر پر چڑھائی ہوئی تبدیل نیت سے پاک نہین ہوتی۔

(۴) اگر کسی شخص نے قبر یا بت پر شیرینی اور مرغ چڑھا کر مجاور کو ہبہ کر دیا اور دوسرے شخص
نے مجاور سے اُس شیرینی اور مرغ کو خرید لیا تو مشتری کے لیے درست ہین یا نہین؟

الجواب۔ جب اہلال کے معنی لغۃً رفع صوت کے ہین تو ما اہل بہ لغیر اللہ عام ہوا حیوان مذبوح علی
اسم غیر اللہ اور حیوان متقرب بہ لغیر اللہ مذبوح علی اسم اللہ اور غیر حیوان مثل غلہ وشیرینی وغیرہ سب اشیاء
کو کیونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہی نہ خصوص مورد کا اور فقہاء کا اس عموم کو معتبر سمجھنا اور خود بعض مفسرین
کا اس عموم کے ساتھ تصریح کر دینا مؤید ہی معنی عموم مذکور کا رہا بعض مفسرین کا ماذبح علی اسم غیر اللہ
کے ساتھ تفسیر کرنا عموم مذکور کو مضر نہین کیونکہ ممکن ہی کہ یہ تخصیص محض جریًا علی العادۃ ہو اور اہل جاہلیت
مین تحقق ما اہل لغیر اللہ کا ضمن مین مذبوح علی اسم غیر اللہ کے ہوا کرتا تھا اس بنا پر بعض مفسرین نے
یہ تفسیر کر دی تو اُنکی تفسیر بیان حکم حیوان مذبوح علی اسم اللہ متقرب بہ الی غیر اللہ سے ساکت ہی اور
دوسرون کی تصریح عموم کے ساتھ ناطق والناطق مقدم علی الساکت یا مقصود ان مفسرین کا اس تفسیر
سے یہ ہو کہ اگر ذبح کے قبل نیت درست کر کے ذبح کرے تو جائز ہی حرام اُس وقت ہی جب ذبح کے
وقت تک بھی وہی نیت فاسد ہو پس معنی ذبح علی اسم غیر اللہ کے یہ ہونگے ذبح باقیا الی وقت الذبح علی
اسم غیر اللہ باعتبار النیۃ وان ذبح علی اسم اللہ کذا سمعت بعض الاذکیاء اور چونکہ علت حرمت
کی اہلال بغیر اللہ ہی تو جب یہ عارض مرتفع ہو جاویگا حرمت بھی مرتفع ہو جاویگی اور حیوان مین
قبل ذبح اور غیر حیوان مین ابدًا اس عارض کا مرتفع ہونا ممکن ہی اور حیوان مین ذبح کے بعد اس عارض
کا ارتفاع ممکن نہین لتقررہ وانتہائہ بالذبح اسلیے توبہ کرنے سے غیر حیوان اور اسی طرح حیوان

تحقیق ما اہل بہ لغیر اللہ

سوال - ان دنون ایک فتوی دیکھنے مین آیا - خلاصہ فتوی کا یہہ ہی سانڈ جو ہنود چھوڑتے ہین اگر مالک اسکا معلوم ہو اور وہ جانور جو گنگا کو چڑھاتے ہین یا وہ غلہ جو بتون اور قبرون پر چڑھاتے ہین سب حلال و درست ہین البتہ یہ فعل ناجائز ہی دلیل اسکی یہہ ہی کہ ما اہل بہ لغیر اللہ سے مراد ماذبح لغیر اللہ ہی جیسا کہ تفسیر جلالین و جمل و بیضاوی و جامع البیان و مدارک و تفسیر کبیر و فتح الرحمن وغیرہا مین مذکور ہی پس جو شی قابل ذبح نہ ہو جیسے شیرینی و غلہ وغیرہ وہ ما اہل بہ لغیر اللہ کی فرد مین داخل نہین اور جو جانور ابتک ذبح نہین کیا گیا اور فقط کسی بت یا قبر پر چڑھا دیا گیا وہ بھی اسکی فرد مین نہین ہو سکتا فقط چڑھا دینے سے کسی شی مین ہرگز حرمت نہین پیدا ہو سکتی یہ خلاف نص قرآن ہی خدای تعالی نے سائبہ بحیرہ کے باب مین بار بار ارشاد فرمایا ہی ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون پس سانڈ وغیرہ کو حرام کرنا افترا علی اللہ ہی چونکہ سائبہ کی حلت نص قرآنی سے ثابت ہی لہذا سانڈ اور قبرون اور بتون پر چڑھائی شیرینی وغیرہ بلاشبہہ حلال و درست ہی انتہی ملخصا مین امور ذیل کا جواب چاہتا ہون -

(۱) اکثر مفسرین ما اہل کے معنی ماذبح کے لکھتے ہین حالانکہ لغت اور عرف عرب مین اہلال کے معنی شہرت دینے اور آواز دینے کے ہین - چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی تفسیر عزیزی مین اسکو لکھا ہی مفسرین کے کلام کی عمدہ توجیہ کیا ہو گی -

(۲) اگر اہلال کے معنی ماذبح کے درست ہون تو غلہ اور شیرینی قبرون اور بتون پر چڑھائی ہوئی کس دلیل سے حرام ہو گی اور اگر اہلال کے معنی محض شہرہ دینا ہو تو غلہ اور شیرینی اور جانور قبل ذبح سب

دنیا مین بہت معلوم ہوتی ہی - یہی لوگ ہین جو اپنے پڑھنے کو حنفیون کے طریقے کے موافق سمجھتے ہین باقی پڑھنے والون کو اپنے زعم مین غیر مقلد جانتے ہین - اس مین شک نہین کہ ضاد کو دواد یا دال یا ظا یا زا یا ذال پڑھنا سب ہی غلط ہین مگر جو شخص جس طرح پڑھتا ہی اُسی کو موافق قواعد تجوید جانتا ہی اور دوسرے طریقہ سے پڑھنے والون کو غلطی پر بتاتا ہی اور اُسکی نماز کو فاسد خیال کرتا ہی عوام کی تو کچھ شکایت نہین اُن بیچارون کا تو شین قاف تک درست نہین ہوتا یہ بلا آج کل کے حفاظ اور حضرات علماء مین دیکھتا ہون - اعراب کہین معروف پڑھتے ہین کہین مجہول - وقف کرتے ہین اور سانس نہین توڑتے - اظہار و اخفا بالکل نہین کرتے - ترقیق و تفخیم کے نام سے بھی اچھی طرح واقف نہین - حروف قلقلہ و استعلاء وغیرہ کسی سے آگاہ نہین اُسپر یہ حال کہ ایک فریق دوسرے فریق کی نماز کو باطل بتا رہا ہی اور سارا جھگڑا پھر پھر کر صرف ضاد ہی پر آ رہا ہی جس طرح ضاد کو ضاد پڑھنا قواعد تجوید کے موافق ہی اُسی طرح اور باتین بھی ہین مگر یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ اور باتون مین جھگڑا کیون نہین کیا جاتا بعض حضرات علماء یہ فرما دیتے ہین کہ حروف کو اُنکے مخارج سے ادا کرنا چاہیے وبس - یہ بات بھی جی کو نہین لگتی کیونکہ جس طرح حروف کو اُنکے مخارج سے ادا کرنا مامور بہ ہی اُسی طرح تجوید کی اور باتین بھی مامور بہ ہین پھر صرف ایک قاعدہ پر عمل کرنے اور باقی کو ترک کرنے سے نماز کیونکر صحیح یا کامل ہو جاوے گی شاید دونون کے مامور بہ ہونے مین کچھ فرق ہو جسکو مین نہین جانتا بعض حضرات فرماتے ہین کہ ضاد کو دواد پڑھنے پر اجماع منعقد ہو گیا ہی - یہ بات میرے جی کو تو نہین لگتی کیونکہ بعض ماہرین فن کو سنا ہی وہ تو دواد نہین پڑھتے بعض حضرات ورتل القرآن ترتیلا کی رو سے فن تجوید سیکھنے کو واجب فرماتے ہین اگر یہ بات صحیح ہی تو بڑی مشکل ہی لاکھون نمازین برباد ہوئین اور ہوتی ہین اور ہونگی کیونکہ یہ فن سخت مشکل ہی حضرات علما مین ہزارون مین کہین دو چار مجود نکلینگے مگر جو لوگ واجب فرماتے ہین یہ نہین بتاتے کہ کس قدر مقدار واجب ہی بعض زور مین آکے یہ کہدیتے ہین کہ حروف کے مخارج کا ادا کرنا اتنی مقدار واجب ہی لیکن ان سے اس بات پر اگر کوئی دلیل نقلی طلب کرے تو فضول باتین بنانے لگتے ہین اپنی ذاتی راے کے سوا کچھ جواب نہین بن آتا امید کرتا ہون کہ ضاد کے متعلق جو عرض کیا گیا ہی غور سے ملاحظہ فرما کر کافی و شافی جواب مرحمت ہو تاکہ قلب کو تسکین ہو اور اُسکے مطابق اعتقاد و عمل رکھا جائے -

الجواب - فی فتاوی قاضی خان وان ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی فان امکن الفصل

قبل الذبح محتمل حلت کو ہی اور بعد الذبح نہین البتہ غیر حیوانات مین بھی اگر وہ عارض متقرر ہوجاوے تو حرمت متقرر ہوجاویگی مثلاً نیت فاسدہ پر اُس مین کوئی تصرف کیا گیا جس سے وہ نیت نافذ اور متقرر ہوجیسے کسی کو ہبہ کردیا مگر چونکہ اس تصرف کا فسخ ممکن ہی بعود فی الھبتہ مثلاً جب فسخ کردیگا وہ عارض مرتفع ہوجاویگا پھر حلت عود کر آویگی بخلاف ذبح کے کہ اُس مین فسخ نہین کما لایخفی اس تقریر مختصر سے سب سوالات کا جواب نکل آیا چنانچہ مختصراً اشارہ کیا جاتا ہی۔

(۱) توجیہ کلام مفسرین کی گذر گئی فی قولہ ممکن ہی کہ یہ تخصیص الی قولہ البعض لا ذکیا۔

(۲) اہلال کے معنی محض شہرت دینے اور نامزد کرنے کے ہین اور حرمت عام ہی مگر چونکہ حیوان مین قبل ذبح وہ عارض مرتفع ہوسکتا ہی لہذا اُسکے ارتفاع سے حرمت مرتفع ہوجائیگی کما مر فی قولہ اور چونکہ علت حرمت کی الی قولہ اور بعد الذبح نہین۔

(۳) چونکہ اس مین تقرر اس علت حرمت کا ہوگیا ہی اسلیے پاک نہین ہوتی کما مر فی قولہ البتہ غیر حیوان مین بھی الی قولہ ہبہ کردیا۔

(۴) درست نہین لتقرر علۃ الحرمۃ کما ذکرت آنفا البتہ اگر یہ چیزین پھر اصل مالک کو واپس کردی جاوینگی اور وہ توبہ کرلے اب حلال ہی کما مر فی قولہ مگر چونکہ اس تصرف کا فسخ الی قولہ کما لایخفی واللہ اعلم۔

ف۔ بعض آیات مین جو تحریم سائبہ پر رد کیا گیا ہی اس سے مراد وہ تحریم ہی جسکو اہل جاہلیت عبادت سمجھتے تھے یا مراد تحریم سے فعل ما یوجب الحرمۃ من اھلالہ لغیر اللہ ہی کما فی قولہ تعالی لم تحرم ما احل اللہ لک فافھم۔

ف۔ ویدل قولہ تعالی وما ذبح علی النصب بعد قولہ تعالی وما اھل لغیر اللہ بہ فی سورۃ المائدۃ علی کون محض النیۃ الشرکیۃ مؤثرۃ فی الحرمۃ وان لم یتحقق الاھلال باللسان کما ھو ظاھر فکیف اذا اجتمعا فتدبر۔ ۲۸ صفر ۱۳۲۱ھ یوم الاربعاء۔

سوال۔ قرآن مجید مین ضاد پڑھنے پر لوگون نے مختلف ڈھنگ اختیار کیے ہین بہت لوگ دواد پڑھتے ہین بہت لوگ صاف دال پڑھتے ہین بہت لوگ ظا یا زا پڑھتے ہین بہت لوگ عجب خلط کرتے ہین کہ کہین تو دواد پڑھتے ہین اور کہین صاف دال پڑھ دیتے ہین اور ان خلط کرنے والونکی تعداد

۹ تحقیق ضاد و ظاء

بلا مشقت فصل ممکن نہ ہوا اور وہ ضاد پڑھنے کا قصد کرتا ہی مگر ظا نکل گیا اُسکی نماز صحیح ہوجاویگی اور اسکے تعمد کی اجازت کو جزئیات مذکورہ فساد صلوۃ کی رد کرتی ہین فافہم تیسرا امر یہ معلوم ہوا کہ ولا الضالین مین ظا کا پڑھنا جو مُفسد نہین ہی اُسکی بناء یہ نہین ہی کہ ضاد کی جگہ عمداً ظا کا پڑھنا جائز ہی ورنہ مغضوب علیہم اور ضالین مین کیا فرق تھا کہ مغضوب علیہم مین تو ظاء کو مُفسد بتا رہے ہین اور ضالین مین غیر مُفسد بلکہ مبنی اُس کا یہ ہی کہ ضالین مین فساد معنی نہین ہوتا جیسا قاموس سے معلوم ہوتا ہی کہ ظل بالظاء کے معنی لیل و جنح اللیل و سواد السحاب کے بھی ہین پس ظالین کے معنی مثلاً داخل فی الظلمات ہونگے جو حاصل ہی ضلال بالضاد کا یا یہ افعال ناقصہ ظل یظل سے ہوگا بمعنی الکائنین اور خبر مقدر ہوگی فی ضلال یا فی غضب بقرینہ مغضوب علیہم کے جیسا ائذا ظللنا بالظاء کی قرارت مین بھی یہ توجیہ ہوگی جیسا آگے مذکور ہی۔ یہی وجہ ہی کہ قاضیخان نے والعادیات ضبحًا وغیرہ مین تو ظاء کو مُفسد کہا اور جہان جہان مادہ ضلال کا آیا ہی جیسے ومن یضلل اللہ او ائذا ضللنا اسمین غیر مفسد کہا ورنہ اسکی کوئی وجہ نہین ہی کہ ہر جگہ عدم فساد اسی مادّہ کے ساتھ خاص کیا گیا چنانچہ ائذا ضللنا مین خود ظللنا بالظاء کا ایک قراءۃ ہونا بھی نقل کیا ہی اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس قراءۃ کی رعایت سے ہر جگہ اس مادّہ مین تاویل صحت معنی کی گئی ہی اِس وجہ سے مُفسد نہین کہا اور ہرچند کہ تضلیل مین جو اسی مادہ سے ہی بعض کا قول لاتصح نقل کیا ہی مگر اس قول کو اپنی طرف منسوب نہ کرنا بعض مجہول کی طرف نسبت کرنا خود قرینہ ہی کہ یہ اِن کا مختار نہین ہی پس بنا مذکور پر ارجح یہان بھی عدم فساد ہوگا فتدبر وتشکر اور تجوید کی بمقدار واجب صرف تصحیح حروف ور رعایت وقوف ہی اس طرح کہ تغیر مُراد نہو جاوے باقی مستحسن فی فتاوی قاضیخان وان تغیر المعنی تغیرا فاحشا نحو ان یقرء لا الہ ویقف ثم یبتدیٔ بقولہ الا ھو الی قولہ قال عامۃ العلماء لاتفسد صلوتہ لما قلنا وقال بعضہم تفسد صلوتہ اھ قلت الاختلاف فی الفساد یوجب الوجوب اِس بنا پر اکثر لوگون نے اِس واجب کو حاصل کر رکھا ہی اور بہت سے تارک بھی ہین مگر نماز اُنکی بھی اکثر علما کے قول پر ہوجاتی ہی البتہ ایسون کو امامت سے احتراز واجب ہی فی فتاوی قاضیخان فان کان لا ینطلق لسانہ فی بعض الحروف الی قولہ لا یؤم غیرہ لذا الرجل اذا کان لا یقف فی مواضع الوقف اھ واللہ اعلم ۔ ۱۰ الربیع الاول ۱۳۲۱ھ

(ایک مہتمم مدرسہ نے جلسۂ انعام طلبہ مین شرکت کی درخواست کی تھی اُسپر یہ تحریر فرمایا)

بین الحرفین من غیر مشقة کالطاء مع الصاد فقرء الطالحات مکان الصالحات تفسد
صلوته عند الکل وان کان قد یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقة کالظاء مع الضاد
والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ فیه قال اکثرهم لا تفسد صلوته اه
وفیها ایضا ولو قرء والعادیات ظبحا بالظاء تفسد صلوته اه وفیها وکذا لو قرء غیر المغضوب
علیهم بالظاء او بالذال تفسد صلوته ولو قرء الظالین بالظاء او بالذال لا تفسد صلوته
ولو قرء الدالین تفسد صلوته اه ولو قرء ونخل طلعها هضیم قرء بالظاء او بالدال تفسد
صلوته اه وفیها ایضاً ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ قرء فترظیٰ بالظاء تفسد صلوته اه
وفیها لکن هم فی تضلیل قرء بالظاء قال بعضهم لا تصح اه وفیها ومن یضلل الله قرء بالظاء
لا تفسد صلوته اه وفیها الذی فرض علیک القرآن قرء بالظاء تفسد صلوته اه وفیها
ائذا ضللنا قرء بالظاء ظللنا لا تفسد صلوته وهی قراءة فمن فرض فیهن الحج فقرء
بالظاء فرظا او بالذال تفسد صلوته اه ان روایات میں تدبر کرنے سے چند امور معلوم ہوتے
ہیں ایک یہ کہ فساد صلوۃ اُس وقت ہے جب بلا مشقت دو حرفوں میں تمیز کر سکے اور ضالین کو دال
سے پڑھنا مفسد صلوۃ اسی بنا پر ہے اور ظاہر ہے کہ جس طرح سے ضالین کو اکثر لوگ پڑھتے ہیں وہ دال
نہیں ہے جس سے بلا مشقت امتیاز ممکن ہے البتہ اگر کوئی شخص خالص دال پڑھیگا تو اُسکی نماز کو فاسد
کہا جاویگا اور جس طرح سے اکثر پڑھنا اسکا متعارف ہے گو بوجہ مشق نہ کرنے کے وہ صحیح نہیں ہے مگر صحیح حرف
کو سننے والا اس امر کو پہچان سکتا ہے کہ یہ طریق متعارف اُسکے مشابہ ہے اسطرح کہ تمیز دونوں میں شاق ہے
حتی کہ جس شخص کو ضاد کے مخرج صحیح سے مشق کرائی جاتی ہے اور اُسکو پڑھ کر سنایا جاتا ہے وہ اکثر سننے کے
وقت کبھی کبھی اس متعارف طریق کو ادا کر بیٹھتا ہے اور دونوں میں اُسکو تمیز دشوار ہوتی ہے اس لیے اس
طریق متعارف کو داخل دال کر کے مفسد صلوۃ کہنا بعید ہے۔ دوسرا امر یہ معلوم ہوا کہ ضاد کی جگہ ظاء
پڑھنے کو مفسد صلوۃ عند الاکثر نہ کہنا علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ اُس وقت ہے جبکہ بلا عمد ہو ورنہ وہ بھی مفسد
صلوۃ ہے ورنہ والعادیات ضبحا اور مغضوب علیہم اور هضیم اور فترضی اور فرض میں ظاء
پڑھنے کو مفسد صلوۃ نہ کہا جاتا چنانچہ مدار عدم فساد کا عدم امکان الفصل الا بمشقة کو ٹھہرانا اس کی
دلیل ہے کیونکہ عمداً وہی پڑھیگا جو فصل بلا مشقت کر سکتا تھا پس حاصل اسکا یہ ہوگا کہ جس شخص سے

(۳) اکثر اوقات علماء کا امراء کے دروازون پر جانا اور اُنسے تملق کی باتین کرنا۔

(۴) جن اموال کو حلال نہین کہتے اگر وہ بھی حاصل ہون ہرگز انکار نہین کیا جاتا کیا ممکن ہی یا واقع ہی کہ کسی غالب سود یا رشوۃ والے نے کچھ دیا ہو اور اُس کو خلوۃ مین یا خلوۃ مین واپس کردیا گیا ہو۔

(۵) اپنے مدرسہ کی اصلی حالت سے اکثر زیادہ ظاہر کیا جاتا ہی تصریحاً یا ایہاماً جسکا حاصل کذب وخداع ہی۔

(۶) اگر کوئی شخص مدرسہ پر کسی قسم کا اعتراض کرے اور وہ حق بھی ہو تو ہرگز اُسکو قبول نہین کیا جاتا بلکہ اُسکے درپے ہوکر رد کرنیکی کوشش ہوتی ہی گو دل مین اُسکو حق سمجھتے ہین جسکا حاصل بطر حق ہی۔

(۷) اگر اور کوئی مدرسہ مقابلہ مین ہوجاوے اور گو اُسکی حالت واقع مین اچھی ہو مگر ہمیشہ وہ مثل خار نظر آتا ہی اور دل سے اُسکے انہدام وانعدام کے متمنی رہتے ہین ورنہ خوش ہوتے کی بات تھی کہ دین کا کام کئی جگہ ہو رہا ہی لیکن محض اسوجہ سے کہ اُسکی شہرت نہ ہوجاوے اُس مین چندہ کی بیشی اور اس مین کمی نہ ہوجاوے ناگواری ہوتی ہی۔

(۸) کارروائی مین اپنی کارگذاری کا اظہار اپنی مدح اپنے مدرسہ کی ترجیح اپنے کام کی خوبی و کثرت دکھلانا اور اسکی وجہ سے تعلیم کی کمیت کا کیفیت سے زیادہ اہتمام کرنا اور کتابین بلا استعداد گھسیٹنا کہ کارروائی دکھلا سکین خواہ طالب علمون کو آوے یا نہ آوے۔ ان علامات مین سے اول کی چار حب مال لغیر الدین کی علامتین ہین اور موخر چار حب جاہ لغیر الدین کے علامات ہین اور فساد منشار کی وجہ سے آثار بھی ایسے ہی مُرتب ہوتے ہین۔

(۹) اکثر ایسے جلسون مین اسراف ہوتا ہی جن لوگون کے بُلانے کی کوئی ضرورت نہین اُنکے اور اُنکے رفقاء وخدام کے کرایہ مین بہت سے روپیہ جاتے ہین۔ بعض اوقات طعام وغیرہ کا بھی مدرسہ سے اہتمام ہوتا ہی جسمین تکلف ہوتے ہین اور ساتھ مین غیر اضیاف بھی کھاتے ہین اور غالبًا بلکہ یقینًا روپیہ والون سے اذن نہین لیا جاتا اور دلالت اذن کا بھی دعوی اشکل ہی کیونکہ اہل عطا خود ایسے مصارف کی مذمت کیا کرتے ہین۔

(۱۰) بعض جگہ مسجد مین ایسے جلسے ہوتے ہین اور مسجد کے ساتھ بیٹھک کا سا برتاؤ ہوتا ہی شور وشغب دنیا کی باتین اشعار مذمومہ اور بہت سے منکرات جو مشاہدہ سے متعلق ہین جب مسجد مین وہ امور مباحہ بھی ناجائز ہین جنکے لیے مسجد موضوع نہین تا بہ منکرات چہ رسد۔

مخدومی مکرمی دامت برکاتہم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسکے قبل کے عریضہ مین حاضری جلسہ سے
جو مانع طبعی تھا اُسکی اطلاع کی تھی جسکا مشاہدہ مکرمی مولوی ...... صاحب نے بچشم خود فرمایا ہی اور ممکن ہی
کہ وقت جلسہ تک یہ مانع مرتفع ہوجاوے اب بعض موانع شرعیہ کو محض استشارۃً پیش کرنا چاہتا ہون
ہرچند کہ علما کی خدمت مین ایسی جرأت کرنا خالی از سوء ادب نہین مگر ایک طرف خیرخواہی کا جزو دین و
مامور بہ ہونا پیش نظر دوسری طرف آپ کی عنایات والطاف پر اعتماد پھر اُسکے ساتھ ہی اپنی راے کی غلطی
کے نکل جانیکی اُمیدان سب اُمور نے اجازت دی کہ بے تکلف اپنے خیالات ظاہر کردون اگر واقعی میری
راے غلط ہی تو مین دل سے خواہان ہون کہ اُسکی اصلاح فرمادی جاوے - حاصل اُن موانع شرعیہ کا یہ ہی کہ
کہ جہانتک غور کرکے اور تجربہ کی شہادۃ سے دیکھا جاتا ہی بڑی غرض ان جلسون کے انعقاد کے دو امر معلوم
ہوتے ہین فراہمی چندہ - اور اپنی کارگذاری کی شہرت یا یون کہیے مدرسہ کی وقعت ورفعت جسکا حاصل
حب مال وحب جاہ نکلتا ہی جس سے نصوص کثیرہ مین نہی فرمائی گئی ہی ہرچند کہ مال وجاہ اگر دین کیلیے
مقصود ہون تو مذموم نہین مگر کلام اسی مین ہی کہ ایسے مواقع پر یہ اُمور دین کے لیے مقصود ہین یا دُنیا
کے لیے سو گو نفس تاویل کرکے دین ہی کے لیے بتلاتا ہی مگر اللہ تعالے نے ہر قصد کے لیے ایک خاص
معیار بنایا ہی جس سے صحت یا فساد قصد معلوم ہوجاتا ہی سو ان مواقع مین جہانتک غور کیا جاتا ہی علامات
طلب دُنیا کی غالب معلوم ہوتی ہین تفصیل اُسکی یہ ہی کہ اگر دین مقصود ہوتا تو اُسکے اسباب وطرق مین
کبھی کوئی امر خلاف رضاء حق تعالیٰ اختیار نہ کیا جاتا اور جب ایسے اُمور اختیار کیے جاتے ہین اس سے
صاف معلوم ہوتا ہی کہ دُنیا مقصود ہی اور ان اُمور مین سے بعضے بطور انموذج یہ ہین -

(۱) چندہ کے حاصل کرنے مین قواعد شرعیہ کی رعایت نہین کی جاتی کیونکہ حکم شرعی ہی لایحل مال
امرئ الا بطیب نفسہ چندہ مین سوچ سوچ کر وہ طرق اختیار کیے جاتے ہین جس سے مخاطب کے قلب پر
اثر پڑے گو وہ اثر دباؤ یا شرم ولحاظ کیون نہو ایسے لوگون کو واسطہ بنایا جاتا ہی مجمع مین اُن کے روبرو
فہرست بھی پیش کی جاتی ہی شرکت جلسہ مین اصرار کیا جاتا ہی اور یقیناً معلوم ہی کہ بڑے آدمیون کو خالی ہاتھ
آنے مین سبکی وکم وقعتی کا اندیشہ ہوتا ہی - بقایا کو مشتہر کرتے ہین جس سے اُنکو اپنی بدنامی کا خوف ہوتا ہی -

(۲) حکم شرعی ہی کہ ریا حرام ہی اور اکثر ایسے مواقع پر دینے والون کے دل مین ریا ہوتی ہی اور
ریا کا سبب بن جانا بھی معصیت ہی -

بلایا بھی نہین جاتا اور نہ سعی کی جاتی ہی خود دعوت دیتے ہوئے نفرت معلوم ہوتی ہی اگر کوئی مدرسہ مقابلہ
مین ہوجاوے تو اُسکی تخریب کے درپے ہونا یہ محض نادانی اور بے وقوفی ہی اللہ کا شکر ہی کہ یہان کسی
مدرسہ مین تقابل نہین کسی کی مخالفت سے غرض نہین بلکہ اور مدارس جو ہین اُن کی ترقی کے خواہان
ہین اسکے خلاف کرنا خدا و رسول کا چور ہونا ہی اور دین کا بدخواہ چونکہ دستار بندی ایک شیوہ اور فخر
ہوگیا ہی اور اسکو اچھا سمجھکر اختیار مدارس نے کیا ہی اسوجہ سے اس امر کو بندے نے اچھا نہین سمجھا اور
مدرسۂ ہذا مین اس کا سلسلہ موقوف رکھا اس مختصر عرضداشت سے جناب والا معلوم کرسکتے ہین کہ میری
غرض مدرسہ کرنے سے کیا ہی ایا حب دنیا یا اور کوئی علاوہ اسکے اور جو کوئی امر خلاف مرضی اللہ اور شرع
ہو بلا تامل نصیحت فرماوین بخدا مین اس مین آپ کا نہایت شکرگذار ہون گا اور آپ کو محسن تصور کرونگا
چونکہ مدرسہ ہذا مین جلسہ کے واسطے اور کوئی جگہ نہین ہی اس واسطے صحن مسجد اختیار کیا ہی مگر حتی الامکان
امور مہمہ کی رعایت اپنی طرف سے کی جاتی ہی اور لوگون کو تاکید بہت کی جاتی ہی یہ بات صرف مجبوری
کی وجہ سے ہی جلسہ کرنے سے میری یہ غرض ہرگز نہین ہی کہ چندہ جمع ہوا ور رفعت منظور ہو رہا امر خواندگی
سو خدا کے فضل سے یہ بات نہین بلکہ مدرسون کو حتی الوسع تاکید ہی کہ طالبعلمون کو خوب اطمینان سے پڑھاوین
اگرچہ کتابین سال مین کم ہون اور نیز طلبہ کی کمیت جسقدر رہوتی ہی اُسیقدر ظاہر کی جاتی ہی ۔ اُمید کہ جواب
باصواب سے مطلع فرماکر ممنون فرماوین ۔

(جواب الجواب ۔ از حضرت مولانا مدظلہم العالی) ۔

مخدومی دامت فیوضہم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ الطاف نامہ نے مسرور فرمایا اللہ تعالے آپ کے مقاصد
حسنہ اور اخلاص نیت مین زیادہ برکت فرماوین اور آپ کے مدرسہ کو اور اسیطرح جمیع مدارس اسلامیہ دینیہ کے
فیوض و برکات سے ہم محتاجون کو مستفید فرماوین آپ کی تحریر سے اطمینان ہوگیا کہ ماشاء اللہ آپکو ایسے
اُمور پر نظر اور اُس کا اہتمام ہی مگر سب کا حاصل صرف اسقدر ہی کہ جلسہ مین کوئی امر قبیح بالذات نہین ہوتا ہی
لیکن یہ خلجان اب تک باقی ہی اور باقی رہنے والا معلوم ہوتا ہی کہ وجوب ترک کے لیے صرف قبیح بالذات
شرط نہین بلکہ قبیح بالغیر کافی ہی سو یہ امر تو مسلّم ہوچکا ہی کہ بہت سے بلکہ کل جلسے مفاسد معروضہ سابقہ سے
خالی نہین ہوتے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ اُس کا انسداد حتی الامکان ضروری ہی اور اُنکی ترویج مباشرۃً یا تسبباً
منہی عنہ ایسی حالت مین اگر کوئی مہتمم مدرسہ نہایت احتیاط کے ساتھ جلسہ کرے تو مباشر مفاسد تو نہ ہوگا

(۱۱) ایسی کارروائیون سے بجائے وقعت وعزت مقصودہ کے اہل علم کی ذلت وحقارت اہل دنیا
کی نظر مین ہوتی ہی کیونکہ اصل عزت استغنا ہی اور اس تحقیر کا ثمرہ یہ ہوتا ہی کہ اپنی اولاد کے لیے علم دین کو
پسند نہین کرتے کہ یہی انجام انکا ہوگا گویا یہ حالت مناعیت للخیر کا ایک شعبہ ہی۔
(۱۲) تکثیر سواد طلبہ ومخلصین کے دکھلانے کو نااہلون کو اہل دکھلایا جاتا ہی وقس علی ہذا اگر یہ
خیالات قابل اصلاح ہون تو اصلاح فرما دیجئے ورنہ مین عمل اور قبول کرنے پر جبر نہین کرتا مگر اقل درجہ
میری غیر حاضری کے لیے ان کو وجہ وجیہ قرار دیا جاوے اور معاف فرمایا جاوے۔ فقط والسلام۔

(**جواب** — از مہتمم صاحب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت اقدس کا والا نامہ پہونچا مضمون سے
آگاہی ہوکر بہت بڑا اطمینان اور خوشی ہوئی۔ اللہ کا شکر ہی کہ مدرسہ ہذا کی بنیاد ابتدا سے کچھ ایسی پڑی ہی
کہ جو امور آپ تحریر فرماتے ہین اُن سے نفرت ہی بناوٹ کو یہان کوئی پسند نہین کرتا محض توکل کے اوپر
بنیاد ہی چندہ والون کی خدمت مین زیادہ اصرار کرکے جبر نہین کیا جاتا جسکی طبیعت چاہے شریک ہو
جسکا جی چاہے نہ شریک ہو جو کام خدا کے واسطے مدنظر ہوا سمین ان اُمور کا خیال ہرگز نہین ہوتا خداوند
کریم کے اختیار ہی جو چاہے سو کرے اہل دنیا کی خوشامد کرنی فضول ہی یہی وجہ ہی کہ مدرسہ ہذا مین وہی
لوگ چند شرکار چندہ ہین جو اخلاص سے دیتے ہین اور بار بار اُن سے تقاضا کی نوبت نہین آتی نہ بندہ
کی اس قسم کی عادت ہی یہ فعل میرے نزدیک معیوب ہی مدرسہ مین جلسہ کرنے سے صرف غرض میری
اتنی ہی ہوتی ہی کہ جو لوگ شریک چندہ ہین اُنکو واقعی کیفیت بلا زیادتی اور کمی کے سُنائی جاوے اور
انعام تقسیم کرکے جو طلبہ قابل ہین اُن کو خوش کرنا منظور ہوتا ہی تاکہ اُنکی دل شکنی نہ ہو اور نیز چند علماء
جمع ہوکر وعظ ونصیحت کرین تاکہ لوگون کو ہدایت ہو اور مخلوق کو فائدہ پہونچے خاص جلسہ کے واسطے
اور علماء کی آمد ورفت کے کرایہ مین صرف کرنیکے واسطے اور جو لوگ شریک جلسہ ہین جنکو مدرسہ کیطرف سے
دعوۃ ہوتی ہی اس ہی غرض سے اسی نام سے اجازت لیکر آج تک کارروائی ہو رہی ہی۔ مدرسہ کے
چندہ مین اور اس چندہ مین کوئی تعلق نہین یہ بات خداوند کریم نے میرے قلب مین اوّل ہی پیدا کردی
تھی۔ جلسہ مین شریک ہونے کے واسطے کسیکے خوشامد ورئیس کے پاس ہرگز کوئی نہین جاتا بلکہ جنکو مدرسہ
سے غرض ہی اُنکو تاکید کرکے جلسہ مین بُلایا جاتا ہی ورنہ خاص طور پر غربا کی طرف زیادہ توجہ کی جاتی ہی چونکہ
یہ بات مشاہدہ سے معلوم ہی کہ امراء لوگ جلسہ مین شریک شرم کیوجہ سے نہین ہوتے اس واسطے انکو

اگر روپیہ کھو جاوے تو وہ تاوان دیگا اسکے علاوہ ناجائز ہونے کی وجہ ایک اور بھی بیان کرتا ہی وہ کہتا ہی کہ حمال پر قیاس کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہین کہ حمال کے پاس جب تک وہ بوجھ ہی وہ اُس کا امین ہی اور امین پر واجب ہی کہ جو چیز امانت مین دی جائے بعینہ وہی واپس کرے اور منی آرڈر مین سب جانتے ہین کہ وہی روپیہ بعینہ نہین ملتا بلکہ اُس کے مثل دوسرا روپیہ ملتا ہی - زید کہتا ہی کہ عموم بلوی و دفع حرج اور تعامل علماء و صلحاء کی وجہ سے بعض ناجائز چیزین بھی جائز ہو جاتی ہین اور یہ تو مباح الاصل ہی یہ کیونکر نہ جائز ہوگا۔ مثلاً غلہ کی بالیون کو بیلون سے پامال کراتے ہین اور بیل اُس مین بول و براز کرتے ہین اس کو سب جانتے ہین پھر عموم بلوی و دفع حرج اور تعامل علماء و صلحا یا تعامل خلائق کی وجہ سے اس کو سب حلال جانتے ہین اور اس غلہ کا سب استعمال کرتے ہین اسی طرح اگر منی آرڈر بھی بالفرض ناجائز ہو تو جائز ہو جائے گا اب از روئے شرع شریف اس گفتگو کا فیصلہ فرمایے اور قول فیصل ارشاد فرمائیے تاکہ قلب کو تسکین ہو۔

الجواب - قاعدہ کلیہ ہی لاقرض نفعی با مثالہا اور منصوص ہی کہ قرض مین کمی بیشی کی شرط ربوا ہی - اب سمجھنا چاہیے کہ منی آرڈر کا روپیہ جو ڈاک خانہ مین داخل کیا جاتا ہی آیا وہ امانت ہی اور اہل ڈاک اجیر یا قرض ہی اور اہل ڈاک مستقرض سو چونکہ یقیناً معلوم ہی کہ وہ روپیہ بعینہ نہین بھیجا جاتا اور نیز قانون ہی کہ اگر ڈاک خانہ سے وہ روپیہ اتفاقاً ضائع ہو جاوے تو اہل ڈاک اُس کا ضمان دیتے ہین ان دونون امرون سے معلوم ہوا کہ وہ امانت نہین بلکہ قرض ہی جو دوسری جگہ ادا کیا جاتا ہی پس فیس بھی جزو قرض ہوا اور مقام وصول پر چونکہ بوضع فیس ادا کیا جاتا ہی اس لیے قرض مین کمی بیشی لازم آئی یہ وجہ اُسکے ممنوع ہونے کی ہی بلکہ اگر یہ فیس بھی نہو تب بھی حسب قاعدہ کلیہ کل قرض جر نفعا فہو ربوا بوجہ منفعت سقوط خطر طریق کے داخل سفتجہ ہو کر مکروہ ہی فی الدر المختار کتاب الحوالہ و کرہت السفتجۃ اور چونکہ یہ عقد اجارہ نہین ہی جیسا اوپر مذکور ہوا لہذا مسئلہ حمال سے اُس کو کوئی مس نہین کما ہو ظاہر اور عموم بلوی طہارات و نجاسات مین مؤثر ہی نہ حلت اور حرمت مین اور تعامل اس کو نہین کہتے بلکہ وہ ایک قسم ہی اجماع کی اور اُس مین شرائط اجماع کا پایا جانا ضروری ہی منجملہ اُس کے یہ بھی کہ علماء عصر واحد بلانکیر اُس کو قبول کر لین متنازع فیہ مین یہ امر مفقود ہی اس لیے یہ تعامل نہین ہی ایک رواج عامیانہ ہی جو شرعاً حجۃ نہین - اس سے سب نظائر مذکورہ زید کا جواب نکل آیا واللہ اعلم البتہ بہت عرق ریزی سے اس قدر تاویل کی

مگر اس مین کوئی شبہہ نہین کہ دوسرے غیر احتیاطی جلسون کی ترویج کا سبب تو بنے گا فقہاء نے بہت مواقع مین بعض مباحات کو محض سداً للذرائع وحسماً لمادۃ الفساد تاکید سے روکا ہی چنانچہ علماء محققین اس زمانہ مین رسوم مروّجہ مولد و فاتحہ و اعراس کو گو بانی اعتقاداً وعملاً محتاط ہی کیون نہ ہو اسی بنا پر روکتے ہین کہ دوسرے بے احتیاطون کے لیے سند ہوگی اور بے احتیاطون کے لیے سبب ترویج کا ہوگا اس حکم مین مجالس بدعیہ و مجالس مدرسیہ متماثل و متساوی ہین چنانچہ مشاہدہ کے بعد تامل کرنا کافی ہی اور جو مصلحتین ان جلسون مین ارشاد ہوئی ہین اُنکے مصلحت ہونے مین کلام نہین مگر مصالح اور مفاسد مین جب تعارض ہوتا ہی مفاسد کے اثر کو ترجیح ہوتی ہی جب کہ مصالح حد ضرورت شرعی تک نہ پہونچے ہون اور ما نحن فیہ مین ظاہر ہی کہ ضرورت شرعی نہین ہی بلکہ مصلحۃ بھی اسی صورۃ مین منحصر نہین ہی معینین کو بذریعۂ روئداد تحریری حالت مدرسہ کی معلوم ہوسکتی ہی اور طلبہ کا ویسے بھی انعام پاکر دل خوش ہوسکتا ہی اور وعظ و ہدایت اوّل تو ایسے مواقع پر شرکاء جلسہ کو صاف صاف کرنا مشکل ہی اُنکے تکدر کا خیال ہوتا ہی پھر اس مقصود کا اہتمام مستقل طور پر بھی ہوسکتا ہی اسلیے اب تک بھی حاضری سے معافی کا خواستگار ہون۔ والسلام

فتویٰ دربارہ جواز منی آرڈر

سوال۔ زید اور عمر و مین منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنے مین گفتگو ہی۔ زید کہتا ہی کہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنا جائز ہی اور جواز کی دلیل یہ بیان کرتا ہی کہ ہر چیز مین اصل اباحۃ ہی۔ عمرو کہتا ہی کہ چونکہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنا کسی معاملۂ شرعی کے تحت مین داخل نہین اسلیے ناجائز ہی۔ زید کہتا ہی کہ یہ معاملہ شرعی کے تحت مین داخل ہی اور داخل ہونے کو اس طرح بیان کرتا ہی کہ اگر کوئی کسی حمّال سے کام لے اور اُجرت پیشگی دیدے تو جائز ہی عمرو کہتا ہی کہ منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ بھیجنے مین اور حمّال سے کام لینے مین اور پیشگی اُجرت دینے مین فرق ہی پہلی صورۃ کو دوسری صورۃ پر قیاس کرنا صحیح نہین کیونکہ منی آرڈر مین تو شرط ہی کہ روپیہ پہنچانیکی اُجرت پیشگی لیجاوے اور حمّال کو پیشگی اُجرت دینا شرط نہین بلکہ دینے والے کا احسان ہی اگر پیشگی اُجرت نہ دے تو حمال شرعاً یا عرفاً تقاضا نہین کرسکتا اور منی آرڈر تو اُس وقت تک روانہ ہی نہین ہوسکتا جب تک پیشگی اُجرت نہ دے اس کے علاوہ ناجائز ہونے کی وجہ عمرو ایک اور بھی بیان کرتا ہی وہ کہتا ہی کہ حمّال پر قیاس کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہین کہ حمّال کے پاس جب تک وہ بوجھ ہی وہ اس کا امین ہی اگر حمّال سے وہ بوجھ کھو جاوے تو تاوان نہ لیاجاوے گا جیسا امین سے نہین لیاجاتا اور منی آرڈر کا روپیہ اگر ڈاکخانہ والون کے پاس سے کھو جاوے تو اُس کا تاوان لیا جاتا ہی اور ڈاکخانہ سے گویا شرط ہی کہ

وہ یہہ ہی کہ جب غلّہ کی بالیون کو بیلون سے پامال کراتے ہین تو بیل انپر بول و براز کرتے ہین اس غلّہ کے پاک
ہونے کو فقہا ء نے لکھا ہی کہ کچھ غلّہ محتاجون کو دیدیا جاوے یا حصہ دارون مین تقسیم کر دیا جاوے تو کل غلّہ پاک
ہو جاویگا۔ اور وجہ یہہ لکھتے ہین کہ شبہہ ہو گیا کہ شاید ناپاک غلّہ دوسرے کے حصہ مین چلا گیا ہو ہمارے حصہ مین نرہا ہو اسمین شک
نہین کہ وجہ یا اس کے مثل جو اور وجوہات ہون سب کمزور ہین اور سب کا حاصل یہہ ہی کہ عموم بلوی دفع
حرج تعامل علماء صلحاء یا تعامل خلائق کی وجہ سے یہ چیزین حلال اور پاک اور جائز ہین انھین دونون
صورتون پر ڈاک خانہ مین روپیہ جمع کرنے کو خیال کرو جس طرح کہ شبہون سے وہان ناپاک چادر اور
ناپاک غلّہ پاک اور حلال ہو جاتا ہی اسی طرح کے شبہون سے یہان ڈاک خانہ کا حرام اور ناپاک روپیہ بھی
حلال اور پاک ہو جاوے گا (حرام اور ناپاک علی سبیل الفرض کہا گیا ورنہ وہ ایسا نہین ہی) اور اگر
اِس قسم کے شبہون سے قطع نظر کرکے وہان عموم بلوی دفع حرج تعامل علماء صلحاء سے حرام وناپاک کو
حلال وپاک بنایا جاتا ہی تو یہان بھی ایسا ہی ہونا چاہیے دونون مین فرق کرنے کی کوئی وجہ نہین اگر یہہ کہا
جائے کہ جب ڈاک خانہ نہ تھے تو صرف حفاظت کی غرض سے لوگ روپیہ کہان رکھتے تھے جہان پہلے رکھتے
ہون وہین اَب بھی رکھا کرین کہا جائے گا جب ڈاک خانہ نہ تھے اور منی آرڈر کے ذریعہ سے روپیہ نہین
بھیجا جاتا تھا تو لوگ کس طرح روپیہ بھیجتے تھے جسطرح پہلے بھیجتے تھے اُسی طرح اب بھی بھیجین اگر وہ جائز
تو یہ کیون ناجائز دونو مین کیا فرق ہی اگر وہان کوئی وجہ جواز کی ہی تو یہان بھی کوئی وجہ جواز کی ہی۔

الجواب۔ قاعدہ کلیہ ہی کہ امانت اگر مالک کی اجازت سے دوسرے اموال مین مخلوط کردی جائے
تو مجموعہ مُشترک ہو جاتا ہی فی در المختار کتاب الایداع وان باذنہ اشترکا شرکۃ املاک کما لو اختلطت
بغیر صنعہ کان انشق الکیس لعدم التعدی۔ پس جب حسب بیان سائل وہ روپیہ ملا کر رکھا جاتا ہی
اور ظاہر ہی کہ یہ خلط بالاذن ہی تو جس قدر روپیہ تجارت جائز مین سلگے گا اُس مین سب کا تھوڑا تھوڑا
روپیہ ضرور ہوگا پس ہر شخص بقدر اُسی حصہ مشترک کے معین اُس تجارت کا ہوگا اور معصیت کی اعانت
ضرور معصیت ہی اور غیر ہیراشیا رکو سودی تجارت کی اعانت نہین کہ سکتے کیونکہ ہم نے جب کوئی شی
خرید کر اُس کی قیمت ادا کر دے تو وہ قیمت اُس تاجر کی ملک ہو گئی ہمارا روپیہ معصیت مین صرف
نہین ہوا اور یہان تو خود ہمارا ہی روپیہ تجارت حرام مین لگایا گیا ہی اور جو نظائر فقہیہ سوال مین
مذکور ہین اُن سب کا جواب یہ ہی کہ اِن نظائر مین بعض اجزاء واقع مین اجزاء رجنسہ سے متمیز و منفرد

گنجائش ہو سکتی ہو کہ فیس کو اُجرت کتابت و روانگی فارم کی کہا جاوے اس سے حرمتہ تفاضل تو دفع ہو جاویگی مگر کراہت سفتجہ کی باقی رہیگی واللہ اعلم - ۱۰ - ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ -

سوال - زید اور عمرو مین ڈاک خانہ مین روپیہ جمع کرنے کی نسبت گفتگو ہی زید کہتا ہی کہ محض بغرض حفاظت ڈاکخانہ مین جمع کر دینا جائز ہی - عمرو کہتا ہی کہ یہ روپیہ سُودی تجارتون مین لگایا جاتا ہی اور اس جمع کرنے مین سُودی تجارت کی اعانت ہی لہذا ناجائز ہی زید کہتا ہی کہ سب کا روپیہ تجارت مین نہین لگایا جاتا کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ جب کوئی شخص اپنا روپیہ برآمد کرانا چاہی روپیہ برآمد ہو جائے گا البتہ بعض کا روپیہ تجارت مین لگایا جاتا ہوگا یا تھوڑا تھوڑا سب کا لگایا جاتا ہو بہرحال یہ معلوم ہونا مشکل ہی بلکہ عادتاً ناممکن ہی کہ کس کا روپیہ تجارت مین لگایا گیا کس کا نہین لگایا گیا یا کس نسبت سے روپیہ لگایا گیا کیونکہ سب کا روپیہ ملا کے رکھا جاتا ہی اور بالفرض اگر سب روپیہ تجارت مین لگایا جاتا ہی جب بھی اعانت علی المعصیتہ کا الزام نہین کیونکہ اس قسم کی اعانت علی المعصیت کو اعانت علی المعصیتہ ہی نہین خیال کیا گیا مثلاً ولایت کی ہزارون چیزین کپڑے برتن گھڑیان دیاسلائی وغیرہ ہندوستان مین فروخت ہوتے ہین اور ہمکو یقیناً معلوم ہی کہ اسکے بنانے والے انگریز ہین جو سُودی لین دین اور سودی تجارت کے عادی ہین اور بمبئی کلکتہ وغیرہ مین جو مال لیا گیا ہی وہ بھی ناجائز طریقہ تجارت سے لیا گیا ہی - پھر ہم تمام مسلمان کیا عوام کیا علماء و صلحا سب ہی ان چیزون کو خریدتے ہین اور کام مین لاتے ہین مسلمانون کا خرید کرنا سُودی تجارت کو ترویج دینا ہی یا نہین اگر پوری ترویج نہین تو مسلمان تھوڑی ترویج تو ضرور ہی دیتے ہین مگر سُودی تجارت کی تھوڑی ترویج بھی تو آخر حرام ہی ہوگی اور اعانت علی المعصیت کے تحت مین داخل ہوگی جسطرح ڈاکخانہ مین روپیہ جمع کرنے سے اعانت علی المعصیت ہی اُسیطرح بلکہ غور سے دیکھو تو اُس سے کہین زائد ولایتی چیزون کے خرید کرنے مین اعانت علی المعصیتہ ہی پھر کیا وجہ ہی کہ عمرو اسکو جائز کہے اور اُس کو ناجائز اس کے علاوہ ہمارے فقہا نے لکھا ہی کہ اگر چادر کا ایک کونا ناپاک ہو گیا ہو اور یاد نہ آتا ہو کہ کون سا کونہ ناپاک ہو گیا تھا تو جس کونہ کو دھو ڈالے گا چادر پاک ہو جاویگی اس جزئی کو یاد رکھو اور دیکھو کہ چادر کیون پاک ہو جائے گی بظاہر چادر کو پاک نہ ہونا چاہیے کیونکہ ممکن ہی اُس نے وہ کونا نہ دھویا ہو جو ناپاک تھا بلکہ وہ کونا دھویا ہو جو پہلے سے پاک تھا مگر پھر بھی شریعت نے چادر کو پاک کہا اس پاک کہنے کی دو وجہ ہو سکتی ہین ایک تو دفع حرج دوسرے یہ کہ جب شبہہ ہو گیا کہ معلوم نہین وہ کونا ناپاک ہی - معلوم نہین یہ کونہ ناپاک ہی تو صرف شبہہ سے ہر کونے کو ناپاک نہین کہتے اسکی ایک نظیر کتب فقہ مین اور بھی موجود ہی

ہی نہین اسلیے اُسکے احکام اُن اُمور مین نافذ نہونگے پس جب سلطان نے اُسکو کہدیا کہ اِتنی مدت تک کے بعد تم دعوے مت سُننا اور بتصریح روایت فقہیہ قضا کی تقیید مکان و زمان کے ساتھ جائز ہی اسلیے معنی کلام سلطان کے یہ ہوئے کہ تمھاری قضا خاص ہی اُن ہی واقعات کے ساتھ جو اِس میعاد کے اندر کے ہون اور دوسرے واقعات مین ہم تمکو قاضی نہین بناتے یہ وجہ ہی قضا نافذ نہونے کی اور اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ واقع مین صاحب حق کا حق زائل و باطل ہوجاوے یا خود سلطان کو اِس قید کا رفع کرنا جائز نہو چنانچہ قول لالا بامر خود اس کا صریح مویّد ہی اور جب اِس حکم کی علّت معلوم ہوگئی تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ تقیید اُسی وقت اور اُسی شخص کے حق مین ہی جو اُس سلطان کا محکوم ہوا ور جب تک وہ سلطان زندہ رہے اور اپنے اسی حکم پر قائم رہے اور اگر کوئی حاکم و قاضی اُس سلطان کے دائرہ حکومت سے خارج ہو یا وہ سلطان مرجاوے جس کے مرنے سے بتصریح فقہاء اُس کا حکم مرتفع ہوجاتا ہی یا خود وہ سلطان اپنا حکم منسوخ کردے اِن صورتونمین یہ حکم نہین - خلاصہ یہ ہی کہ یہ حکم مقصود شرعی نہین بلکہ شعبہ ہی توکیل بامر خاص کا چنانچہ عبارت سوال مین سے یہ قول لان السلطان لم یوکل الخ اِس کی صریح دلیل ہی اِس بناپر غیر حدود سلطنت عثمانیہ مین ان روایات کو حکم فقہی سمجھکر عمل کرنا جائز نہین اور حدود عثمانیہ مین بھی صرف قضاۃ پر عمل واجب ہی نہ اہل حقوق پر۔

سوال ـ زید کہتا ہی کہ مولود- قیام مولود- عرس فاتحہ وغیرہ گو فی نفسہ مباح ہین مگر آجکل کے عوام چونکہ انکو عملاً یا علماً ضروری جانتے ہین اسلیے ان کا ترک کرنا واجب ہی مگر اس کہنے کے ساتھ زید پیری مُریدی کو عملاً و علماً اچھا جانتا ہی عمر کہتا ہی کہ جسطرح مولود قیام مولود عرس فاتحہ وغیرہا گو فی نفسہ مباح ہین مگر عوام کی اصلاح عقائید و اعمال کی غرض سے ان کا ترک کرنا واجب ہی اسی طرح آجکل کی پیری مُریدی ہی بلکہ سچ پوچھو تو مولود عرس فاتحہ کرنے والون کے عقائد و اعمال اتنے خراب نہین جتنے آجکل کے پیرون مریدون کے ہین اور یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہی دلیل کی محتاج نہین پھر مولود وغیرہ کے ترک کو مصلحۃً واجب کہنا اور پیری مُریدی کو نہ کہنا بلکہ اُسکی ترویج مین کوشش کرنا خلاف حق پرستی ہی یا نہین اگر پیری مُریدی کو قائم رکھکے اُس کے زوائد کی اصلاح کرنا چاہیے تو مولود وغیرہ کو بھی قائم رکھکے اُن کے زوائد کی اصلاح کرنا چاہیے ایک کو تو سرے سے ترک کرین اور ایک کی زوائد کی اصلاح کرین یہ انصاف کے خلاف ہی

ہین تو دفع حرج کے سبب اس کا اعتبار کر لیا گیا اور یہان بالیقین ہر جز دمین بوجہ اشتراک اعانت علی المعصیۃ ہو رہی ہی اور عموم بلوی کا جواب مسئلہ منی آرڈر مین مذکور ہو چکا ہی اور منی آرڈر اور اس مین جو فرق دریافت کیا ہی اوّل تو فرق نہ ہونا مضر نہین کیونکہ اُس کو بھی منع کیا جاتا ہی جیسا مفصلًا مذکور ہوا پھر تاویل اخیر کے اعتبار سے فرق بھی ہو سکتا ہی کہ اس مین ایسی تاویل اب تک نہین نکلی فافترقا البتہ اگر یقینًا تحقیق ہو جاوے کہ اس روپیہ سے ناجائز کام نہین ہوتا تو بدون سود لینے کے جمع کرنا جائز ہوگا۔

واللہ اعلم۔ ۱۸۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۲ھ۔

سوال۔ قدیم زمانہ مین جبکہ معاملات کے انفصال کا شریعت پر حصر تھا تمام معاملات اور دعاوی مین سوائے اوقاف اور ایسے دعاوی کے جو منافع عام کے متعلق ہین سماعت کے لیے پندرہ سال تک تحدید کر دی گئی تھی جس کو علماء شریعت نے (مرور زمان) سے تعبیر کیا ہی اور عملدرآمد اسی پر رہا ہی کہ اگر مدعی علیہ اس قدر میعاد گذر جانے کی وجہ سے قابل سماعت نہ رہنے کا عذر پیش کرتا تھا تو عذر اُس کا مسموع ہوتا تھا بالفعل عثمانی حکام شریعت اور حکام عدالت دیوانی اس تحدید کے پابند ہین سہولت کے لیے چند معتبر کتب شرعیہ کا حوالہ بھی ذیل مین دیا گیا ہی۔ اگر جناب کے نزدیک بھی عملدرآمد اسی پر ثابت ہو جاوے اپنے قلم یا مُہر سے اس پرچہ کو مزیّن فرماویں۔ فی فتاوی العتابی لا تسمع الدعوی بعد ست وثلاثین سنۃ ولکن المختار الآن ان لا تسمع بعد خمس عشرۃ سنۃ الا بامر السلطان وعلیہ الفتوی (بزازیہ من کتاب الدعوی) ورد الامر من السلطان بعدم سماع حادثۃ لہا خمس عشرۃ سنۃ وقد افتیت بعدم سماعہا (خیریہ) (من البحر الرائق فی کتاب الدعوی) القضاء یجوز تخصیصہ وتقییدہ بالزمان والمکان واستثناء بعض الخصومات کما فی الخلاصۃ فعلی ہذا لو امر السلطان بعدم استماع الدعوی بعد خمس عشرۃ سنۃ لا تسمع (الاشباہ والنظائر) وھکذا فی الظہیریۃ لان السلطان لم یوکل بسماع الدعوی بعد خمس عشرۃ سنۃ فیکون لا فتاء بقول الشارع لا القانون فقط۔

تحقیق میعاد دعاوی و عدم سماعت دعوی بعد گذرنے [illegible]

الجواب۔ فی الدر المختار (فرع) القضاء مظہر لا مثبت ویتخصص بزمان ومکان وخصوم حتی لو امر السلطان بعدم سماع الدعوی بعد خمسۃ عشر فسمعہا لم ینفذ قلت فلا تسمع الآن بعدہا الا بامر الخ اس روایت سے حکم مسئول عنہ کی لم اور حقیقت اور مبنیٰ اصلی منکشف ہو گیا یعنی چونکہ ولایت قاضی کی مستفاد ہوتی ہی امر سلطانی سے تو جسقدر سلطان نے اُسکو اختیارات دیے ہین اُن سے زائد مین وہ قاضی

تعریف حدیث مین تو کہین مذکور نہین مذکور ہو تو تحریر فرمائی جاوے بدعت کی جو کچھ تعریف ہو مگر اس مین شک نہین کہ اِس وقت یہ پہچاننا کہ یہ امر بدعت ہی یہ نہین نہایت مشکل نظر آتا ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اُن اُمور کو بھی بدعت کہتے تھے جو فی نفسہا مباح اور بظاہر موجب ثواب تھے مگر حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ تھے مثلاً تشہد کے اول بسم اللہ پڑھنا قرآن مجید کا جمع کرنا چنانچہ اس باب مین حضرت ابو بکر و حضرت انس رضی اللہ عنہما کا جو کچھ قصہ ہی صحاح مین موجود ہی چھینکنا اور اُس کے بعد السلام علیکم یا اسی کے مثل کچھ الفاظ کہنا اذان کے بعد نمازیون کو پکارنا چنانچہ اس باب مین حضرت ابن عمر کا غصہ فرمانا اور اُس مسجد مین نماز نہ پڑھنا صحاح مین موجود ہی غرض اسی قسم کے ہزارون امور ہین جو فی نفسہا مباح یا بظاہر موجب ثواب ہین مگر چونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قولاً فعلاً تقریراً ثابت نہین اس لیئے صحابہ اُنکو بدعت کہتے ہین اور نہایت ہی بُرا جانتے ہین اب اس زمانہ مین مباح الاصل چیز تو کسی طرح بدعت ہو ہی نہین سکتی اور جس مباح الاصل چیز مین بظاہر کچھ ثواب کی جھلک ہی وہ تو سنت و عبادت مقصودہ ہی خیال کی جاتی ہی ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اس بلا مین آجکل سب ہی مبتلا ہین مگر حضرات صوفیہ سب سے زیادہ مبتلا نظر آتے ہین کتب احادیث مین لاکھون دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین مگر اس فرقہ مین شاید کوئی دعا بھی حدیث کی معمول نہین اگر ہی تو ترمیم کے ساتھ حالانکہ خود حدیث سے ترمیم کی ممانعت نکلتی ہی ایک صحابی کو آپ نے تعلیم فرمایا اللھم اسلمت نفسی الیک و وجہت وجہی الیک رغبۃ و رہبۃ والجأت ظہری الیک لا ملجا و منجا منک الا الیک امنت بکتابک الذی انزلت و نبیک الذی ارسلت صحابی نے نبیک کی جگہ رسولک کہدیا اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا صحابی نے غالباً یہ ترمیم اس خیال سے کی تھی کہ نبی کی لفظ سے رسول کی لفظ مین زیادہ تعظیم ہی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعظیم ناپسند فرمائی اور اپنے الفاظ کے کہنے پر تاکید فرمائی اِس سے صاف ظاہر ہی کہ لوگ خصوص حضرات صوفیہ جو ادعیہ مسنونہ مین ترمیم کر دیتے ہین یہ ممنوع اور ناپسند ہی خیر ترمیم ہی سہی مگر دیکھا جاتا ہی تو موجودہ زمانہ کے صوفیا ادعیہ مسنونہ ترمیم شدہ بھی نہین پڑھتے بلکہ اپنے بزرگون اور سلسلہ والون کی تصنیف کردہ شدہ دعائین وغیرہ پڑھتے ہین اور اُن کو زیادہ مفید اور مقبول خیال کرتے ہین یہ بدعت نہین تو اور کیا ہی مدارس اسلامیہ اور اُنکے

اگر کہا جاوے کہ اصلاح باطن فرض ہی اور یہ ممکن نہین جب تک پیری مُریدی قایم نہ رکھی جاوے اور اُس کے سب زوائد نہ برتے جاوین کہا جاوے گا کہ مولود عرس فاتحہ وغیرہ بھی آجکل زیادہ تر اُنھین لوگون مین ہی جو پیری مُریدی کرتے ہین اور غالباً ہمیشہ اُنھین لوگون مین زیادہ تر یہ چیزین رہی ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اصلاح باطن مین انکو بھی کچھ دخل ضرور ہی ورنہ ظاہر ہین تو نہ مولود سے قلب کی اصلاح ہوتی ہی نہ پیر کا شجرہ لینے اور پڑھنے سے اگر شجرہ لینے اور پڑھنے سے قلب کی اصلاح ہوتی ہی تو مولود پڑھنے سے کیون نہین ہوتی اور بالفرض مولود وغیرہ سے کچھ نہین ہوتا اور شجرہ لینے اور پڑھنے سے سب کچھ ہوتا ہی لیکن جب عوام کی اصلاح خواص پر واجب ہی اور عوام صوفیہ ان زوائد کو علماً اور عملاً ضروری خیال کرتے ہین اور مقصود بالذات سے بھی بڑھکر سمجھتے ہین تو خواص کو چاہیئے کہ نہایت اہتمام سے انکو ترک کرین اور ترک کی ترغیب دلائین مگر اسوقت معاملہ برعکس ہی۔

الجواب۔ قاعدہ کلیہ ہی کہ جو امر شرعاً مطلوب و مقصود ہو اور اُس مین مفاسد منضم ہو جاوین تو اُس امر کو ترک نہ کرینگے خود اُن مفاسد کا انسداد کرینگے اور جو امر مقصود نہ ہو اُس مین غلبہ مفاسد سے خود اُس امر کو ترک کر دینگے دلیل اس قاعدہ کی رسالہ طریقہ مولد شریف مین مذکور ہی پس طریقہ بیعت کہ موقوف علیہ نسبت باطنیہ کا ہی جو خود واجب ہی مقاصد شرعیہ سے ہوا اس مین جو مفاسد ہون اُنکو دفع کیا جاویگا مثلاً نا اہلون سے بیعت کرنے کی ممانعت کرینگے بیعت کے بھروسے اعمال مین تہاون کرنے سے روکینگے شریعت و حقیقت کو متنافی و متضاد سمجھنے سے منع کرینگے و مثل ذلک اور خود طریقہ مذکورہ کو محو نہ کرینگے بخلاف دیگر اعمال مذکورہ سوال کے کہ مقاصد شرعیہ سے نہین ہین اور مشتمل مفاسد پر ہین اسلیے قابل ترک ہونگے اور اعمال مذکورہ کو اصلاح باطن مین مطلق دخل نہین نہ شجرہ کو اُس سے کوئی تعلق نہ پیری مریدی مین شجرہ شرط ہی اگر شجرہ مین کوئی مفسدہ دیکھا جاویگا اُس کو بھی روک دینگے پس قیاس کرنا ان کو پیری مُریدی پر قیاس مع الفارق ہی کیونکہ اس طریقہ کا اصلاح باطن کے لیے موقوف علیہ ہونا دلیل سے ثابت ہی بخلاف ان افعال کے کہ کسی دلیل سے اس کا شرط اصلاح ہونا ثابت نہین بلکہ بوجہ مخالفت شریعت کے مضر ہونا ثابت ہی فافترقا واللہ اعلم۔ ۱۰۔ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

سوال۔ زید کہتا ہی کہ بدعة کی دو قسمین ہین حسنہ و سیئہ۔ عمرو کہتا ہی بدعة ہمیشہ سیئہ ہی ہوتی ہی زید کی دلیل یہ ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تراویح کو بدعة اور نعم البدعة کہا عمرو کی دلیل یہ ہی کل بدعة ضلالة بدعة کی

سنت ہی پس تقسیم بدعۃ الی الحسنۃ والسیئۃ کا اثبات اور نفی محض نزاع لفظی ہی کہ اثبات بنا برصورت کے ہی اور نفی بنا برحقیقت کے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح اِس قاعدہ کلیہ کے اتقان اور امعان کے بعد سب شبہات مذکورہ سوال دفع ہوگئے بدعۃ کی تعریف بھی حدیث سے معلوم ہو گئی اور حدیث تراویح وحدیث کل بدعۃ مین بھی تعارض نہ رہا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے محض اس وجہ سے کسی امر کو بدعۃ نہین کہا کہ عہد برکت مہد مین نہ تھا ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ اوّل ایک امر کو بدعۃ سمجھین اور پھر بلا اِس کے کہ اُس کا وجود بعینہ زمانہ مبارک مین نقل سے ثابت ہو اُسکی بدعۃ ہونے سے رجوع فرمالین جیسا مناظرہ متعلقہ جمع قرآن مین واقع ہوا اس سے صاف معلوم ہوا کہ بنا رکلام تعریف مذکور پر ہی ظاہر نظر مین ایک امر جزو دین یہ معلوم ہوا انکار کرنے لگے بعد غور کے کسی کلیہ شرعیہ مین داخل نظر آیا انکار سے رجوع کرلیا اور اِس سے باقی جزئیات مشتبہہ کا حکم بھی معلوم ہو گیا جہان محذور مذکور لازم آویگا وہ بدعۃ ہوگا گو ظاہراً مستحسن ہو اور جہان وہ محذور لازم نہ آوے گا وہ سنت ہوگا گو صورۃً بدعۃ ہو اُمید ہی کہ قدرے تامل سب شبہات کے حل ہونے کے لیے کافی ہوگا اسی لیے حاجت تفصیل جواب کی نہین سمجھی گئی اگر بعد تامل بھی کسی جزئے مین اشتباہ باقی رہے تو بالیقین ظاہر کرنا چاہیے۔

۱۰ - ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ ہجری۔

سوال - گائے یا اونٹ کی قربانی مین دو تین آدمی شریک ہین انہین سے ایک نے یا ایک سے زاید نے یہ خیال کیا کہ جب سات آدمی تک گائے یا اونٹ کی قربانی مین شریک ہوسکتے ہین تو مین رسول اللہ صلعم یا اور کسی بزرگ کی طرف سے یا اور کسی اپنے عزیز قریب دوست کیطرف سے خواہ وہ زندہ ہین یا اُنکا انتقال ہو چکا ہی شریک ہوجاؤن اور سات حصے پورے کرلون اور اُنکی طرف سے بقدر حصہ قیمت ادا کرون یہ جائز ہی یا نہین۔

الجواب - جائز ہی کیونکہ حی اور میت کی طرف سے قربانی کا یکسان حکم ہی فی الدر المختار وان مات احد السبعۃ فقال الورثۃ اذبحوا عنہ وعنکم صح الی قولہ لقصد القربۃ من الکل اھ واللہ اعلم - ۱۰ - ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ۔

سوال - طریق اربعین یعنے چلہ مین حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القلوب صفحہ ۵۵ مین تحریر فرماتے ہین استعانت و استمداد از ارواح مشایخ طریقت بواسطہ مرشد خود کردہ

جزئی انتظامات صوفیہ کے اذکار و اشغال وغیرہ سب بدعۃ نظر آتے ہین گو بعض ذہین لوگ ان مین یہ تاویل کرتے ہین کہ مقصود بالذات اصلاح قلب ہی جو فرض ہی اور یہ صورتین مقصود بالعرض ہین مقصود بالعرض مین تصرف کرنا جائز ہی مقصود بالذات مین تصرف نکرنا چاہیے اور مثال مین حج و جہاد اور توپ اور ریل وغیرہ کو پیش کرتے ہین مانا کہ یہ تاویل ٹھیک ہی مگر جو لوگ یہ تاویل کرتے ہین انھین کا یہ خیال بھی ہی کہ مقصود بالعرض اور سنت زائدہ کو اس طرح نہ ادا کرو کہ جس سے اس کے علماً یا عملاً واجب ہونے کا شبہہ ہو بلکہ جسوقت عوام کو یہ شبہہ ہو تو خواص کو اُنکا ترک کرنا واجب ہی سُنت زائدہ کے متعلق وہ کہتے ہین کہ کبھی کرو کبھی نہ کرو جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صوم نفل کبھی رکھتے تھے کبھی نہین رکھتے تھے بعد نماز کبھی داہنی طرف پھر جاتے تھے کبھی بائین طرف غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قولاً یا فعلاً یا تقریراً بتا دیتے تھے کہ یہ فعل کس درجہ کا ہی آجکل کے مدارس اسلامیہ اور صوفیہ کے اذکار و اشغال کو دیکھو تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ اپنی ہر ہر بات کو عملاً ضروری جانتے ہین حالانکہ اُن کو طرز عمل سے بتانا چاہیے کہ یہ مقصود بالعرض ہین ان کا یہ بھی خیال ہی کہ سنت موکدہ کو بھی ضرورت کے وقت ترک کرنا واجب ہی مثلاً عوام کسی سنت موکدہ کے ساتھ واجب کا معاملہ کرتے ہین تو خواص کو یہ سنت موکدہ ترک کرنا چاہیے مگر بہت سی باتون مین ہم اس کے خلاف نظیر پاتے ہین مثلاً رکوع کرنا فرض ہی اور رکوع مین سبحان ربی العظیم کہنا سنت ہی اب تمام جہان کے لوگ عملاً دونون کو واجب و فرض بتاتے ہین بلکہ قول و فعل و تقریر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھو تو بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ عملاً دونون ایک سی شان رکھتے ہین گو علماً ایسا نہ ہو اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ ضرورت کے وقت بھی فرض و سنت مین عملاً فرق کرنا ضروری نہین صرف علماً فرق کرنا کافی ہی اب یہ ارشاد ہونا چاہیے کہ فرائض و واجبات و سُنن و نوافل وغیرہ مین علماً اور عملاً دونون طرح فرق کرنیکی ضرورت ہی یا صرف علماً اسکے لیے کوئی قاعدہ کلیۃ حدیث و فقہ سے مستنبط کیا گیا ہی یا علماء کی رائے پر چھوڑا گیا ہی فقط

الجواب — قاعدہ کلیۃ اس باب مین یہ ہی کہ جو امر کلیاً یا جزئیاً دین مین نہ ہو اُس کو کسی شبہہ کے سبب سے جزو دین علماً یا عملاً بنا لینا بوجہ مزاحمت احکام شرعیہ کی بدعۃ ہی دلیل اس کی خود حدیث صحیح ہی من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد کلمہ فی اور من اس مدعا پر صاف صاف دلالت کر رہے ہین اور حقیقی بدعۃ ہمیشہ سیئہ ہی ہوگی اور بدعۃ حسنہ صوری بدعۃ ہی حقیقۃ بوجہ کسی کلیہ مین داخل ہونیکے

الجواب — بطلان بالسفر کے معنے بطلان بابتدا السفر ہین گو سفر انتہا تک نہ پہونچے پس جب گورکھپور کے ارادہ سے سفر کیا تو کانپور وطن اقامت نہ رہا اور قنوج پہونچنے کے وقت جب تک پندرہ یوم کی نیت نہ ہو وطن اقامت نہوگا اس بنا پر یہ شخص سفر مین ہی تو کانپور آنے کے وقت جب تک پندرہ یوم کی نیت نہ ہو قصر کرنا چاہیئے فی لکھؤ قنوج تک جانے سے کانپور کا وطن اقامت ہونا باقی رہا - فی لی ابتداء سفر شرعی سے کانپور وطن اقامت نہ رہا فی لکھؤ بیچ مین وطن اقامت ہی فی لی - وطن اقامت دوسرے وطن اقامت سے باطل ہو جاتا ہی لہذا قنوج اقامت سابقہ سے وطن اقامت نہین ہی - واللہ اعلم -

سوال — کسی کی زوجہ بوجہ اجراء کلمۂ کفر نکاح سے باہر ہو گئی مگر پھر بعد چندے تجدید نکاح کر لیا تو تجدید سے قبل اگر وطی کی ہی تو عقر دینا پڑے گا - یا زنا محض موجب حد ہی ظاہر تو شق ثانی ہی بالخصوص جبکہ حرمت سے کوئی واقف بھی تھا پھر ایسا کیا اگر عقر دینا پڑے تو ہر وطی کے مقابلہ مین عقر ہی جتنے بار کیا ہو یا ایک ہی عقر ہی اور بر تحقیق ہندوستان کے دار الحرب ہونے کے کیا حکم ہی کیا عقر اور حد دونون ساقط ہو جاوینگے یا کیا ہو گا -

الجواب — اس صورت مین حد نہین ہی فی العالمگیریہ کتاب الحدود الباب الثالث ارتدت المرأة والعیاذ باللہ وحرمت علیہ او حرمت بجماع امہا او بنتہا او لمطاوعتہا ابن الزوج ثم جامعہا وقال علمت انہا علی حرام لا حد علیہ اھ رہا وجوب عقر تو گو اس جگہ کو دار الحرب کہا جاوے مگر عقر حق العبد ہی ہر موطن مین اس کا وجوب یکسان ہو گا رہا تخصیص دار الاسلام کی اس بنا پر ہی کہ دار الحرب مین ولایت الزام عن الامام نہین باقی وجوب دیانۃً خود الزام قاضی پر موقوف نہین یہ جواب کلیات شرع سے دیتا ہون جزئی نہین دیکھی اور عقر متعدد وطیات سے متعدد ہو گا فی العالمگیریہ کتاب النکاح الفصل الثالث عشر الاصل ان الوطی متی حصل عقیب شبہۃ الملک مرارا لم یجب الا مہر واحد لان الوطی الثانی صادف ملکہ ومتی حصل الوطی عقیب شبہۃ الاشتباہ مرارا ویجب لا مہر واحد لان الوطی الثانی صادف ملکہ ومتی حصل الوطی عقیب شبہۃ الاشتباہ مرارا یجب لکل وطی مہر علی حدۃ وفیہا و لو وطی المعتدۃ عن الطلقات الثلث وادعی الشبہۃ الی قولہ وان الظن ان الطلقات واقعۃ لکن ظن ان وطیہا حلال فہذا الظن فی غیر موضعہ فیلزمہ بکل وطی مہر فقط واللہ اعلم -

استعانت و استمداد کے الفاظ ذرا کھٹکتے ہیں غیر اللہ سے استعانت و استمداد بہ طریق جائز کسطرح کرتے ہیں خالی الذہن ہونے کی تاویل و توجیہ بالکل جی کو نہیں لگتی ایسی بات ارشاد ہو جس سے قلب کو تشویش نہ رہے۔

الجواب — جو استعانت و استمداد بالمخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو شرک ہے۔ اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرت کسی دلیل صحیح سے ثابت نہو معصیت ہے۔ اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔ اور جو استمداد بلا اعتقاد علم و قدرت ہو نہ مستقل نہ غیر مستقل پس اگر طریق استمداد مفید ہو تب بھی جائز ہے جیسے استمداد بالنار والماء والواقعات التاریخیہ۔ ورنہ لغو ہے یہ کل پانچ قسمیں ہیں پس استمداد ارواح مشائخ سے صاحب کشف الارواح کے لیے قسم ثالث ہے اور غیر صاحب کشف کے لیے محض ان حضرات کے تصور اور تذکر سے قسم رابع ہے کیونکہ اچھے لوگوں کے خیال کرنے سے ان کو اتباع کی ہمت ہوتی ہے اور طریق مفید بھی ہے اور غیر صاحب کشف کے لیے قسم خامس ہے۔ ۱۸۔ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ۔

۹ — بطلان وطن اقامت بسفر

سوال — کانپور احقر کا وطن اقامت تھا وہاں سے قنوج گیا وہاں سے یہاں رگورکھپور) آیا حال میں تو اس وجہ سے کچھ تردد نہیں پیش آیا کہ بوجہ نیت اقامت ہو جانے کے وہاں بھی اتمام کرتا رہا لیکن اگر کوئی صورت ایسی ہی فرض کی جائے اور تسلیم کیا جاوے کہ ایک شخص کانپور وطن اقامت چھوڑ کر اس نیت سے قنوج گیا کہ دو چار دن کے بعد گورکھپور آوے گا اور یہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ کانپور سے قنوج مدت سفر نہیں تو اب لوٹتے وقت قنوج و کانپور کے مابین قصر ہے یا نہیں۔ احقر کے خیال میں یوں آتا ہے کہ قصر نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ وطن اقامت یا سفر سے باطل ہوتا ہے یا دوسرے وطن اقامت سے یا وطن سے لہذا قنوج تک جانے سے کانپور کا وطن اقامت ہونا باقی رہا لہذا قنوج سے گو مدت سفر کا ارادہ ہے مگر بیچ میں وطن بھی ہے لہذا جب تک اس سے تجاوز نہو تب تک سفر کا حکم نہو گا جیسے کوئی شخص پانچ منزل کا قصد کر کے چلے اور دو منزل پر اس کا وطن اصلی ملتا ہو تو بلا تجاوز وطن اصلی اس پر مسافر ہونے کا حکم نہ ہو گا جو جناب والا کی رائے ہو اس سے مطلع فرماویں۔

اور بدون اس تدبیر کے خزانہ مین جمع کرنا یا نوٹ خریدنا اُس خرابی کا رافع نہین ہوسکتا لان البدل فی حکم المبدل عنہ بخلاف القرض فانہ لیس بمبادلۃ کما لایخفی اور نوٹ کو کمی سے لینا دینا دونون ناجائز ہین مگر میرے نزدیک اس کمی سے بدل مین حرمت وخباثت پیدا نہین ہوتی اس کی وجہ محتاج تطویل ہے ورنہ لکھدیتا ۔

دین مہر کے مانع زکوٰۃ ہونے مین اختلاف ہے درمختار مین تو مانع کہا ہے موجل ومعجل مہر دونوکو اور طحطاوی نے دو قول بیان کیے ہین ۔ معجّل مانع ہے موجل مانع نہین اگر عزم ادا ہو مانع ہے ورنہ نہین لانہ لایعد دینا پس کل تین قول ہین اور طحطاوی نے قہستانی سے قول ثانی کی ترجیح وتصحیح نقل کی ہے مگر میرے نزدیک قول ثالث قابل ترجیح ہے ۔ واللہ اعلم ۔

سوال ۔ عورتین تشہد مین رفع سبابہ کرین یا نہ اگر اُنکے لیے بھی رفع کا حکم ہو جیسا کہ ظاہر یہی ہے تو بہشتی زیور مین لکھدینا چاہیے ۔ یہ امر زیادت تستر کے ضرور خلاف ہے لیکن کسی نے اس جگہ فرق بین الرجال والنساء نہین لکھا ۔

الجواب ۔ چونکہ فقہاء نے باب صفۃ الصلوٰۃ مین التزام کیا ہے کہ جن احکام مین مرد اور عورت مین تفاوت ہے اُسکی تصریح کردی ہے اور رفع سبابہ مین اسکی تصریح نہین ہے یہ دلیل ہے اسکی کہ یہ حکم مشترک ہے رہا شبہہ زیادت تستر کے خلاف ہونے کا سو ضعیف ہے کیونکہ رفع یدین عند التحریمۃ بالاتفاق مشروع ومسنون ہے اور یقینا اُسمین اشارہ بالسبابہ سے زیادہ کشف ہے ۔ فقط ۔

سوال ۔ بہشتی زیور مین وضو مین مسواک کا مسنون ہونا بھی لکھا ہے حالانکہ فقہاء عورتون کے لیے علک کو قائم مقام مسواک کے لکھتے ہین لیکن تخصیص رجال کی کوئی دلیل پائی نہین جاتی احادیث مین ترغیب و فضیلت عام بیان کی گئی ہے رائے عالی سے مطلع فرمایا جاوے ۔

الجواب ۔ میرے نزدیک مسنونیت مسواک کی عام ہے لاطلاق الدلیل رہا اقامت علک کا مقام مسواک مین میرے نزدیک معنی اس کے جواز اقامت ہے نہ وجوب اقامت جو مستلزم ہو نفی مشروعیت مسواک کو لعدم دلیل الوجوب ۔ فقط ۔

سوال ۔ ایک شخص کا وطن اقامت کانپور ہے وہان سے وہ سہارنپور کی نیت سے روانہ ہوا لیکن چونکہ کسی ضرورت سے اوناؤ جانا ضروری تھا لہذا اوّل اُوناؤ گیا وہان سے کانپور ہوتا ہوا سہارنپور گیا تو اس

تجارت و بعضے مجامع کفار

سوال — ایک شخص رائے دیتے ہین کہ دربار انگریزی کی نمائش مین جو بماہ جنوری آیندہ دہلی مین ہونیوالی ہی کوئی دوکان مُرادآبادی برتنون کی یا اور کسی مال کی کھولی جاوے یا اور کسی کام کا ٹھیکہ لیا جاوے۔ احقر نے جواب مین کہا کہ دربار کے کام کا ٹھیکہ اعانت مجمع کفار ہی اور نمائش بھی ایسی ہی ہی اس کے جواب مین وہ کہتے ہین کہ دربار کا ٹھیکہ اعانت ہی نمائش ایسی نہین کیونکہ نمائش بعد ختم دربار ہوگی اُس سے غرض دربار کی آرائش نہین ہی بلکہ ملک کی صنعت وحرفت کی جانچ منظور ہی جس طرح دیگر اوقات مین مختلف مقامات مین نمائشین ہوا کرتی ہین اس مین حضور کا کیا ارشاد ہی اگر شرکت ایسے مجمعون کی ناجائز ہی تو اپنے دواخانہ کے اشتہارات تقسیم کرانا درست ہین یا نہین۔

الجواب — کفار کا مجمع مطلقاً معصیت نہین ہی بلکہ صرف جو کسی معصیت یا کفر کی غرض سے منعقد کیا جاوے ایسے مجمع کی شرکت واعانت سب حرام ہی اور جو کسی غرض مباح سے ہو جیسے مجمع مسئول عنہ کہ محض تزائد سرور واستحکام امر حکومت کے لیے ہوگا میرے نزدیک اسکا یہ حکم نہین ہان اگر کسی مقتدا کی شرکت سے یہ احتمال ہو کہ عوام الناس میری سند پکڑ کر دوسرے ناجائز مجامع کو اسپر قیاس کرکے بداحتیاطی کرنے لگینگے وہان اس عارض کی وجہ سے سدًا للذرائع خاص ایسے شخص کو بچنا واجب ہوگا اور اشتہار تقسیم کرانا تو ہر حال مین جائز ہی اُسکو تکثیر سواد سے کچھ مس نہین۔ واللہ اعلم

حکم شرکت تجارت از مال حرام ومبادلہ نوٹ بکمی

سوال — والد صاحب قبلہ نے پہلے غلّہ کی تجارت کی تھی اُسمین بہت نقصان ہوا اب بجائے اُس کے نمک کی سوداگری کی ہی اور بفضلہ صورت اچھی معلوم ہوتی ہی ایک شخص شریک ہونا چاہتے ہین یہ صاحب پہلے پولس مین ملازم تھے اب معزول ہوگئے ہین مال انکا مشکوک بلکہ غالب خراب ہی ان کی شرکت کی نسبت کیا حکم ہی نمک کی خریداری اس طرح ہوتی ہی کہ روپیہ سرکاری خزانہ مین ہر جگہ جمع کیا جاسکتا ہی وہان سے رسید لیکر سرکاری پرمٹ گودام واقع جھیل سانبھر کو بھیجدی جاتی ہی اور نمک وہان سے آجاتا ہی یا نوٹ خرید کر کسی آڑتی کو بھیجدیے جاتے ہین وہ نمک خرید کر بھیجدیتا ہی ان صورتون مین خراب روپیہ شامل کرنے مین کیا حکم ہی۔ والد صاحب قبلہ نے ایک عرصہ سے منی آرڈر بھیجنا چھوڑ دیا ہی بجائے اُسکے نوٹ بھیجتے ہین نوٹ جہان جاتے ہین وہ اُسکو فی سیکڑہ کچھ آنون کی کمی سے لیتے ہین یہ جائز ہی یا نہین۔

حکم مانعیت دین مہر از وجوب زکوٰۃ

دین مہر شرط مانعیت داما نع وجوب زکوٰۃ وا صحیح ہی یا نہین۔

الجواب — جنکا مال خراب ہی وہ کسی سے قرض لیکر شرکت کرلین پھر وہ قرض اپنے ذخیرہ سے ادا کردین

الجواب ــ فتحپور یقینًا ایک زمانہ تک آپ کا وطن اصلی رہچکا ہی اَبْ جب تک دوسرے مقام کو وطن اصلی بنانے کا عزم نہ کیا جاوے گا وہ بدستور وطن اصلی رہے گا اور چونکہ ابھی اسپر آپ کی رائے قرار نہین پائی لہذا فتحپور مین اتمام واجب ہی۔ فی الدر المختار۔ الوطن الاصلی یبطل بمثلہ وفیہ لان الشئ یبطل بمثلہ وبما فوقہ لابما دونہ اھ۔ اور اَبْ تک مجکو اس مسئلہ مین شرح صدر نہین ہوا کہ صرف تزوج سے وہ جگہ اس کے لیے وطن اصلی ہوجاتا ہی مین سمجھتا ہون کہ تزوج سے جبکہ اہل کو وہان سے منتقل کرنے کا ارادہ نہو غالبًا اس شخص کا بھی ارادہ اُسکو وطنِ اصلی بنانے کا اور خود ہمیشہ کے لیے بود و باش کرنے کا ہوجاتا ہی اس بنا پر اس کو وطن بنانے کا سبب قرار دیدیا ہی ورنہ مدار خود اس کی نیت اتخاذ وطن اصلی پر ہی اگر میرا یہ سمجھنا صحیح ہی تب تو قنوج ہنوز آپ کا وطن اصلی نہین بنا اور اگر مطلق تاہل سے وطن اصلی ہوجاتا ہی تو وطن اصلی مین تعدد ممکن ہی جیسا فقہا نے تصریح کی ہی اس کے وطن اصلی ہونے سے فتحپور کا وطن اصلی نہونا لازم نہین آتا قاضی خان کی ایک جزئی میری موید ہی المسافر اذا جاء زعمران مصر الی قولہ ان کان ذلک وطنا اصلیا بان کان مولدہ وسکن فیہ او لم یکن مولدہ ولکنہ تاھل بہ وجعلہ دارا الخ اس مین تاہل کے بعد جعلہ دارا بڑھایا ہی جیسا کان مولدہ کے بعد وسکن فیہ بڑھایا ہی پس جس طرح صرف کان مولدہ بدون سکن فیہ کے وطن اصلی نہین بنتا اسی طرح تاہل ہی سے بدون جعلہ دارا کے وطن اصلی نہوگا فافہم۔ ۱۰۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

فروخت نوٹ بہ کمی و وضع چیزے از رقم بنام گوسالہ

سوال ــ بندہ کے یہان نمک کی تجارت ہوتی ہی اور تین جگہ کارخانے ہین ایک آڑتی بہت معتبر مل گیا ہی۔ اُسنے روپیہ بھیجنے کی سبیل یہ رکھی ہی کہ جب مال فروخت ہوجاوے تو نوٹ بھیجدیتا ہی ایک بار میرے ذمہ اُس کے روپیہ چاہیے نکلے بوجہ دیر مین بھیجنے روپیہ کے اُسنے سُود لگایا تو بندہ نے اُس کو سود نہین دیا اور یہ لکھا کہ ہمارے مذہب مین سود لینا اور دینا دونون ناجائز ہین اس لیئے ہم معاملہ سود کا ہرگز نہین کرسکتے اُس نے لکھا کہ ہم سود نہین لینگے اور یہ بھی معاملہ طے ہوگیا کہ سود کا لین دین کبھی نہوگا البتہ جب نوٹ بھیجتا ہی تو کمی کے ساتھ بھیجتا ہی مثلًا فی سیکڑہ دو آنہ یا تین آنہ کاٹتا ہی اُن کے یہان کٹ کی شرح مختلف اوقات مین مختلف طور سے معین ہوتی ہی اور کچھ حصہ ہمارے روپیہ مین سے گوسالہ کے نام کا بھی کاٹتا ہی اور یہ ہماری ہی تخصیص نہین بلکہ اُنکے یہان کا قاعدہ ہر ایک سے یہی ہی سو بندہ یہ دریافت کرتا ہی کہ یہ امر دونون جائز نہین معلوم ہوتے اس کے بارہ مین کیا کیا جاوے اگر اُس سے یہ کہین کہ یہ معاملہ ہم نہین

صورت مین یہ شخص اوناؤ مین اور جاتے آتے اوناؤ اور کانپور کے درمیان مین قصر کرے یا اتمام میرا
خیال یہ ہی کہ اتمام کرے اور جس وقت بعد واپسی از اوناؤ کانپور سے ہوتے سہارنپور روانہ ہوا۔ دنش وقت
قصر کرے کیونکہ وطن اقامت یا تو وطن اصلی سے ساقط ہوتا ہی یا دوسرے وطن اقامت سے یا سفر سے اور اوناؤ
نہ تو وطن اصلی ہی نہ وطن اقامت اور وہان سے کانپور واپسی کا قصد ہی لہذا کانپور وطن اقامت باقی رہا اسلیے
اُناؤ کی آمد و رفت کا سفر شرعی سفر نہین ہی واپسی کے وقت راہ مین اور کانپور اگر قصر نہ کرنا چاہیے۔

الجواب — چونکہ نیت اقامت مین یہ شرط ہی کہ وہ موضع صالح اقامت کا ہو اور مفازہ کو غیر صالح
کہا گیا ہی لہذا یہ دیکھنا چاہیے کہ اُناؤ سے واپسی کے وقت کانپور کے اندر داخل ہو کر جاوے گا خواہ ریل سے
اُتر کر یا ریل ہی شہر کے درمیان مین سے نکلیگی یا کہ کانپور سے باہر باہر جاوے گا اگر اندر ہو کر جاویگا تب تو
کانپور سے اُناؤ چلنے وقت سفر کا ارادہ ہی نہین ہوا اور اس چلنے سے کانپور کا وطن اقامت ہونا باطل نہین
ہوا جیسا کہ ظاہر ہی اور اگر کانپور سے باہر باہر کو جانے کا ارادہ ہی تو جس وقت کانپور سے اُناؤ کو چلا ہی
سفر کا ارادہ متحقق ہو گیا اور کانپور وطن اقامت نہ رہا اور کانپور کو لوٹنا اسلیے اس مین قادح نہین ہوا
کہ مفازہ محل اقامت نہین اور سفر مبطل لوطن الاقامت سے مراد انشاء السفر ہی نہ وجود السفر کما صرح بہ
فی الدر المختار فقط۔ واللہ اعلم۔

سوال — مین اپنی حالت پہلے عرض کر چکا ہون کہ قیام فتحپور کی بظاہر امید نہین نہ میرا کوئی مکان
نہ وہان میرا کوئی اسباب اور مسکونہ کا ایک ثمن نانی صاحبہ کا ہی جو بطور وصیت مجھکو مل سکتا ہی وہ بالکل
ناکافی اور چونکہ وہان کوئی عزیز و قریب نہین سب غیر ہی غیر ہین اس لیے مکان خرید کرنا ہونا ایسا ہی ہی
جیسے کہین پردیس مین ہونا اسلیے کیا عجب ہی کہ اسی پر رائے قرار پائے کہ قنوج مین مکان تعمیر کیا جائے
تو ابھی تک وہاں ۔۔ کر قیام کی بھی کوئی مستقل رائے قایم نہین ہوئی اب دریافت طلب یہ ہی کہ فتحپور میرا
وطن رہا یا نہین اور مین وہان جا کر قصر کیا کرون یا اتمام صرف اتنا تعلق میرا باقی ہی کہ نانی صاحبہ وہان رہتی
ہین دیگر نانی صاحبہ کے وہان نہ ہونے کی صورت مین اگر کسی وجہ سے جانا ہو تو کیا حکم ہی ایسی حالت مین
قنوج کا کیا حکم ہی قصر کیا کرون یا اتمام نکاح کرنے سے فقہاء اتمام کا حکم دیتے ہین بشرطیکہ وہین قیام کا ارادہ ہو جائے حتی کہ اگر دو مین
جگہ نکاح کرے اور عورت کو وہان سے لانیکا ارادہ نہو تو تینون جگہ اتمام کا حکم ہی اور میری حالت یہ ہی جو مذکور
ہوئی لہذا تردد ہی رہا کرتا ہی کہ مجھ پہ قصر ہی یا اتمام۔

الغیر۔ سو ظاہر ہی کہ یہان ملک کا مطلق شبہہ نہین ہی۔ ایضاً فی العالمگیریۃ ولو وطی المعتدۃ عن الطلقات الثلث وادعی الشبہۃ قیل ان کانت الطلقات الثلاث جملۃ فظن انہا لم تقع فہذا ظن فی موضعہ فیلزمہ مہر واحد وان ظن ان الطلقات واقعۃ لکن ظن ان وطیہا حلال فہذا الظن فی غیر موضعہ فیلزمہ بکل وطی مہر کذا فی الخلاصۃ اور ظاہر ہی کہ مرتدہ مین کوئی وجہ مجتہد فیہ حل کی نہین لہذا یہ مشابہ مطلّقہ ثلثا مظنونہ وقوع الثلث کی ہی لہذا مثل اُسکے عقر متعدد ہوگا اور عقر کی تفسیر مین جو اختلاف ہی مشہور وکتب فقہ مین مذکور ہی۔ ۱۰۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

سوال۔ میت کے تین وارثون سے ایک وارث نے کہا کہ میرا حصہ بقیہ دونون کو دیدو مین خود لیکر کیا کرونگا یون نہین کہا کہ مین نے اپنا حصہ چھوڑا اپنا حصہ مین نہ لونگا تو اس طرح کہنے سے بھی یہ تخارج ہوجاویگا یا یہ ہبہ ناجائز ہی وہبہ مشاع ہوجاویگا۔

الجواب۔ اگر خود ان وارثون سے کہا کہ مین نے تمکو دیا تو ہبہ ہی اور جو اور کسی سے کہا کہ دیدو تو یہ توکیل با لہبہ ہی بہرحال یہ تخارج نہین جسکی حقیقت تصالح علی الاقرار ہو جو حکم بیع مین ہی اور چونکہ ہبہ مشاع کا ہی لہذا جہان مشاع ہونا مانع صحت ہی وہان جائز نہوگا۔ فقط۔

سوال۔ آجکل اجارہ فاسدہ بکثرت رائج ہین مثلاً مطابع مین تصحیح وکتابت وغیرہ کا ایک خاص دستور ہی اُس کے موافق اجرت مل جاتی ہی اور کچھ طے نہین ہوتا بلکہ بعض اوقات اجیر کو بوجہ ناواقفیت کچھ بھی معلوم نہین ہوتا اس خیال پر کہ جو کچھ دینگے لیلونگا کام کیا کرتا ہی اس کے علاوہ اور اجارات رائجہ زمان ان کے متعلق دریافت طلب یہ ہی کہ اجارہ فاسدہ کا اثر صرف دنیوی ہی یعنے اجر مثل کا ملنا اور درصورت اجر مسمّی کے مسمّی کا نہ ملنا یا کچھ اخروی اثر بھی ہی یعنے استحقاق عقوبت وگناہ وخبث اجرت وغیرہ۔

الجواب۔ قصریحاً نظر سے نہین گذرا مگر غالباً معصیت سے خالی نہین لارتکاب المنہی عنہ اور اجرت مین خبث نہین آتا المشروعیتہ باصلہ وان کان غیر مشروع بوصفہ۔ واللہ اعلم۔ ۱۰۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

سوال۔ منی آرڈر کے ذریعہ سے کسی فقیر کو زکوۃ بھیجنے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہی یا نہین وجہ شک یہ ہی کہ فقہا نے تو یہ تصریح کی ہی کہ کافر کو وکیل بنانا ادار زکوٰۃ مین جائز ہی مگر یہان اہل ڈاک خانہ صرف وکیل ہی نہین بلکہ یہ عقد داخل قرض ہوکر یہ صورت قرار پائی کہ کافر دیون سے یون کہا کہ ہمارا

کرینگے تو وہ ہرگز نہ مانے گا کیونکہ نوٹ مین کمی اُنکے یہان سود مین شمار نہین اور گوسالہ کی نسبت بھی نہین
مان سکتا کیونکہ صرف ہمارے سیئے قانون جدید نہین مین کرینگا تو اب کیا حیلہ کیا جاوے جس سے معاملہ شریعت
کے موافق رہے اور یہ بھی تحریر فرمایئے کہ اگر وہ یہ معاملہ رکھے تو مجھپر مواخذہ اخروی رہیگا یا نہین اور نوٹ
مین کمی زیادتی صرف مسلمانونکے درمیان ناجائز ہی یا جب ایک جانب مسلم ہوا اور دوسری جانب کافر تو بھی جائز
ہی یا نہین جملہ امور کو مفصلاً تحریر فرما دیجیئے۔

الجواب — نوٹ کی حقیقت حوالہ ہی اور حوالہ مین کمی بیشی جب معروف یا مشروط ہو ربوا ہی البتہ
اگر بلا شرط و عرف ہو تو بعض صورتون مین تاویل صلح کی ہو سکتی ہی مگر آپ ممکن نہین میری سمجھ مین تو
اس کی تدبیر بجز اس کے کہ نقد روپیہ اُس سے لیا جاوے اور کچھ نہین آتی یا اُسپر یہ بات ثابت کردیجاوے
کہ ہمارے مذہب مین یہ سود ہی یا اُس کی کچھ آڑہت بڑھا کر حق ٹھہرا دیا جاوے اور یہ کہدیا جاوے کہ
نوٹ برابر سرابر لیا جاوے گا اور تمھاری کمی اس اضافہ سے پوری کردی جاوے گی اور یہ تدبیر غالبًا
سہل ہی رہا گوسالہ کا قصہ سو اگر وہ آڑہتی آپ کا مشتری ہوتا اور آپ اُس سے بائع ہوتے تب تو
بتاویل حطاظن کے یہ جائز ہو سکتا تھا گویا چار روپیہ وہان دیتا ہی اور آپ کو ثمن کم دیتا ہی لیکن آڑہتی
وکیل ہوتا ہی وہان یہ تاویل ممکن نہین اس سیئے میرے نزدیک اُسے یون سمجھا دیا جاوے کہ حق
آڑہت اور حصہ گوسالہ یہ سب مجموعہ حق آڑہت مین شمار کرنا چاہیئے پھر خواہ وہ بہی مین کسی طرح لکھے
کچھ ہرج نہین فقط۔ واللہ اعلم۔

سوال — زید کا نکاح بوجہ ارتداد زوجہ و اجراء کلمہ کفر فسخ ہوگیا قبل تجدید نکاح اندرون عدت جو وطی
ہوئی وہ وطی بالشبہہ ہی یا محض زنا اور عقر دینا پڑے گا یا نہ اگر دینا پڑے گا تو کتنا اگر کئی مرتبہ اتفاق ہوا تو کیا
ہر وطی کے عوض عقر ہی۔

الجواب — فی العالمگیریۃ ارتدت المرأۃ والعیاذ باللہ وحرمت علیہ او حرمت بجماع امہا او بنتہا
او بمطاوعۃ ابن الزوج تزوجہا معہا وقال علمت انہا علی حرام لا حد علیہ۔ اِس سے معلوم ہوا کہ یہ وطی
حرام بالشبہہ ہی ورنہ حد واجب ہوتی رہا عقر کا تو حد اور تعدد سو ظاہرًا تعدد معلوم ہوتا ہی فی العالمگیریۃ
الاصل ان الوطی متی حصل عقیب شبہۃ الملک مرارا لم یجب الا مہر واحد لان الوطی الثانی صادف
ملکہ۔ و متی حصل الوطی عقیب شبہۃ الاشتباہ مرارا یجب بکل وطی مہر علیحدہ لان کل وطی صادف ملک

ہدیۃ فلا ینقلب مہرا۔ بخلاف زکوٰۃ کے کہ خود زکوٰۃ بھی تبرع ہی اور ہدیہ بھی تبرع ہی یہان تبرع کا انقلاب غیر تبرع کی طرف لازم نہین آتا اس لیئے زکوٰۃ ادا ہوجاوے گی اور مہر ادا نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۸۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ خاکستر عقرب کا استعمال اکلاً جائز ہی یا نہین جب وہ جلکر خاک ہوگیا تو بوجہ قلب ماہیۃ جائز ہونا چاہیئے کالخمر المتخلل وغیرہا۔

الجواب ۔ جائز ہی لما ذکر فی السؤال فقط واللہ اعلم۔ ۱۸۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ روپیہ اشیاء غیر منقسمہ سے ہی یا منقسمہ سے یعنی دو شخصون کو ہبہ کرنا درست ہی یا نہ چونکہ چاندی آجکل ارزان ہی لہذا روپیہ بیچ سے تقسیم کردینے سے وہ نفع نہین رہسکتا لہذا یہ بھی غیر منقسم ہوئے لیکن اگر چاندی گران ہوجاوے تو کیا اُسوقت …ل ہو ویگا۔

الجواب ۔ روپیہ اشیاء غیر مقسومہ سے ہی خواہ چاندی ارزان ہو یا گران کیونکہ اُس کا نفع موضوع لہ باقی نہین رہتا وہو المراد ببقاء نفعہ او عدمہ درمختار مین جزئیًا مذکور ہی (فروع) قبیل باب الرجوع فی الہبۃ وہب لرجلین درہما ان صحیحًا صح وان مفشوشا لا لانہ مما یقسم لکونہ فی حکم العروض فقط۔ واللہ اعلم۔

سوال ۔ زید کا خیال ہی کہ ازار تحت الکعبین ممنوع اُس وقت ہی جبکہ براہ تکبر وخیلاء ہو جیسا کہ عرب کا دستور تھا کہ اسپر فخر کیا کرتے تھے اور جبکہ تکبرًا نہ ہو بلکہ محض خوبصورتی ورزینت کے لیے ایسا کرے تو جائز ہی اور زینت محض امر ذوقی ہی ایک ہی امر ایک کو پسند ہوتا ہی دوسرا ناپسند کرتا ہی اختلاف ملک اختلاف رواج کی وجہ سے بہت فرق ہوجاتا ہی جس طرح نصف ساق تک کا پائجامہ اور اس سے بھی اونچا بُرا لگتا ہی اسی طرح ما فوق الکعبین بہ نسبت ما تحت الکعبین کے ابناء زمان کی نظر مین بدنما لگتا ہی صرف اس بدنما لگنے کی وجہ سے نیچا پہنتے ہین رہا کبر اور تفاخر سو دو چار انگل کے گھٹنے بڑھنے سے ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ زینت وپسندیدگی اس کی باعث ہی۔ چنانچہ احادیث مین اکثر یہ قید مذکور ہی من جر ازارہ خیلاء وغیرہ مین خیلاء کی قید ضرور ہی اور جو حدیثین مطلق ہین جیسے ما اسفل من الکعبین ففی النار وغیرہ وہ بھی حسب دستور عرب اسی مقید پر محمول ہین اور مطلق کا مقید پر محمول نہ ہونا اُس وقت ہی جبکہ مطلق ومقید دونون دو واقعہ پر آئے ہون جیسے کفارہ قتل وکفارہ ظہار اور اتحاد

یہ قرض زید کو دیدینا اور دل مین یون نیت کی کہ ہم زکوٰۃ مین دلاتے ہین لہذا مسئلہ دو وجہ سے مشکوک ہوا ایک تو یہ کہ حوالہ سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہی یا نہین دوم کافر کے اس طرح دینے سے زکوٰۃ جایز ہوگی یا نہ آجکل مدارس مین اس کا بہت دستور ہی۔

الجواب ۔ فی الدر المختار مسائل متفرقة من کتب الهبة تملیك الدین ممن لیس علیه الدین باطل الا فی ثلث حوالة او وصیة واذا سلطه ای سلط المملك غیر المدیون علی قبضه ای الدین فیصح حینئذ و منه ما لو وهبت من ابنها ما علی ابیه فالمعتمد الصحة للتسلیط۔ اس جزئیہ و منه ما لو وهبت الخ سے معلوم ہوا کہ صورت تسلیط مین بالفعل تملیک ہوتی ہی ورنہ صحۃ کو تسلیط سے معلل نہ کیا جاتا کیونکہ قبض حسی کے وقت تو صحت ہبہ مین کوئی تردد ہی نہین پھر اُس مین ترجیح صحت کے کوئی معنی نہین اس سے ثابت ہوا کہ خود تسلیط تملیک ہی گو قبل القبض اس تسلیط سے عزل جایز ہو لعدم تمام العقد کما لو قال وهبت ولم یقل الآخر قبلت یصح رجوعه و مع ذلک هو تملیک ویصح نیة الزکوٰة عنده وان لم ینو وقت قبول الموهوب له پس جب تسلیط تملیک ہی اور تملیک کیوقت نیت اداء زکوٰۃ کافی ہی اور منی آرڈر بھیجنے مین یقیناً تسلیط ہی لہذا روانگی منی آرڈر کے وقت نیت کافی ہی اب دونون وجہ شک کی جاتی رہین کیونکہ یہان حوالہ سے زکوٰۃ ادا نہین ہوئی اور نہ کافر کے دینے سے بلکہ مزکی کی تسلیط سے کما ذکر مفصلاً۔ فقط واللہ اعلم ۔ ١٨ - ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ زکوٰۃ مین تصریح ہی کہ ادار زکوٰۃ کے وقت اگر نیت نہ کی ہو تو جب تک مال قبضۂ فقیر مین باقی رہے زکوٰۃ کی نیت کر لینا جایز ہی کسی نے زوجہ کو مہر دیا لیکن دیتے وقت نیت نہ کی تو کیا اسی پر قیاس کر کے قیام مال فی یدہا تک نیت کرنا جایز ہی اور نیت لاحقہ سے بھی مہر ادا ہو جاویگا یا پھر دینا پڑے گا۔

الجواب ۔ جب دینے کے وقت کچھ نیت نہین کی تو ظاہر ہی کہ یہ تملیک ہبہ ہوئی ادائے دین نہین ہوئی اور درمختار کی تصریح سے معلوم ہوتا ہی کہ ہدیہ ہونے کے بعد مہر نہین بنتا فی باب المهر منه و لو بعث الی امرأته شیئا و لم یذکر جهته عند الدفع غیر جهة المهر فلو ذکر جهته تقی له شمع او حناء ثم قال انه المهر لم یقبل قنیه لوقوعه هدیة فلا ینقلب مهرا الخ قلت علله بوقوعه هدیة وو قوعه هدیة یکون بالذکر قضاء و بلا ذکره دیانة فلما لم یکونه من المهر و کان کونه مهرا متوقفا علی هذه النیة دیانة وقع

یہ تو زوجین مین جو جسکے قبضہ مین ہی غالباً اُسی کی ملک قرار دی جاوے اور وراثت جاری نہ ہو۔ سوم
اثاث البیت جیسے لوٹا پتیلی صندوق تخت چارپائی وغیرہ اسباب خانہ داری قسم ثالث کا یہ حال ہی کہ زوجین
مین جو چیز جس کے پاس ہی وہی اُسکے اوپر قابض ہی یہ بھی داخل ترکہ ہی یا نہین کیا یہ کہسکتے ہین کہ جو کچھ
اسباب و اثاث البیت حیات مین زوجین کو دیے گئے تھے وہ دینا بطور ہبہ تھا کچھ زنانے تھان زوجہ
اوسکے پاس بغرض نکاح اعقر تھے اُنکا کیا حکم ہی۔ ثمانی صاحبہ کے دینے کی صورت مین اُن کا لینا درست
ہی یا نہین۔

الجواب ۔ فی الدر المختار باب التحالف اختلف الزوجان فی متاع فی البیت فالقول وحدہ
منہما فیما صلح لہ مع یمینہ والقول لہ فی الصالح لہما وان مات احدہما واختلف وارثہ
مع الحی فی المشکل فالقول فیہ للحی اھ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ہر صورت مین قول ذی الید کا
مع الیمین معتبر ہی قسم ثالث صالح لہما مین داخل ہی پس وقت اختلاف کے ہر زوجہ کے پاس جو چیز
ہی اُس مین اُسی کا قول مع الیمین معتبر ہوگا اگر وہ دعوے کرین کہ ہمکو ہبہ کر دیا تھا تو مع الیمین اس مین
اعتبار کیا جاوے گا اگر یمین سے انکار کیا تو ترکہ مین داخل ہوگا اور جو زنانے تھان بغرض نکاح
مین صرف کرنے کے زوجہ اوسکے پاس ہین وہ متوفی کی ملک ہین اُنکو نکاح کے لیے خریدنا
دلیل ہی کہ کسی کو ہبہ نہین کیے لہذا وہ بھی داخل ترکہ ہین حسب ورثہ پر منقسم ہونگے۔ فقط واللہ اعلم
۱۸- ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ چاندی کا پلنگ جو اکثر جہیز مین دیا جاتا ہی جسکے پایہ پتلی پتلی چاندی سے منڈھے ہوئے ہوتے
ہین اس کا استعمال جائز ہی یا نہین بوقت استعمال بدن سے تو چاندی الگ رہتی ہی البتہ پایہ پر اگر کوئی
بیٹھے تو جائز ہونا چاہیئے۔

الجواب ۔ مفضض و مذہب یا مضبب کو جو امام صاحب نے بشرط اتقاء موضع ذہب و فضہ جائز
فرمایا ہی مراد اُس سے وہ ہی جس مین فضہ یا ذہب متفرق مواضع مین لگا ہو دلیل اس کی شرط مذکور
ہی ورنہ اگر ذہب و فضہ بالکل محیط ہو تو اُس مین کوئی جزء ایسا نہ ہوگا جس کے استعمال کے وقت اتقاء
فضہ و ذہب ممکن ہو چنانچہ ظاہر ہی لہذا چاندی کے پائے جو متعارف ہین کسی طرح جائز نہین۔ فقط۔
واللہ اعلم۔ ۱۰- ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

واقعہ کے وقت حسب اصول حنفیہ مطلق مقید پر محمول ہو جاتا ہے جیسے کفارہ قسم کا قراءۃ ابن مسعود متتابعات کے ساتھ مقید ہو جانا نیز اس کی مؤید وہ حدیث ہے کہ حضرت نے ما اسفل من الکعبین کی وعید بیان کی اور فرمایا من جر ثوبہ خیلاء لن ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میری ازار لٹک پڑتی ہے الا ان اتعاہد تو حضرت نے فرمایا انک لست ممن تفعلہ خیلاء رواہ البخاری کذا فی المشکوۃ پس اگر مطلقاً جر ازار ممنوع ہوتا تو آپ اجازت نہ دیتے تو معلوم ہوا کہ یہ وعید خیلاء ہی کی صورت میں ہے اور بلا اس کے جائز ہے۔ اس شبہ کا حل مطلوب ہے۔

الجواب — فی نور الانوار بحث عدم حمل المطلق علی المقید فی حکم واحد ما نصہ وفی صدقۃ الفطر ورد نصان فی السبب ولا مزاحمۃ فی الاسباب فوجب الجمع بینہما یعنی ان ما قلنا انہ یحمل المطلق علی المقید فی الحادثۃ الواحدۃ والحکم الواحد انما ہو اذا وردا فی الحکم للتضاد واما اذا وردا فی الاسباب او الشروط فلا مضائقۃ فیہ ولا تضاد فیمکن ان یکون المطلق سببا باطلاقہ والمقید سببا بتقییدہ اھ اور ما نحن فیہ میں حکم معصیت ہے اور مطلق جر اور جر للخیلاء اسباب اس کے ہیں یہاں مطلق مقید پر محمول کرنے کی کوئی وجہ نہیں پس مطلق جر کو بھی حرام کہیں گے اور جر للخیلاء کو بھی البتہ دونوں میں اگر کسیقدر تفاوت مانا جاوے تو گنجائش ہے کیونکہ ایک جگہ ایک منہی عنہ کا ارتکاب ہے یعنی جر کا اور دوسری جگہ دو منہی عنہ کا ارتکاب ہے یعنے جر کا اور خیلاء کا پس یہ کہنا کہ چونکہ عرب کا دستور یہی تھا کہ فخراً ایسا کرتے تھے اسلیے حرمت اسی کی ہوگی بلا دلیل ہے کیونکہ خصوص مورد سے خصوص حکم کو لازم نہیں آتا جبکہ الفاظ میں عموم ہو ویتفرع علیہ کثیر من الاحکام الفقہیۃ رہا قصہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا میرے نزدیک اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ انک لست تفعلہ بالاختیار والقصد چنانچہ الا ان اتعاہد اس کی دلیل ہے کہ بلا قصد ایسا ہو جاتا تھا اور اسی کا حضور نے جواب دیا ہے رہا للخیلاء کی قید یہ اس بنا پر ہے کہ اکثر جو لوگ اس فعل کو باختیار کرتے ہیں وہ براہ خیلاء کرتے ہیں پس حدیث میں اطلاق سبب یعنے خیلاء کا مسبب یعنی فعل بالاختیار پر ہوا ہے وہو شائع فی الکلام اسے شیوع۔ فقط واللہ اعلم۔

۱۸- ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ھ

سوال — ترکہ مورث صاحب میں کئی قسم کی چیزیں ہیں ایک خاص ان ہی کے استعمال کے لائق جیسے مردانہ کپڑے وغیرہ یہ تو یقیناً منقسم بین الورثہ ہونگے دوم خاص زنانی چیزیں جیسے زنانہ کپڑے وغیرہ

کہا ہان کیا یہ کلمہ کفر ہی اور تجدید نکاح کی ضرورت ہی۔

الجواب ۔ غالباً مقصود قائل کا تمکن و تحیز کا عقیدہ نہین نہ انکار ہی نصوص علی العرش وغیرہ کا اس لیئے کفر نہین دعوائے تمکن کو فقہا رنے بنائے علی انکار النص کفر کہدیا ہی واذ لیس فلیس۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۔ صرف اظہار ارادہ سے نذر منعقد ہوجاتی ہی یا نہین مثلاً کسی نے کہا ہمارا ارادہ ہی ایک بکرا ذبح کرادین اور صدقہ کر دین شاید اُس سے ہمارا لڑکا اچھا ہوجاوے یا یون کہا کہ ہم ہر مہینے دو چار مسکین کھلا دیا کرینگے تو اس سے نذر ہوگی یا نہین اُردو مین نذر کا صیغہ کیا ہی۔

الجواب ۔ فی الدر المختار الایمان مبنیۃ علی العرف فما تعورف الحلف فیہ فیمین ومالا فلا اور نذر حکم یمین مین ہی چنانچہ علی النذر وصیغہ ایمان سے دُرّ مختار مین لکھا ہی اس بنا پر جو صیغے عرفاً نذر کے سمجھے جاتے ہین اُن سے نذر منعقد ہوگی اور جو صیغے عرفاً اس مین مستعمل نہین ہین اُن سے نذر نہ ہوگی اس لیئے صیغۂ اوّل کہ ہمارا ارادہ ہی الخ نذر نہین ہی اور دوسرا صیغہ کہ ہم ہر مہینے الخ نذر ہی واللہ اعلم۔ ۱۸۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ عقیقہ کی کھال سے بھی مثل قربانی کے عقیقہ کرنیوالا خود منتفع ہوسکتا ہی کہ کوئی چیز بنوا کر اپنے کام مین لاوے یا نہین اور بعد فروخت کرنیکے قیمت کا صدقہ کردینا واجب ہی یا نہین۔

الجواب ۔ چونکہ شرائط واجبہ فی الاضحیہ عقیقہ مین محض مستحب ہین اسلیئے تصدق بالقیمۃ بھی مستحب ہوگا اور انتفاع بالجلد کے جواز مین کوئی شبہہ نہین فقط۔ واللہ اعلم۔

سوال ۔ چوڑی دار پائجامہ جو شائقین و باشون مین رائج ہی جبکہ بو تمام لگا کر ٹخنے سے اوپر رکھا جاوے جائز ہونا چاہیے عدم جواز کی کیا دلیل ہی اسراف تو کہ نہین سکتے کیونکہ بغرض زینت اگر کچھ کپڑا زائد لگ جاوے تو اسراف مین داخل نہین ورنہ لکھنؤ ازار بند پائجامہ بھی ناجائز ہونا چاہیے حالانکہ اُس مین اگر قباحت ہی تو صرف اتنی کہ تستر کلی طور پر نہین ہوتا چلنے مین ران اور ساق کھل جاتی ہی کپڑا زیادہ لگنا وجہ ممانعت نہین ہی ورنہ کابلیون کا پائجامہ بھی ممنوع ہونا چاہیئے اور مردون کا لنبا کرتہ اچکن بھی ممنوع ہوگا اُس سے کم لنبا چوڑا بن سکتا ہی۔

الجواب ۔ چونکہ اس مین تشبہ بالفساق ہی اسلیئے مکروہ ہی جیسا ایک حدیث مین ہی کہ ایک بزرگ نے

حکم چوب و سنگ در قبر

سوال۔ آجکل قبر مین لکڑی رکھنے کا علی العموم دستور ہی حالانکہ فقہا رنے آجر اور خشب دونون کو ممنوع لکھا ہی البتہ بانس کی اجازت دی ہی اور علت ممانعتِ استحکام بیان کی ہی تو کیا یہ عمل مروّج ناجائز ہی اس کی ممانعت کرنی چاہیئے۔ نیز اس علت پر پتھر رکھنا بھی درست نہ ہونا چاہیئے چونکہ کا نپور مین مروّج پایا جاتا ہی نیز بانس مین بھی مثل خشب ہی کے استحکام ہی اسکو اس حکم سے کیون مستثنےٰ کیا۔

الجواب۔ فی الدر المختار والخشب لو حول المیّت اما فوقہ فلا یکرہ ابن ملک اس سے معلوم ہوا کہ خشب کا اوپر رکھنا جائز ہی جیسا آجکل اوپر ہی رکھنے کا دستور ہی البتہ میّت کے پہلو مین جس جگہ لحد پر کچی اینٹ لگائی جاتی ہی وہان خشب نہ چاہیئے ظاہر روایت تو یہی ہی اور خشب اور حجر ایک حکم مین ہین لہذا اُس کا بھی یہی حکم ہوگا رہا فرق قصب و خشب مین کہ حول میت خشب مکروہ ہی نہ قصب ظاہر ہی کہ خشب استحکام بنا کے لیئے ہی قصب گو بنا مین کام آتا ہی مگر اُس سے استحکام نہین ہوتا جیسا ظاہر ہی۔ بعض لوگون نے کراہت کو صرف آجر کے ساتھ خاص کیا ہی کما قال العینی فی حاشیۃ الہدایۃ علی قولہ ثم بالآجر انہ للنار فتکرہ تفاولا ما لضعہ اشارۃ الی انہ فرق بعضہم فی الآجر والخشب فی التعلیل فکرہ الآجر دون الخشب اھ اس قول سے معلوم ہوتا ہی کہ خشب حول میّت بھی جائز ہی اور حجر کا حکم خشب مین ہونا اوپر معلوم ہوتا ہی اور اس تعلیل کا بھی مقتضی یہی ہی فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
۱۸۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

اکتفاء در ابن بر تر کردن اصول شعر در غسل

سوال۔ جس وقت نہانا فرض ہوا اُس وقت عورت کے بال کھلے ہوئے تھے پھر گوندھ لیئے اس صورت مین تو نہاتے وقت صرف جڑون کا تر کرنا کافی نہ ہوگا اور چوٹی کھول کر نہانا واجب ہوگا نیز حیض سے نہاتے وقت بھی اصول شعر کا تر کر لینا اور بالون کا نہ بھگونا بھی غالبًا کافی ہی غسل جنابت مین اور اس مین غالبًا کوئی فرق نہین۔

الجواب۔ فی الہدایۃ ولیس علی المرأۃ ان تنقض ضفائرہا فی الغسل اذا بلغ الماء اصول الشعر اس سے دو امر معلوم ہوئے ایک یہ کہ غسل کے وقت اگر بال مضفور ہون تو کھولنا واجب نہین خواہ حدث کے وقت مضفور ہون یا نہون دوسرے مطلق غسل کا یہ حکم ہی خواہ وہ غسل جنابت ہو یا غسل حیض ہو فقط۔ واللہ اعلم۔

سوال۔ کسی نے دوسرے سے کہا مسجد مین گلگلے کیون رکھنے گئے تھے کیا اللہ میان وہان بیٹھے تھے اُسنے

الزوجین الثالثة والعشرون سکوت من رای غیره یتصرف زماناً فی ثوب ادعی انه ملکه الرابعة
والعشرون سکوت المالک اذا رائ غیره یبیع متاعه الخ کذا فی الفتاوی الظهیریة من الفوائد
الزینیة لابن نجیم۔

الجواب۔ فی الشامیة عن الاشباه (۲۴) سکوته عند بیع زوجته او قریبه عقاراً اقرار بانه
لیس له علی ما افتی به مشائخ سمرقند خلافاً لمشائخ بخارا فلینظر المفتی لاختلاف التصحیح کما
سیذکره الشارح لکن المتون علی الاول فقد مشی علیه فی الکنز والملتقی اخر الکتاب فی مسائل
شتی واحترز بالبیع عن نحو الاجارة والرهن (۲۵) راه یبیع عرضاً او داراً فتصرف فیه المشتری
زماناً وهو ساکت تسقط دعواه ای ان الاجنبی کالجار مثلاً لا یجعل سکوته مسقطاً لدعواه بمجرد
رؤیة البیع بل لا بد من سکوته ایضاً عند رؤیته تصرف المشتری فیه زرعاً و بناءً بخلاف الزوجة
والقریب فان مجرد سکوته عند البیع یمنع دعواه اه۔ وفیها ایضاً عن البزازیة فی اخر الفصل
الخامس عشر من کتاب الدعوی اذا باع عقاراً وامرأته او ولده حاضر ساکت الی ان قال
بعد حکایة اختلاف الفتوی ما نصه وفی الفتاوی یتأمل المفتی فی ذلک فان رای المدعی الساکت
الحاضر ذا حیلة افتی بعدم السماع لکن الغالب علی اهل زمان الفساد فلا یفتی الا بما اختاره ائمة خوارزم
اه وفیها ایضاً قلت لکن لا یلزم من غلبة الفساد ان لا یوجد من یعلم حاله بالصلاح وعدم التزویر اه

ان روایات سے چند امور معلوم ہوئے۔

(۱) یہ حکم کہ بیع کے وقت زوجہ یا کسی عزیز قریب کا سکوت کرنا گویا اُن کا اقرار ہے کہ مبیع ملک بائع ہے
یہ حکم اصلی نہیں ہے بلکہ معلل ہے علت کیساتھ کہ قرینۂ تسلیم ہے۔

(۲) یہ کہ مختلف فیہ ہے۔

(۳) یہ کہ جنہوں نے اس کی تصحیح کی ہے وجہ عارض یعنے غلبۂ فساد زمان سے کی ہے۔

(۴) چونکہ فساد غالب ہے اس لیئے مناسب اسی پر فتویٰ دینا ہے۔

(۵) یہ کہ اگر قرائن قویہ سے مدعی کی صلاحیت معلوم ہوجاوے تو اسپر فتویٰ نہوگا میں کہتا ہوں کہ
ان امور خمسہ ثابتہ سے لازم آگیا کہ اگر مشتری کو قرائن و شہادت قلب سے معلوم ہوجاوے کہ بائع قرابت دار
مدعی کا واقع میں اس مبیع میں حق ہے اور یہ بھی معلوم ہوجاوے کہ اُسکا سکوت بیع کیوقت کسی لحاظ و دباؤ سے

ایک امیر پر خطبہ مین انکار کیا تھا یلبس ثیاب الفساق حالانکہ وہ صرف باریک کپڑا پہنے تھا جو فی نفسہ مباح ہی مگر اُسوقت ثیاب رقیقہ شعار فساق کا تھا کذا ہذا فقط۔ واللہ اعلم۔

سوال۔ ایک شخص نے اپنی جائداد موروثی سکنی و زرعی کو مختلف وقات مین اپنی بہن حقیقی جسکی عمراب زائد از بتیس سال و رخاوند اور اطفال والی ہی موجودگی اور علم کی حالت مین بذریعہ بیع جائز اپنے عزیز رشتہ دار اور ہمسایون کی طرف منتقل کردی اور عرصہ زائد از گیارہ سال مین ہر ایک مشتری کے مالکانہ تصرف مین زمین مبیعہ اس صورت سے آگئی کہ زمین مسکونہ پر مکانات بن گئے اور زمین مزروعہ پر درخت لگ گئے اور کاشت کی آمدنی وصول کرتے رہے بالفعل بائع جائداد مذکور نے اپنی بہن حقیقی کے ساتھ بوجہ بدنیتی اور طمع فاسد کے سازش کرکے دعوے وراثت شرعیہ کا کرایا اور تمادی قانونی سے محفوظ رہنے کی وجہ سے اپنی بہن مدعیہ کی عمر نسبت سالما و رابنی والدہ کے انتقال کو اندر میعاد بارہ سال کے بیان کیا حالانکہ مدعیہ کی عمر زائد از بتیس سال ور اسکی والدہ کے انتقال کو سترہ سال سے زیادہ عرصہ گذرچکا ہی مدعیہ کا باوجود پورے طور پر علم بیع ہونے اور تصرف خریدارون کے ایک عرصۂ دراز تک چپ رہنا شرعًا بجائے اقرار و اعتراف و تسلیم بیع کے ہی یا نہین چند روایات بغرض استفادہ لکھی جاتی ہین۔ باع عقارا او امرأتہ او ولدہ او بعض قاربہ حاضر یعلم البیع ووقوع التقابض بینہما وتصرف المشتری فی ذلک زمانا ثم ادعی من کان حاضرا عند البیع ان العقار لہ ولم یکن للبائع لا تسمع دعوی المدعی لان حضورہ عند البیع وترک المنازعۃ اقرار منہ انہ ملک للبائع وقیل سکوتہ فی ہذہ الحالۃ کالافصاح بالاقرار لانہ قطعا للاطماع الفاسدۃ لاہل العصر فی الاضرار بالناس وفی الجامع الصغیر سکوت المالک فی ما اذا باع رجل ملکہ وہو حاضر لا یکون رضی بالبیع وہذا فی غیر الاقارب۔ (خزانۃ المفتین)

باع شیئا او زوجتہ او بعض قاربیہ حاضر ساکت ثم ادعاہ لا یسمع واختار القاضی فی فتاواہ انہ یسمع فی الزوجۃ لا فی غیرہا واختار ائمۃ خوارزم ما ذکرناہ بخلاف الاجنبی فان سکوتہ وقت البیع والتسلیم ولو جار لا یکون رضی من البزازیہ فی نکاح البکر السکوت کالافصاح فی ثلثین مسئلۃ مذکورۃ فی العمادیۃ وجامع الفصولین وغیرہما الاولی سکوت البکر عند تزویجہا الثانیۃ الثالثۃ الی ان قال الثانیۃ والعشرون سکوت القریب عند بیع عقار بحضرۃ وکذا سکوت احد

(۳) سقاء سے پانی لینا کہ جب اُسنے کنوے سے پانی نکال کر اپنے ظرف مین لیا تو اُس کی ملک ہوگیا سو پانی کی بیع ہوئی اور روپہلے لانیکا اجارہ نیز بیع مالیس عندہ بھی ہی۔

(۴) کوئی زیور یا انگوٹھی جڑنے کو دینا کہ نگینو نکے بیع ہی اور لگانے کا اجارہ وغیر ذلک من المعاملات الرائجۃ۔

الجواب۔ تعامل کی وجہ سے کہ بلا نکیر شائع ہی جو ایک نوع کا اجماع ہی یہ سب معاملات جائز ہین پس نص عام مخصوص البعض ہی جیسا فقہا رنے صباغی وخیاطی مین اسکی اجازت دی ہی کہ صبغ اور خیط صانع کا ہوتا ہی اور اُسمین اجارہ بھی ہوتا ہی وہذا ظاہر جدا۔ فقط واللہ اعلم۔

سوال۔ ولد الزنا کو اپنی مان کیطرفسے تو غالبًا ضرور میراث ملی گی البتہ باپ کیطرفسے بوجہ غیر ثابت النسب ہونے کی میراث نہ ملیگی اور غیر ثابت النسب ہونے کا غالبًا یہی مطلب ہی کہ باپ سے نسب ثابت نہین مان سے تو ثابت ماننا پڑیگا جو رائے عالی ہو ارشاد فرماوین۔

الجواب۔ مان سے ثابت النسب بھی ہی اور میراث بھی پاویگا فی الدر المختار وولد الزنا یرث من توأمہ قلت فمن الام اولیٰ۔ واللہ اعلم۔ ۱۸۔ ربیع الاوّل ۱۳۱۲ھ۔

خصوصیت علم محیط بحق تعالیٰ و نفیش از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر الوریٰ اشرف علی عفی عنہ عرض کرتا ہی کہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب مین جو آیات واحادیث وارد ہین وہ تین قسم کی ہین ایک وہ جو یقینًا ایجاب جزئی کو مفید ہین۔ دوسری وہ جو یقینًا سلب جزئی کو مفید ہین اور ان دونون قسمون مین کسی کو کوئی کلام نہین اور یہ امر کہ وہ بالمعنی الاعم علم غیب کہا جاویگا یا بالمعنی الاخص علم غیب نہ کہا جاوے گا محض تفاوت اصطلاح ہی قابل التفات نہین اور ایہام سے احتراز واجب ہونا یہ مسئلہ فقہیہ ہی جو اس بحث سے خارج ہی اگرچہ فی نفسہ یہ حکم وجوب صحیح ہی تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلّی وایجاب جزئی دونون کو ہی اور اسی قسم مین کلام ہی جو لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جمیع معلومات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہین تو اس قسم ثالث کو ایجاب کلّی پر محمول کرتے ہین اور اسی ایجاب کلّی کو اپنا متمسک ٹھہراتے ہین اور باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہین وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہین اور یہی ملخص ہی نزاع کا اب بتوفیقہ تعالےٰ یہ احقر سائلانہ کہتا ہی کہ جب ایجاب کلی بوجہ احد المحتملین ہونے کی قطعی الدلالت نہین ہی تو مقام اثبات عقائد مین جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالت پر موقوف ہی اُس سے

تھا اجازت واذن بطیب خاطر اسے نہ تھا تو اس صورت مین اُس کے حق کے قدر کا امساک اس مشتری کو حلال نہ ہوگا اور اگر اُس کا حق ہی ثابت نہ ہو تو اس صورت مین اُس کا وہ سکوت اقرار بملک بایع سمجھا جائیگا اور اگر حق ثابت ہوا اور سکوت کسی دباؤ سے نہو تو سکوت گو اقرار بملک بایع نہ ہوگا مگر اجازت بیع الفضولی ہوگی جو موجب نفاذ بیع وقاطع حق مدعی ہی اس تفصیل سے سوال کے شقوق کا جواب ہوگیا۔ فقط واللہ اعلم

۲۴ جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ مردانہ چڑہوان جوتہ عورتون کو پہننا کیسا ہی بعض دیار مین علی العموم رواج ہی کہ عورتین بھی مثل مردون کے وہی جوتے پہنتے ہین جو ایڑی کی طرف زیر پائی کی طرح بیٹھا ہی اور چپٹا نہین ہوتا بلکہ جیسا مردون کا جوتا ویسا ہی رہتی اوّل تو مجھے ناجایز ہی ہونے کا خیال ہوا کیونکہ عورتون کو لباس وغیرہ مین مردون کی مشابہت پیدا کرنے کی حدیث شریف مین وعید آئی ہی لیکن جب سے یہ معلوم ہوا ہی کہ جناب مولانا صاحب مرحوم مغفور کے یہان سب یا اکثر عورتین اور لڑکیان بھی مردانہ جوتا پہنتی ہین اور مولانا مرحوم نے کبھی منع نہین فرمایا اُس وقت سے یہ رائے سست ہوگئی لیکن ابھی تک کچھ اطمینان نہین ہوا مین نے جو ایک دو کو منع کیا تو یہ کہا گیا کہ اس مین پیر کو آرام زیادہ ملتا ہی اور چلنے مین نکل نہین جاتا اور اس مین چلتے وقت خاک ور چھینٹین بھی نہین اوڑتی اس لیے ایسا پہنا جاتا ہی اور زیر پائی مین ایڑی کو تکلیف ہوتی ہی۔

الجواب ۔ اس کے رواج مین ایسا عموم نہین ہوا کہ دیکھنے والون کو منکر اور موجب تشبہ نہ معلوم ہوتا ہو اس لیے تشبہ اس مین ضرور ہی کسی بزرگ کا منع نہ کرنا حجت شرعیہ نہین رہا تکلیف ہونا سو اسکی اصلاح و ترمیم ممکن ہی کہ بنانے والا اس کی رعایت کرے رہا چھینٹ وغیرہ کا پڑنا سو اس کی احتیاط بھی دشوار نہین ۔ فقط۔

سوال ۔ نہی عن صفقتین فی صفقۃ کے ظاہری معنی کے لحاظ سے بعض اُمور ناجایز معلوم ہوتے ہین حالانکہ بہ کثرت خاص و عام مین شایع ہین ۔

(۱) مثلاً گھڑی کی مرمت کہ ٹوٹے ہوئے پرزہ کو نکال کر صحیح پُرزہ لگا دیگا تو اُس پرزہ کی تو بیع ہی اور لگانے کا اجارہ۔

(۲) چارپائی بنوانا اور بان اپنے پاس سے دینا اس مین بان کی بیع ہی اور بُننے کا اجارہ۔

سلطنت یا خلافت میرے ہی خاندان مین رہے اسی بنا پر اُنھون نے اپنے بیٹے یزید سے کہدیا تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مارڈالنا پھر زید اس اخیر جملہ کے خلاف ایک یہ روایت بیان کرتا ہی کہ اُنھون نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسینؓ کے مارڈالنے کو یزید سے نہین کہا تھا۔ غرض زید مختلف روایتین بیان کرتا ہی اور غالبًا اول روایت کو صحیح جانتا ہو زید اپنے خیالات کی تائید مین یہ بھی پیش کرتا ہی کہ شمس التواریخ کے مصنف نے بھی اپنی تصنیف مین جابجا حضرت امیر معاویہ پر طعن کیے ہین زید یہ بھی کہتا ہی کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پکے مسلمان نہ تھے البتہ مرتے وقت پکے مسلمان ہوگئے تھے اب دریافت طلب یہ ہو کہ زید جو اپنے کو سنّی اور حنفی کہتا ہو تو ان عقائد اور خیالات کے رکھنے سے اُس کی سنیت اور حنفیت مین کچھ نقصان آتا ہی یا نہین اور ایسے شخص کے پیچھے نماز وغیرہ پڑھنے مین اور اُس کی محفلون اور جلسون مین بیٹھنے سے کچھ خرابی تو نہین آتی اور یہ ارشاد فرمایئے کہ اہل سنت وجماعت کو حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کیا عقیدہ رکھنا چاہیے اور شمس التواریخ اور اُس کے مصنف جو اکبرآبادی ہین اور غالبًا ابھی زندہ ہونگے اسلام مین کیا رتبہ رکھتے ہین اور اُنکی تصانیف قابل اعتبار ہین یا نہین

الجواب حدیث مین ہی لاتسبوا اصحابی فلوان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ متفق علیہ اور حدیث مین ہی اکرموا اصحابی فانھم خیارکم رواہ النسائی اور حدیث مین ہی لا تمس النار مسلما رأنی او رأی من رآنی رواہ الترمذی اور حدیث مین ہی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم رواہ الترمذی اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابی یقینًا ہین اس لیے احادیث مذکورہ اُنکو شامل ہونگی پس اُن کا اکرام اور محبت واجب ہوگی اور اُن کو بُرا کہنا اور اُن سے بغض ونفرت رکھنا یقینًا حرام ہوگا اور اُن سے جو کچھ منقول ہی بعد تسلیم صحت نقل اُن اعمال پر اُنکے حسنات بلکہ خود ایک وصف صحابیت غالب ہی جیسا ارشاد نبوی فلوان احدکم الخ اسپر دال ہی اور اسی بنا پر لاتمس النار الخ فرمایا ہی پس جو وسوسہ وخطرہ بلا اختیار دل مین پیدا ہو وہ عفو ہی اور جو عقیدہ اور تعلق اختیار سے ہو اُس کی اصلاح واجب ہی اور جو شخص باختیار بدگمانی یا بدزبانی یا بغض ونفرت رکھیگا لامحالہ وہ احادیث نبویہ کا مخالف اور خارج از اہل سنت وجماعت ہی جیسا کتب اہل سُنّت سے ظاہر ہی اسلیے اُسکی امامت بھی مکروہ ہی اور اختلاط بلا ضرورت ممنوع فی شرح العقائد النسفیۃ وما وقع بینھم من المنازعات والمحاربات فلہ محامل وتاویلات فسبھم والطعن فیھم

کب استدلال صحیح ہوگا بخلاف ارادہ ایجاب جزئی کے کہ وہ اپنا تو عین ہی ہی اور ایجاب کلی کے لیئے
لازم ہی تو وہ ہر حالت مین متیقن ہوا اور ثانیاً مدعیانہ کہتا ہی کہ ایجاب جزئی پہ حمل کرنا حق ہی اور ایجاب
کلی پہ حمل کرنا باطل ہی دلیل اسکی یہ ہی کہ ایجاب کلی مین بحصر عقلی تین احتمال ہین یا اس ایجاب کے زمانہ
نسبت کو سلب جزئی کے زمانہ نسبت سے معیت ہوگی یا تقدم ہوگا یا تاخر ہوگا اور تینون باطل ہین
کیونکہ اگر معیت مانی جاوے تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہی اس لیئے کہ موجبۂ کلیہ و سالبۂ جزئیہ باہم متناقض
ہوتے ہین اور اگر تقدم مانا جاوے تو لازم آتا ہی کہ اوّل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب علوم عطا فرمادیئے
گئے ہون پھر بعد مین بعض علوم نعوذ باللہ سلب کر لیئے گئے ہون سو اوّل تو یہ امر عقلاً شنیع ہی ثانیاً
مقتضائے رب زدنی علما کے مخالف ہی ثالثاً خود عقیدۂ خصم کے بھی خلاف ہی اور اگر تاخر مانا جاوے
جیسا دفع اجتماع النقیضین کے لیئے خصم کا عذر ہی تو یہ روایات صحیحہ کے مصادم ہی جن سے بعض مواد
تحقق سلب جزئی کا تاخر زمانہ نسبت قضایا محتملۂ ایجاب کلی سے یقیناً معلوم ہوتا ہی جیسا تتبع روایات سے
ماہر پہ ظاہر و باہر ہی بالخصوص بعض روایات مفیدۂ سلب جزئی کہ اُس مین احتمال عقلی بھی نہین ہو سکتا کہ
زمانہ حکم ایجاب کلی کو اُس سے تاخر ہو مثلاً یہ حدیث صحاح کی کہ قیامت مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض
لوگون کو حوض کوثر کی طرف بلاوینگے ملائکہ عرض کرینگے انک لا تدری ما احدثوا بعدک اسمین
جملہ لا تدری الخ مفید ہورہا ہی سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہی اس مین احتمال عقلی بھی
نہین کہ زمانہ ورود روایات محتملۂ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو جیسا ظاہر ہی پس جب ایجاب
کلی کے تینون احتمال معیت و تقدم و تاخر کے باطل ہوئے تو ایجاب کلی باطل ہوا اور دوسرا محتمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور
یہی مذہب ہی نفات کا اور اس مذہب پر تمام نصوص باہم متطابق و متوافق و متظافر و متظاہر رہین گے کیونکہ ایجاب جزئی و
سلب جزئی باہم متناقض نہین ہوتی اور اسپر کوئی اور محذور بھی لازم نہین آتا اس لیے مذہب نفات کا ثابت اور مذہب
مثبتین کا منفی ہوگیا اور یہی مطلوب تھا والحمد للہ تعالے علی ذلک فقد جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

کتب بالعزم من یوم الفطر سنہ ۱۳۰۲ھ فی بلدۃ بریلی —

سوال — زید کہتا ہی کہ مین حضرت معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ سے بدعقیدہ ہون اور کسی طرح جی
نہین چاہتا کہ اُنکے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہون مگر اب تک کہا ہی اور کہتا ہون اور کہون کا زید یہ بھی
کہتا ہی کہ حضرت امیر معاویہ تھے تو صحابی مگر دل مین سلطنت کی محبت رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ کسیطرح

اور رگ کپاس کو دبا کر ضرر بین لگاتے ہین اگر یہ نشست اللہ تعالی کو مبغوض و ناپسند ہوتی تو اہل تصوف جو کہ کمال ادب جناب باری جل جلالہ کا ہر وقت ملحوظ رکھتے ہین کبھی اسکو اختیار نہ فرماتے پھر لطف یہ کہ اول ہی مین اختیار فرماتے ہین یہ بھی نہین کہ آرام لینے کی غرض سے آخر مین چار زانو بیٹھتے ہون اس کے علاوہ قراء اکثر چار زانو ہی بیٹھنا پسند فرماتے ہین کیونکہ چار زانو بیٹھنے مین سینہ سے آواز بہ آسانی نکلتی ہی اور قرآن پڑھنے مین تکلف نہین کرنا پڑتا۔ زید و عمرو کے خیالات ظاہر کرنے کے بعد یہ بات دریافت طلب ہی کہ جو بات صحیح اور موافق حدیث و فقہ و تصوف ہو اُس سے اطلاع فرمائیے تا کہ اُس کے موافق اعتقاد و عمل رکھا جاوے۔

الجواب۔ عمرو کا قول صحیح ہی۔ حدیث تو سائل نے لکھدی ہی قاضیخان مین ہی ولا بأس بالتربع فی الجلوس والاتکاء قالوا ان کان ذلک علی وجہ التجبر یکرہ وان کان لحاجۃ وضرورۃ لا یکرہ اھ قلت ومن الحاجۃ طلب الراحۃ۔ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ محض کسی کا تراشیدہ خلاف نقل و خلاف لغت ہی فی القاموس و ثور ابو قبیلۃ من مضر منہم سفیان بن سعید اور خلاف نحو بھی کیونکہ ثوری پر الف لام آتا ہی الثوری اگر ثوری کے وہ معنی ہوتے جو [illegible] نے دعوے کیا ہی تو اِس ترکیب مین اضافہ معنویہ ہوتی پھر الف و لام کا داخل ہونا اُسپر کس طرح جائز ہوتا۔

۱۸- ربیع الاول ۱۳۱۲ھ

سوال۔ زید ایک مسجد کا خطیب و امام ہی اکثر اوقات وہی نماز پڑھاتا ہی اور بعض اوقات دوسروں سے پڑھواتا ہی جب یہ خطبہ پڑھنے کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھتا ہی تو بعض لوگ اُٹھ اُٹھ کر اس کو سلام کرتے ہین اور اس سے مصافحہ کرتے ہین اور یہ سلام کا جواب دیتا ہوا اور مصافحہ کرتا ہوا منبر پر جا بیٹھتا ہی آیا طرفین کا سلام و مصافحہ ایسے وقت مین ممنوع و حرام ہی یا نہین اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام سے اس کی ممانعت و حرمت نکلتی ہی یا نہین ظاہر الفاظ سے تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ صلوۃ و کلام کی ممانعت ہی نہ سلام و مصافحہ کی لیکن دلالت النص کی رو سے یہ کہنا صحیح معلوم ہوتا ہی کہ جب صلوۃ کی ممانعت ہی تو سلام و مصافحہ کی بدرجۂ اولی ہوگی یہ اُس صورت مین ہی جب خود زید نماز پڑھانے کو جاتا ہی اور جب وہ دوسروں سے پڑھواتا ہی اُس وقت بھی لوگ زید سے سلام و مصافحہ کر کر اپنی جگہون پر بیٹھتے ہین البتہ جب خطبہ شروع ہو جاتا ہی تو لوگ ایسا نہین کرتے تاہم اتنا ہوتا ہی کہ اگر زید اثنائے خطبہ مین کسی

ان کان مما یخالف الادلة القطعیة فلقول کقذف عائشة رضی اللہ عنہا والا فبدعة وفسق ۱ھ

شمس التواریخ نظر سے نہین گذری نہ مصنف کا حال معلوم واللہ اعلم۔

سوال — زید کہتا ہی کہ مسجد مین چارزانو بیٹھنا سخت بے ادبی ہی اور سخت بے ادبی ہونے کی وجہ سے ناجائز حتی الامکان دوزانو بیٹھے اور مجبوری سے چارزانو بیٹھنے کی اجازت ہو سکتی ہی اور جو شخص چارزانو بیٹھتا ہی خواہ خالی بیٹھے یا کچھ قرآن مجید یا وظیفہ پڑھنے کے لیے بیٹھے تو اُس سے ناراض ہوتا ہی اور اُس کو ملامت کرتا ہی علی ہذا القیاس اس طرح بیٹھنے کو سخت گستاخی سمجھتا ہی کہ آدمی بعد نماز اپنے داہنے پاؤن کو کھڑا کر لے اور بائین پاؤن کو جو قعدہ مین بچھا تھا بچھا رکھے علی ہذا القیاس اس طرح بیٹھنے کو بھی ناجائز بتاتا ہی کہ آدمی اپنی سُرین اور دونون قدمون پر بیٹھے اور دونون پنڈلیون کو دونون ہاتھون کے حلقے مین لے لے خلاصہ یہ ہی کہ زید دوزانو بیٹھنے کے سوا مسجد مین ہر نشست کو بے ادبی کے سبب ناجائز بتاتا ہی بلکہ مسجد کے باہر بھی قرآن مجید یا وظیفے پڑھنے کے وقت دوزانو بیٹھنے کے سوا ہر نشست کو جناب باری جل جلالہ مین بے ادبی و گستاخی سمجھتا ہی اور کہتا ہی کہ حضرت سفیان ثوری مسجد مین ایک بار اپنی سرین اور دونون قدمون پر بیٹھے تھے کہ جناب باری جل جلالہ کی طرف سے عتاب ہوا اور غیب سے آواز آئی کہ او ثور (بیل) یہ کیا بے ادبی و گستاخی ہی اُسی دن سے حضرت سفیان ثوری رحمة اللہ علیہ کے نام کے ساتھ ثوری کا لفظ اضافہ ہو گیا۔ عمرو کا خیال ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز صبح چارزانو بیٹھتے تھے اور طلوع آفتاب تک چارزانو ہی بیٹھے ہوئے ذکر الٰہی مین مشغول رہتے تھے جب آفتاب بلند ہوتا تو دو رکعت یا چار رکعت نماز اشراق ادا فرماتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چارزانو بیٹھنا بھی مسنون ہی نہ بے ادبی و گستاخی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اللہ جل شانہٗ کا ادب اور خوف کسی کے دل مین نہین ہو سکتا جب آپنے یہ نشست اختیار فرمائی تو صاف ظاہر ہی کہ اسمین بجز ادب ہی نہ گستاخی و بے ادبی۔ علی ہذا القیاس سُرین اور قدمون پر بیٹھنا بھی بعض احادیث مین آیا ہی البتہ نماز مین بلا عذر اس طرح بیٹھنا

ضرور خلاف ادب ہی خارج نماز بعض اوقات اس طرح بیٹھنا مسنون ہی۔ علی ہذا القیاس بعد نماز داہنا پاؤن کھڑا کر لینا بھی بعض کا یہ سے ثابت ہی جو کم از کم جائز ضرور ہی اور کسی طرح قابل ملامت نہین رہا حضرت سفیان ثوری کا قصہ وہ بے بنیاد ہی سند صحیح سے ثابت نہین کتب تصوف سے بھی معلوم ہوتا ہی چارزانو نشست خلاف ادب نہین بلکہ ادب کے موافق ہی کیونکہ تسبیح دوازدہ کے وقت اول چارزانو ہی بیٹھے ہین

جواب از [illegible]

ورنہ نہین ظاہر حال یہی کہتاہی کہ یہ شخص اپنی فقیری اور عبادت کے سبب لوگون کے سلام کا منتظر رہتاہی آیا ایسے کو سلام کرنا یا سلام مین تقدیم کرنا شرعاً ممنوع تو نہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین لکھاہی کہ متکبرین کا سلام یہی ہی کہ اُنکو سلام نہ کرو امام صاحب موصوف کے اس قول پہ عمل کرنا خلاف سنت تو نہ ہوگا کیونکہ ہر اجنبی وغیر اجنبی مسلمانون کو سلام کرنا اور سلام مین تقدیم کرنا احادیث سے مسنون معلوم ہوتاہی۔

الجواب — ایسے تکبر حرام ہی اور مرتکب اس کا بالخصوص اُس پر جو مصر ہو فاسق ہی اور فاسق کو ابتداء بسلام نکرنا جائز ہی بلکہ اولیٰ فی الدر المختار فی شرح البخاری للعینی فی حدیث ای الاسلام خیر قال تطعم الطعام و تقرء السلام علی من عرفت و من لم تعرف الی ق لہ۔ والاً ا یخص منہ الفاسق بدلیل اخر۔ جب معلوم ہوا کہ حدیث عام مخصوص البعض ہی تو امام صاحب کے قول پر عمل کرنا خلاف سنت نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔ ۲۱۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ

عیدین کی نماز مسجد میں پڑھنا

سوال — زید عیدین کی نماز اپنی مسجد مین پڑھتاہی عیدگاہ مین نہین پڑھتا اور جو کوئی عیدگاہ مین پڑھنے کا عادی ہی اُس کو بھی روکتاہی کبھی کہتاہی نماز عیدین مسجد مین بھی جائز ہی چنانچہ فلان فلان مولوی صاحبون کا فعل اس کی جواز کی دلیل کافی ہی کبھی کہتاہی جس کو مجھ سے محبت و تعلق ہو اور میرے کہنے کا کچھ پاس و لحاظ ہو وہ میری ہی مسجد مین نماز پڑھے کبھی کہتاہی عیدگاہ مین تو بہت لوگ ہو جاتے ہین یہان بھی پچاس ساٹھ آدمی ہو جائین تو بہتر ہی کبھی کہتاہی مسجد مین بھی خداہی کی نماز ہی اور عیدگاہ مین بھی خداہی کی نماز ہی چاہیے جہان پڑھو۔ غرض مختلف طریقون سے عیدگاہ جانے سے روکتاہی اور اُس کے ملنے والون مین سے جو کوئی چلا جاتاہی اُس سے ناخوش ہوتاہی اور شکایت کرتاہی اس شخص کے پاس و لحاظ سے بعض لوگ عیدگاہ جانے سے رُک جاتے ہین اگر یہ شخص عیدگاہ مین پڑھے یا دوسرون کو منع نہ کرے تو اس مسجد کے پڑھنے والے سب عیدگاہ ہی مین جائین ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہی اور اُس کی مسجد مین نماز عیدین پڑھنا کیساہی اور عموماً مسجدون مین نماز عیدین پڑھنا اور بلا عذر بارش وضعف رفتار وغیرہ عیدگاہ کو ترک کرنا کچھ گناہ ہی یا نہین۔

الجواب فی الدر المختار و الخروج الیہا ای الجبانۃ لصلوۃ العید سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع ھو الصحیح اور احادیث سے بھی معلوم ہوتاہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز ایک بار کے

کی طرف دیکھتا ہی تو دوسرا شخص ہاتھ کے اشارہ سے سلام کر لیتا ہی کیا یہ اشارہ سے سلام کر لینا بھی ممنوع ہوگا ہر ہر صورت کا جواب ارشاد فرمایئے۔

الجواب ۔ اذا خرج الامام مین ایک قول یہ ہی کہ خروج سے مراد صعود علی المنبر ہی چنانچہ عینی نے حاشیہ ہدایہ مین نقل کیا ہی اور یہی راجح معلوم ہوتا ہی پس اس سے پہلے سلام و مصافحہ ہر دو جائز ہین اور اشارہ چونکہ کلام نہین لہذا وقت خطبہ کے حرمت مین مثل کلام کے تو نہین ہی مگر چونکہ مشابہ کلام کے ہی اسلیے کراہت سے خالی نہین بالخصوص جبکہ خود سلام کرنا بھی اشارہ سے مطلقاً ممنوع ہی حدیث مین ہی ومن مس الحصی دای فی الخطبۃ فقد لغا رواہ مسلم جب مس الحصی سے ممانعت ہی کیونکہ اسمین مشغولی ہی غیر خطبہ کی طرف تو اشارہ سلام مین تو اس سے زیادہ مشغولی ہی اور حدیث مین ہی لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبہوا بالیہود ولا بالنصاری فان تسلیم الیہود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصاری الاشارۃ بالاکف رواہ الترمذی اِس سے سلام بالید کی ممانعت مفہوم ہوتی ہی۔ فقط واللہ اعلم۔ ۱۰۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ کیا یہ بات صحیح ہی کہ جب مسجد مین آئے تو بآواز بلند السلام علیکم کہے اور جب مسجد سے جانے لگے اُسوقت بھی بآواز بلند السلام علیکم کہے خواہ مسجد مین کوئی ہو یا نہ ہو اور خواہ کوئی ہو اور نماز مین مشغول ہو یا بعض لوگ نماز مین مشغول ہون اور بعض خالی بیٹھے ہون یا سب کے سب نماز یا اور کسی وظیفہ مین مشغول ہون ہر ہر صورت کا جواب ارشاد ہو۔

الجواب ۔ محض غلط ہی بلکہ ایسی حالت مین کہ لوگ اپنی نماز و وظائف مین مشغول ہون سلام کرنا مکروہ ہی فی الدر المختار

سلامک مکروہ علی من ستسمع ومن بعد ما ابدی یسن ویشرع مصل وتال ذاکر ومحدث خطیب ومن یصغی الیہم ویسمع مکرر فقہ جالس لقضائہ ومن بحثوا فی العلوم دعہ لینفعوا مؤذن ایضا ومقیم مدرس کذا الاجنبیات الفتیات امنع واللہ اعلم۔ ۱۰۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ زید ایک فقیر صورت آدمی ہی جس مجمع مین جاتا ہی خواہ وہ مجمع مسجد مین ہو یا خارج مسجد سلام مین کبھی تقدیم نہین کرتا جب لوگ اُسکو سلام کرتے ہین تو ہاتھ یا زبان دونون سے سلام کا جواب دیتا ہی۔ جب کبھی اتفاق سے کوئی ایسا ہی وجیہ شخص مثلاً عالم یا درویش وغیرہ ملتا ہی تو سلام مین تقدیم کرتا ہی

سلام بر مشغولین وظائف و اذکار

مسئلہ سلام [illegible]

الم ترکیب فعل کو الم ترکیب فعل کسکون میں پڑھتا ہی اس کے علاوہ جا بجا درمیان مین وقف کردیتا ہی اور وقف کے وقت آخر لفظ کو ساکن نہین پڑھتا بلکہ ہمیشہ متحرک پڑھتا ہی اور پھر آگے چلتا ہی جس لفظ پر وقف کیا ہی اُس کو دوبارہ نہین پڑھ لیتا ایسے حافظ قرآن کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہی اگر اس کے پیچھے نماز مکروہ یا ناجائز ہو مگر لوگ اُس کو امام بنائین تو اُس شخص کو کیا ترک جماعت کرنا چاہیے جو اس قسم کی سب غلطیون سے بچتا ہو۔

الجواب — فی فتاوی قاضیخان اما الخطاء فی الاعراب اذا لم یغیر المعنی لا تفسد الصلوٰۃ عند الکل وان غیر المعنی تغیرا فاحشا فسدت صلوٰتہ فی قول المتقدمین واختلف المتاخرون فی ذلک وما قالہ المتقدمون احوط وما قالہ المتاخرون اوسع انتہی مختصراً وفیہا ایضاً وان ما ترک المد ان لم یغیر المعنی کما فی قولہ تعالیٰ انا اعطیناک لا تفسد صلوٰتہ اھ قلت وکذا المد فیما لیس فیہ کما ہو ظاہر۔ پس جو غلطیان سوال مین مذکور ہین چونکہ مغیر معنی نہین اس لیے نماز ہو جاویگی جو شخص ایسی غلطیون سے محفوظ ہی اُس کو ترک جماعت نہ چاہیے۔ واللہ اعلم

۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ۔

سوال — زید ملازم بادشاہ وقت تھا پس جب اُس کو تنخواہ ملتی تھی وہ سب کی سب لاکر اپنی بیوی ہندہ کے حوالہ کردیتا تھا اور ہندہ جو چاہتی تھی وہ کرتی تھی وہ اصلا پرسان نہین ہوتا تھا بلکہ یہ حالت تھی کہ زید کو اگر آنہ دو آنہ یا روپیہ دو روپیہ یا کچھ کم و بیش کی حاجت ہوتی تھی تو ہندہ سے مانگتا تھا اگر ہندہ نے دیدیا تو خرچ کیا ورنہ چپ ہو رہتا تھا پس اسی تنخواہ کے روپیہ سے ہندہ نے زید کی حیات مین جائداد اپنے نام سے خریدی اور وقت خرید سے اسوقت تک وہی اُس پر قابض ہی اور زید نے اس سے اصلا تعرض نہین کیا اب عرصہ چار پانچ سال کا ہوتا ہی کہ زید انتقال کرگیا پس یہ جائداد علی ما فی الشامی وغیرہ ہبہ مین صرف قرائن دال علی التملیک کے بھی کافی ہونیکی وجہ سے ہندہ کی قرار پاویگی یا زید ہی کی سمجھی جاکر اُسکے کل ورثہ اس مین سے حصہ پاوینگے۔

الجواب — ہر چند ہبہ قرائن سے ثابت ہو جاتا ہی لیکن صورت مسئولہ مین اسی مین کلام ہی کہ یہان قرائن ہبہ کے ہین یا نہین سوجہانتک غور و تامل کیا گیا یہ دینا ہبہ نہین معلوم ہوتا بلکہ بی بی کو محض تحویلدار سمجھے ہین اور محض اس وجہ سے سب کمائی سپرد کردیتے ہین کہ اُس کو امور خانہ داری مین تجربہ کار سمجھتے ہین

کہ عذر بارش کی وجہ سے مسجد مین ادا فرمائی تھی ہمیشہ میدان ہی مین تشریف لیجاتے تھے حتی کہ جنپر عذر شرعی
سے نماز بھی نہ تھی اُنکے لے جانے کا اہتمام فرماتے تھے چنانچہ بکثرت احادیث وارد ہین پس جس امر کا
حضور کو قولاً و فعلاً اہتمام ہو اُس کے خلاف کا قولاً و فعلاً اہتمام کرنا صریحاً مخالفت سنّت کی ہی جس کے
گناہ ہونے مین کوئی شبہہ نہین حدیث مین ہی فمن رغب عن سنتی فلیس منی - واللہ تعالیٰ اعلم
۱۰ - ربیع الاول ۱۳۲۱ھ -

سوال - زید کہتا ہی کہ سارے سر مین بال رکھنا سُنّت ہی اور بلا حج سر منڈوانا خلاف سنت ہی اور
خشخشے بال رکھانے والے کو سخت مخالفت سُنت خیال کر کے قابل ملامت کہتا ہی - عمرو کہتا ہی حضرت
علی رضی اللہ عنہ سر منڈاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اس فعل سے کبھی منع نہ فرمایا
اس سے معلوم ہوا کہ سر منڈانا بھی غیر ایام حج مین سنت ہی اور خشخشے بال رکھنے کی ممانعت نہین اسلیے
وہ ابھی اصل پر رہینگے اور اصل اباحت و جواز ہی خشخشے بال رکھنا قرون ثلاثہ سے ثابت ہین
یا نہین اور ان کو جو زید بدعت کہتا ہی وہ صحیح ہی یا نہین اور ایسے بال رکھانے والا شرعاً قابل ملامت
ہی یا نہین -

الجواب - سنت مطلقہ وہ ہی جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عبادت کے کیا ہو ورنہ سُنن زوائد
سے ہوگا تو بال رکھنا حضور کا بطور عادت کے ہی نہ بطور عبادت کے اس سے اولیٰ ہونے مین تو شبہہ
نہین مگر اسکے خلاف کو خلاف سنّت نہ کہینگے اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی نہ ہوتی چہ جائیکہ وہ
حدیث بھی ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا یقینی دلیل ہی بال نہ رکھنے کی جواز بلا کراہت
کے اور خلاف سُنت نہ ہونے کے پس جس حالت مین بالکل منڈا دینا جائز ہی تو قصر کرانے مین کیا حرج ہی
للاجماع علی تساوی حکم القصر والحلق لشعر الراس فی مثل ہذا الحکم والی التساوی اشیر بقولہ تعالے محلقین رؤسکم
ومقصرین واللہ اعلم - ۱۰ - ربیع الاول ۱۳۲۱ھ -

سوال - بکر ایک مسجد کا امام ہی اور حافظ قرآن بھی ہی مگر قرآن بہت غلط پڑھتا ہی بعض الفاظ ایسے لپیٹ کے
پڑھتا ہی کہ اگر کسی کو پہلے سے وہ الفاظ یاد نہ ہون تو سمجھ مین نہ آئین اس کے علاوہ بعض جگہ زبر کو ایسا
بڑھا دیتا ہی کہ الف پیدا ہو جاتا ہی مثلاً فعقروا کو فعاقروا اور قد افلح کو قد افلحا وغیرہ پڑھ جاتا ہی بعض جگہ
ساکن کو متحرک پڑھ دیتا ہی مثلاً اہدنا الصراط المستقیم کو اہدِنا بکسر دال بعض جگہ متحرک کو ساکن پڑھ دیتا ہی مثلاً

امامت غلط خوان قرآن

ہی کما صرحا بہ اسلیے زیادہ تنگی ضروری نہین فقط واللہ اعلم یکم ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ ان قصبات مین اکثر دودھ جو بدھا جاتا ہی قیمت اُس مین کبھی پہلے کبھی پیچھے دیجاتی ہی اور متفرق طور سے وہ دودھ مالک سے وصول ہوتا ہی یہ جائز ہی یا ناجائز اگر جائز ہو تو کچھ شرائط بھی اُس مین ملحوظ ہین یا نہین ۔

الجواب ۔ یہ معاملہ سلم نہین ہی لعدم اجتماع شرائطہ فیہ بلکہ اگر بعد مین روپیہ دین تب تو بیع نسیئہ ہی اور بلا تکلف جائز ہی ۔ اور اگر پیشگی دیدین تو اسکے ذمہ قرض ہو جاتا ہی جسکو تھوڑا تھوڑا کاٹ دیتا ہی اسکو فقہا رنے مکروہ فرمایا ہی ۔ واللہ اعلم ۔ یکم ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ ۔

خط بجواب خطے از عزیزے کہ از ہجوم وساوس وخطرات عاجز ومغلوب آمدہ قصد خودکشی کردہ بود

از اشرف علی عفی عنہ بخدمت مومن کامل مجاہد النفس بارک اللہ تعالیٰ فی ایمانکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کئی روز ہوئے آپ کا خط آیا حالات معلوم ہوئے ماشاءاللہ آپ کا ایمان بالکل کامل ہی اُس مین کسیطرح کا نقصان وخلل نہین ہی جو حالت آپ نے لکھی ہی اور اُس کو موجبِ نقصانِ ایمان سمجھا ہی یہی حالت آپ کی کمال ایمان کی دلیل ہی مگر چونکہ آپ کو ابھی علم کم ہی اس وجہ سے اندیشہ وقلق کا ہجوم ہو گیا ہی ورنہ آپ کی حالت بڑی خوشی کے قابل ہی یہ حالت وسوسہ کی خواہ وہ ایک وسوسہ ہو یا ہزار ہون کچھ آپ کو اول پیش نہین آئے کوئی ایسا سالک وواصل الی اللہ نہین ہی جس کو رستہ مین یہ گھاٹی نہ آئی ہو پس اُنہین جو خود عارف یا کسی عارف سے تعلق ومحبت واعتقاد کا رکھنے والا ہی اُسکی نظر مین تو یہ لاشئے محض معلوم ہوتی ہی اور جو ناواقف ہین وہ تل کو پہاڑ کرکے طرح طرح کی پریشانیون مین مبتلا ہو جاتے ہین ۔ اے عزیز صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑھکر کسی عالم کا کسی عارف کا رتبہ نہین ہوا اُن تک کو یہ قصہ پیش آیا کہ انواع انواع وساوس نے گھیرا اور وساوس بھی ایسے جسکو وہ زبان پر لانا جلکر کوئلہ ہو جانے سے بدتر اور سخت تر اور گران تر وناگوار تر جانتے تھے آخر اُنھون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اسکو ذکر کیا حضور نے فرمایا ذاک صریح الایمان یعنے یہ تو کھلی نشانی ایمان کی ہی دو وجہ سے اول اسلیے کہ چور وہان جاتا ہی جہان متاع پاتا ہی پس اگر متاع ایمان اس شخص کے قلب مین نہ ہوتا تو ہرگز شیطان اس کے پیچھے نہ پڑتا یہی وجہ ہی کہ اکثر نیک لوگون کو وساوس پیش آتے ہین اور جو فساق وفجار وافسرا

تو اُس کو دیدینا ایک گونہ انتظام کی سہولت سمجھتے ہین یہی وجہ ہی کہ جو عورتین سلیقہ شعار نہین سمجھی جاتین اُن کو اس طرح کے اختیارات نہین دیے جاتے اِسی طرح اگر یہ معلوم ہوجائے کہ یہ اپنے رشتہ دار کو دیتی تو یقیناً شوہر ناخوش ہوتا ہی ان سب قرائن سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ ہبہ نہین محض توکیل وایداع ہی رہا نہ پوچھنا اور تعرض نہ کرنا یہ اس وجہ سے نہین کہ اُس کو مالک کردیا ہی بلکہ محض اس وجہ سے ہی کہ زوجہ پر اعتماد ہی کہ بے موقع صرف نہ کرے گی بہرحال روپیہ بچا ہوا تو شوہر ہی کی ملک ہوگا جب اُس سے جائداد خریدی گویا مغصوب روپیہ سے خریدی لہذا جائداد زوجہ کی ملک ہوگی اور یہ روپیہ ترکہ زوجہ سے وصول کرکے سب ورثہ زید کو تقسیم ہوگا جس مین خود زوجہ بھی داخل ہی پس بقدر اس کے حصہ کے تو ساقط ہوجاوے گا بقیہ روپیہ بقیہ ورثہ کے لیے وصول کیا جاوے گا البتہ اگر شوہر کو یقیناً یہ معلوم ہو کہ یہ میرے ہی روپیہ سے خریدی گئی ہی اور بی بی نے اپنے ہی لیے خریدی ہی اس مین میرا کوئی حق نہین یہ سکوت البتہ دلیل ہبہ کی ہی مگر جب تک یہ احتمال باقی ہو کہ شاید شوہر کو اسکی اطلاع نہ ہو کہ یہ میرے روپیہ سے خریدی گئی ہی یا یہ کہ اطلاع ہو مگر اُس نے یہ سمجھا ہو کہ گو اپنے نام سے خریدلی ہی مگر یہ اُس کو میری ہی سمجھتی ہی اور میرے بعد میرے ورثہ کو محروم نہ کریگی یا اس لیے وہ خاموش ہوگیا ہو کہ اس کے نام ہونے سے جائداد محفوظ رہیگی میرے پاس سے شاید کوئی نیلام قرضہ مین کرالیوے تو ان احتمالات سے ہبہ ثابت نہ ہوگا - خلاصہ یہ کہ جب تک مجموعہ قرائن کی تفتیش وتعیین نہ ہو حکم ہبہ کا مشکل ہی - واللہ اعلم - ۲۷ - ربیع الاول ۱۳۲۱ھ -

عمل بقول امام محمد در نزح سہ صد دلو

سوال - طہارت بیر مین امام محمد صاحبؒ کا قول تین سو ڈول کا جو منقول ہی وہ معلول بعلت ثابت ہوتا ہی کہ اُن کے دیار مین اسی قدر پانی کنوؤن مین ہوتا تھا اب ہمارے دیار کے لوگ خواہ بدہمتی سے یا بے سامانی سے کل پانی کے اخراج مین بہت نالان ہین سو دریافت طلب یہ امر ہی کہ جو کنوئین ایسے ہین کہ جن کا پانی بدقت تمام یا بہ سہولت کل نکل سکتا ہی اُنکی طہارت کا حکم بھی تین سو ڈول پر دیدینا ثابت ہی یا نہین پھر اگر امام محمد صاحب کے قول سے حجت لی جائے تو اُس علت پر نظر کیون نہین ہوتی جو اُنکو ملحوظ تھی -

الجواب - واقع مین علی الاطلاق تین سو ڈول کا فتویٰ مسلک ضعیف ہی راجح یہی ہی کہ علت پر نظر کی جاوے لیکن چونکہ بعض کا فتوی علی الاطلاق ہی عوام کی آسانی کے لیے مرجوح قول لے لینا بھی جائز

(۱) ایسے وساوس کی کچھ پروا نکرین نہ اُنکے دفع کی فکر کرین-

(۲) اُس کا جواب نہ سوچین نہ کسی سے وجہ پوچھین کتاب وسنت کو بلا دلیل حق سمجھین اور اُسکے خلاف کو اعتقادًا باطل سمجھین گو کسی بات کی وجہ سمجھ مین نہ آوے- گو قلب مین اُسکا خطرہ آوے-

(۳) اور اُن وسوسون سے اعراض کیکے اللہ کے ذکر مین متوجہ رہین خواہ درود شریف خواہ استغفار یا اور کوئی ذکر مین خیال لگائے رہین انشاء اللہ تعالیٰ آپکے قلب کو ایک ہی دو دن بلکہ ایک ہی نشست مین پوری تسکین وراحت حاصل ہوجاویگی اور پھر کبھی عمر بھر بھی تشویش نہ ہوگی-

اگر اور کوئی بات پوچھنا ہو بے تکلف ظاہر کردین والسلام- یکم جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ-

سوال - جرس ممنوع کی کیا تعریف ہی مع کل جرس شیطان سے کیا مراد ہی بجتی ہوئی گھڑی اور گھنٹہ بھی اس مین کیون شامل نہین عامہ محدثین کی توجیہ جیسے بوجہ اعلام دشمن سفر مین ممنوع ہونا ہے تو لازم آتا ہی کہ اب غلبۂ اسلام کے وقت سفر مین بھی جائز ہو اگر ضرورت کو باعث اباحت قرار دیا جاوے تو اول تو کچھ زیادہ ضرورت بھی نہین بغیر بجے بھی وقت معلوم ہوسکتا ہی نیز لازم آتا ہی کہ بیل گھوڑے کی گردن مین گھنٹی اور گھنگرو بھی پہنانے جائز ہون کہ لوگ آواز سنکر رستہ سے ہٹ جاوین اگر پھر جرس کی ممانعت عام رکھی جاوے تو لوٹا کٹورہ گلاس کا ایک دوسرے سے لگ کر بجنا بھی حرام ہوگا غرضکہ کچھ سمجھ مین نہین آتا-

الجواب - جرس کی حرمت لعینہ نہین ہی لغیرہ ہی جہان کوئی غرض صحیح ہو گو وہ حد اضطرار تک نہ ہو جواز کا فتوی دینگے تو گھڑی گھڑیال مین غرض صحیح ہونا یقینی ہی البتہ جہان صرف تلہی یا تفاخر وشل اسکے غرض فاسدہ ہو وہان ناجائز کہینگے روایت عالمگیری اس کی کافی دلیل ہی فی العالمگیریۃ فی الباب السابع عشر من کتاب الکراہیۃ قال محمد فی السیر الکبیر انما یکرہ اتخاذ الجرس الغزاۃ فی دار الحرب وھو المذھب عند علمائنا الی ان قال قال محمد فی السیر فاما ما کان فی دار الاسلام فیہ منفعۃ لصاحب الراحلۃ فلا باس بہ قال وفی الجرس منفعۃ جمۃ منہا اذا ضل واحد من القافلۃ یلحق بہا بصوت الجرس ومنہا ان صوت الجرس یبعد ھوام اللیل عن القافلۃ کالذئب وغیرہ ومنہا ان صوت الجرس یزید فی نشاط الدواب فہو نظیر الحدی کذا فی المحیط-
اور چونکہ گھوڑے کے گلے مین محض تفاخر وتلہی کے لیے باندھتے ہین اور کوئی ضرورت نہین ہی لہذا جائز نہین ہوسکتا- واللہ اعلم- ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ-

ہین اُن کو کبھی اس کا اتفاق بھی نہین ہوتا کیونکہ شیطان اُن سے جب گناہ کرا رہا ہی تو اُس کو کیا ضرورت
ہی کہ وہ ایسے امر مین مبتلا کرے جس مین کسی قسم کا گناہ بھی نہین غرض یہ ہی ہی دوسرے اسلیے بیان کی
ایمان کی ہی کہ مومن نے اُس کو بُرا سمجھا پس اگر اس شخص کے ایمان مین خلل ہوتا تو ان خیالات کفریہ
کو حق سمجھتا اور اُن کو دل سے قبول کرتا اور اُنپر مطمئن ہوتا اور اُن مین اس کے قلب کو انشراح ہوتا
کراہت نہوتی جیسا تمام کفار کو دیکھا جاتا ہی جب اس شخص نے اُن کو مکروہ سمجھا تو اُن کی اضداد کو حق سمجھتا ہی اور
یہی ایمان ہی غرض ان وجوہ سے یہ علامت ایمان کی ہی ہرگز ہرگز کفر نہین بلکہ گناہ و معصیت بھی نہین کیونکہ
گناہ وہ فعل مذموم ہی جو باختیار خود کرے اور چونکہ وساوس پر اختیار نہین ہی اسلیے وہ گناہ نہین ہوسکتے
جب گناہ نہین پھر اسپر پریشان ہونا فضول ہی یہ تو تحقیق ہی وسوسہ کے بُرے یا بھلے ہونے کی۔
رہا اس کا علاج پس سب معالجات سے بہتر علاج جس کو اکسیر اعظم کہنا چاہیے یہی ہی کہ اس کا کچھ علاج
نہ کیا جاوے بلکہ جرأت و دلیری کے ساتھ اور یقین و عزم کے ساتھ یہ سمجھے اور دل مین خیال کرے
کہ جب یہ عند اللہ گناہ نہین اور شرعاً کوئی مرض نہین پھر کیا غم بلکہ جب یہ معلوم ہوگیا کہ یہ دلیل ایمان کی ہی
تو اُسپر الٹا اور خوش ہونا چاہیے جب یہ شخص خوش ہوگا تو شیطان نے تو وہ وسوسہ خاص اسی لیے
القا کیا تھا کہ یہ شخص محزون ہوگا جب وہ دیکھے گا کہ یہ شخص تو خوش ہوتا ہی اور اس کا خوش ہونا اُس کو
پسند نہین پس وہ وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا اور بہت آسانی سے اس شخص کو اس سے نجات ہوجاویگی
اور اگر نجات نہ بھی ہو تو بھی پروا نہین کیونکہ جب یہ معصیت نہین تو اُس سے نجات کی ضرورت کیا ہی اور
جیسا بے پروائی و دلیری اور بے توجہی سے یہ قطع ہوتا جاتا ہی اسی طرح اگر اس سے ڈرا کرے اور اُسکے
غم مین پڑ جاوے اور یہی فکر و ذکر رکھے اور سوچا کرے تو یہ روز بروز بڑھتا جاتا ہی گو اُسکے بڑھنے سے
گناہ تو نہین ہوتا مگر خواہ مخواہ ایک واہیات پریشانی ہوتی ہی پس عمدہ علاج یہ ہی۔ اور ہر وسوسہ کا
بالتفصیل جواب سوچنا یا کسی سے پوچھنا یہ طریقہ مضر ہی اس مین اگر فوری تسلی بھی ہوجاتی ہی تو دو چار روز
کے بعد پھر اس جواب مین کوئی خدشہ ہوجاتا ہی پھر وسوسہ ستانے لگتا ہی اور نفس مین اچھا خاصا ایک
مناظرہ کا میدان گرم ہوجاتا ہی اس لیے اس طریق کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیے بلکہ بجائے اس سوچنے کے
ذکر اللہ کا شغل رکھے کہ وہ قاطع وسوسہ بھی ہی جیسا حدیث مین آیا ہی اور اُس سے قلب مین بھی قوت
پیدا ہوتی ہی جس سے وہ ایسی خرافات سے متاثر نہین ہوتا پس خلاصہ تمام تر تقریر کا تین امر ہوے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جرمانہ اور قیمت چرم قربانی کا مسجد مین لگانا جائز نہین اور چرم عقیقہ کی قیمت لگانا خلاف اولی ہی اور اجرت نکاح کا لگانا جائز ہی۔ واللہ اعلم۔ ۱۳۔ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

سوال ۔ احقر نے ایک شخص کو سونے کی بالیان پرانی بغرض فروخت دی تھین اور ذکر تھا کہ از سر نو بنین گی اُنھون نے انکو عہ کو فروخت کرکے سنار کو روپیہ دیدیا اور کہدیا کہ اس مین تھوڑا سونا اور ڈالکر ا۔ تولہ کی نئی بالیان بنا دے حساب بعد مین کردیا جاوے گا۔ چنانچہ اُس نے اُتنے ہی وزن کی بنا دین یہ صورت ناجائز ہوتی ہی۔ ایک صاحب یہ تاویل کرتے ہین کہ عہ جو پیشگی دیے گئے ہین وہ سنار کے پاس امانت یا قرض سمجھے جائین اور زیور دست بدست عہ کو خریدا جائے اس مین نسیہ ہو گیا اب چونکہ عہ بذمہ سنار واجب الادا ہین اس لیے وہ مقدار ساقط کرکے عہ اور اُس کو دیدو۔ یا یون کرو کہ عہ نقد دیکر دست بدست اُس سے زیور لے لو پھر اپنے عہ کا مطالبہ اُس سے کرو اور ایک صاحب یہ تاویل کرتے ہین کہ سنار تمھاری طرف سے عہ کا سونا خریدنے کے لیے وکیل ہی عہ تم سے پیشگی لے چکا ہی اور دس کا سونا اپنے پاس سے خرید لایا ہی اس کا مطالبہ آپ کرتا ہی۔ حضور اس مین کیا فتوے دیتے ہین۔

الجواب ۔ تاویل ثالث تو نہین چل سکتی کیونکہ وکالت بلا توکیل کیسے ہوگی اور توکیل یہان ہی نہین لہذا یہ بالیان جدید سنار کی ملک ہونگی اور اب اُنکی بیع جدید ہوگی پس اگر وہ عہ بعینہ سنار کے پاس موجود ہین تو قرض کی تاویل نہین ہوسکتی کیونکہ نہ تصریحاً قرض دیا نہ تصرف کی وجہ سے اُس کے ذمہ دین ہوا پس لابد امانت ہوگی اور امانت مین روپیہ معین ہوتا ہی تو عقد متعلق اُس روپیہ سے ہوگا اور وہ مجلس مین موجود نہین تو نسیہ لازم آنے سے ناجائز ہوگا پس جب نہ قرض ہوا نہ امانت سے عقد کا متعلق ہونا جائز ہوا اس صورت مین صرف یہ صورت جائز ہوسکے گی کہ اپنی امانت اوّل واپس کرلے اور اُس مین دس روپیہ اور ملا دے اور دست بدست خرید لے اور اگر وہ عہ اُسکے ضمان مین داخل ہوگیا ہی خواہ بوجہ صرف کر ڈالنے کے یا بوجہ مخلوط کر دینے کے تو البتہ وہ دین ہوگیا ہی اس صورت مین تاویل اوّل چل سکتی ہی اور تاویل ثانی بے تکلف صحیح ہی۔ فقط۔ واللہ اعلم۔

سوال ۔ آجکل بعض انگریزی تجارتون کا یہ دستور ہی کہ کاغذ فروخت کرتے ہین اور اُسمین چار ٹکٹ لگے ہوتے ہین جسکو وہ شخص اُسی قیمت کو مثلاً ایک روپیہ پر چار اشخاص کے ہاتھ فروخت کر ڈالتا ہی۔

پان در احرام

سوال — احرام کی حالت مین معتاد شخص کو پان کھانا کیسا ہی پان سے لبون کی زینت ہوجاتی ہی اور یہ پانچون ایک قسم کی خوشبو بھی ہی اور اگر پان مین الائچی اور خوشبودار تمباکو بھی ہو اُس کا کھانا کیسا ہی اور غیر معتاد کو پان کھانا بلحاظ زینت یا بغیر لحاظ زینت کیسا ہی۔

الجواب — فی العالمگیریۃ الطیب کل شی لہ رائحۃ مستلذۃ و یعدہ العقلاء طیبا کذا فی السراج الوہاج و فیہا و لو کان الطیب فی طعام طبخ و تغیر فلا شی علی المحرم فی اکلہ سواء کان یوجد رائحتہ او لا کذا فی البدیع و ان خلطہ بما یوکل بلا طبخ فان کان مغلوبا فلا شیٔ علیہ غیر انہ ان وجدت معہ الرائحۃ کُرہ و ان کان غالبا وجب الجزاء و فی الدر المختار و ثوب صبغ بما لہ طیب کورس و عصفر الا بعد زوال الطیب بحیث لا یفوح فی الاصح روایات بالا سے معلوم ہوا کہ پان چونکہ داخل طیب نہین گو موجب زینت ہی منافی احرام نہین اور الائچی اور مثل اُسکے طیب ضرور ہین مگر چونکہ پان و تمباکو مین مغلوب ہین لہذا وہ بھی جنایت نہین گو خالی از کراہت بھی نہین اور جنایات مین عادت و عدم عادت مین تفاوت نہین حتی کہ تداوی جو ضرورت مین عادت سے بڑھکر ہی اگر طیب وغیرہ سے ہو جنایت ہی گو معصیت نہو۔ فقط واللہ اعلم۔ ١٤ ذیقعدہ ١٣٣١ھ

سوال — جس مسجد مین تاوان و ڈنڈ کے پیسے صرف کئے گئے ہون یعنے اُسکی تعمیر مین وہ تاوان یہ ہی کہ کسی شخص کو عوض جرمیت ڈنڈ کیا اور چرم قربانی کا پیسہ اور رسم کا و عقیقہ کے چرم کا اور نکاح کا مسجد مین لگانا جائز ہی یا نہین اور اُس مسجد مین نماز ہوتی ہی یا نہین۔

الجواب — جرمانہ ہمارے علماء حنفیہ کے نزدیک جائز نہین تو اُسکی آمدنی جائز نہو گی فی الدر المختار لا یاخذ مال فی المذھب الی قولہ فی المجتبیٰ انہ کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ اھ اس لیے ایسا روپیہ مسجد مین لگانا جائز نہین اور چرم قربانی کی قیمت کا تصدق واجب ہی فی الدر المختار فالصدقۃ کالہبۃ بجامع التبرع و فیہ ھی راسے الہبۃ تملیک العین مجانا اور مسجد مین لگانے سے تملیک نہین ہوتی لہذا وہ بھی مسجد مین صرف نہین ہوسکتا اور لفظ رسم عام ہی اگر سوال مین تعیین کی جاوے تو جواب ہوسکتا ہی۔ اور عقیقہ مین احکام قربانی کی رعایت مستحب ہی تو اس اعتبار سے اس کے چرم کی قیمت مسجد مین صرف کرنا خلاف اولی ہوگا اور نکاح پر اُجرت لینا جائز ہی اور یہ قاعدہ کلیہ ہی کہ جو طاعت مخصوص بہ اہل اسلام نہو اُسپر مثل مباحات اخذ اُجرت جائز ہی اور نکاح ایسا ہی اسلیے مالک اگر اپنی خوشی سے مسجد مین لگانا چاہے جائز ہی

کما لا یخفی علی من طالعہما۔ واللہ اعلم۔

سوال ۔ ربط القلب بالشیخ کے کیا معنی ہیں

الجواب ۔ حقیقت اس کی شیخ سے ازدیاد محبت ہے اور صورت اس کی شیخ کا تصور ہی جو احیانا سبب محبت کا ہو جاتا ہی اور فائدہ اُس کی حقیقت کا افاضہ برکات و انوار ہی اور فائدہ اُس کی صورت کا دفع خطرات ہی مگر حقیقت و صورت دونوں میں شرط یہ ہی کہ حد و شریعت سے علماً و عملاً متجاوز نہو ورنہ معصیت و بدعت سے نسبت باطنی ظلمانی ہو جاویگی فقط واللہ اعلم ۔ ۲ ۔ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ۔

سوال ۔ جذبہ کی کیا حقیقت ہی۔

الجواب ۔ بلا واسطہ اکتساب و مجاہدہ جو احوال باطنیہ حاصل ہو جاتے ہیں اُسکو جذب کہتے ہیں اور اجتبا و محبوبیت اور مرادیت بھی کہتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

سوال ۔ ذکر جلی اور خفی کرنے کا کیا طریقہ ہی۔

الجواب ۔ بعض کی اصطلاح میں قلبی کو خفی اور لسانی کو جلی کہتے ہیں اور بعض کی اصطلاح میں لسانی کے جہر کو جلی اور غیر جہر کو خفی کہتے ہیں اور طریقے دونوں کے کتب سلوک میں مذکور ہیں مگر بدون تعیین شیخ کے خود کسی طریق کا اختیار کرنا نافع نہیں ہو حصول نسبت میں۔

سوال ۔ ذکر جلی کی حد کیا ہی۔

الجواب ۔ ادنی کی حد تو معین ہو اصطلاح اوّل پر تو تحریک لسان اور اصطلاح ثانی پر اسماع نفس خود کما صرح بہ الفقہاء لیکن اکثر کی کوئی حد نہیں اپنی نشاط پر موقوف ہی مگر اس کے جواز کی یہ شرط ہی کہ کسی مصلی یا نائم کو تشویش و ایذاء نہ ہو کما صرح الفقہاء بہ ۔ فقط واللہ اعلم ۔ ۲ ۔ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ۔

سوالات عیسائی منقولہ از پرچہ (نور علی نور) بابت جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ

اگر کوئی مولانا صاحب ذیل سوالوں کو قرآن شریف سے ثابت کر دیں تو اس وقت ہم محمد عربی کا رسول ہونا مان لینگے۔

(۱) اوّل قرآن شریف کی کسی آیت سے آنحضرت کو معصوم ثابت کیجیے۔

(۲) دوم انجیل کو کسی قرآن کی آیت سے منسوخ کیجیے۔

اور ان اشخاص سے وہ روپیہ وصول کرکے اور ان کا پتہ کمپنی کو لکھکر بھیجدیتا ہی صاحب کمپنی ایک گھڑی اس شخص کو بھیجتا ہی اور ان چار اشخاص کے نام یک ایک کاغذ ویسا ہی بھیجدیتا ہی جسمین ویسے ہی چار ٹکٹ بھی ہوتے ہین جنکو وہ چارون شخص لوگون کے ہاتھ اُسی قیمت کو مثلاً ایک روپیہ کو پھر بیچ ڈالتے ہین جب روپیہ اُن لوگون سے پاس آجاتا ہی تو وہ لوگ بھی صاحب کمپنی کے نام روپیہ اور جنکے ہاتھ وہ ٹکٹ فروخت کیے ہین اُنکا پتہ وغیرہ لکھکر بھیجدیتے ہین صاحب کمپنی ایسا ایک گھڑی اُسکے نام بھیجدیتا ہی اور ایک ایک کاغذ ویسا ہی جنکے نام اُنھون نے ٹکٹ فروخت کیے ہین صاحب کمپنی کو بھیجدیتا ہی پھر وہ لوگ بھی ایسا ہی عمل کرتے ہین اور اسیطرح اسکا اجرا رہتا ہی ہان البتہ جس شخص کے ٹکٹ فروخت نہونگے وہ البتہ نقصان اُٹھائیگا تو شرعاً یہ بیع جائز ہی یا نہین اور شرعاً ایسا کرنا کیسا ہی۔

الجواب — حاصل حقیقت اس معاملہ کا یہ ہی کہ بائع مشتری اوّل سے بلا واسطہ اور دوسرے مشتریون سے بواسطہ مشتری اول یا ثانی یا ثالث وغیرہم کے یہ معاہدہ کرتا ہی کہ تمنے جو روپیہ بھیجا ہی اگر تم اسکے خریدار پیدا کرلو تو اس روپیہ مرسلہ کے عوض ہم نے تمھارے ہاتھ گھڑی فروخت کردے ورنہ تمھارا روپیہ ہم ضبط کرلینگے سو اس مین دونون شرطین فاسد و باطل ہین دوسرے خریدارون کے پیدا کرنے کی تقدیر پر فروخت کرنا بھی کہ وہ تجیز بیع کے وقت مقرون بشرط فاسد مخالف مقتضاے عقد ہونے کی وجہ سے عقد فاسد بحکم ربوا ہی اور تعلیق بیع کے وقت تعلیق تملیک علی الخطر ہونے کی وجہ سے قمار ہی اور ربوا اور قمار دونون حرام ہین اسی طرح دوسری شرط یعنے خریدار پیدا نہ کرنے کی تقدیر پر روپیہ کا ضبط ہوجانا بھی کہ صریح اکل بالباطل ہی اور یہ تاویل ہرگز مقبول نہین ہوسکتی کہ روپیہ کے عوض ٹکٹ دیا ہی کیونکہ ٹکٹ یقیناً مبیع نہین ہی ورنہ بعد خریدیہ ٹکٹ معاملہ ختم ہوجاتا ٹکٹ فروخت کرکے گھڑی کا استحقاق ہرگز نہوتا جیسا تمام عقود مین یہی ہوتا ہی پس صاف ظاہر ہی کہ ٹکٹ مبیع نہین بلکہ روپیہ کی رسید ہی جب دونون شرطون کا فاسد و باطل ہونا ثابت ہوگیا تو ایسا معاملہ بھی بالیقین حرام اور متضمن ربوا اور قمار و اکل بالباطل ہی اور کسی طرح اس مین جواز کی گنجائش نہین۔ قال اللہ تعالیٰ احل اللہ البیع و حرم الربوا و قال تعالیٰ انما الخمر والمیسر الی قولہ رجس من عمل الشیطان الآیۃ وقال تعالیٰ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآیۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم کل شرط لیس فی کتاب اللہ فہو باطل و نہی علیہ السلام عن بیع و شرط وفی جمیع الکتب الفقہیۃ صرحوا بعدم جواز بیع شرط بما لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ وفیہ نفع لاحدھما

دینا اُن کے ذمہ ضروری نہیں ہے دونوں شقوں پر مطالبہ دلیل کا استحقاق نہیں پہونچتا۔

دوم بعد محفوظ رکھنے دعوے کے بھی سائل کو کسی خاص دلیل کا مطالبہ اُس وقت زیبا ہی جب خود اُس دلیل کو وہ صحیح سمجھتا ہو ورنہ بیفائدہ مجیب کا وقت ضائع کرنا ہی مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ ہم تو جب جانیں واقعہ کی شہادت زید سے دلواؤ اور خود زید کو کاذب کہتا ہو تو مخاطب کو اس سعی سے فائدہ سے کیا حاصل ہوگا کیونکہ اگر زید سے شہادت بھی دلوادی تو اس وقت وہ یون کہے گا کہ میرے نزدیک زید کاذب ہے پس سائل صاحب دو حال سے خالی نہیں یا قرآن کو مانتے ہیں یا نہیں اگر مانتے ہیں تو مسلمان ہونے کا اقرار کریں پھر سوال کرنا اس حیثیت سے بے موقع نہیں اور اگر نہیں مانتے تو بے فائدہ قرآن کی شہادت کیوں مانگتے ہیں اور یہ اُنکا کہنا کس کے دل کو لگ سکتا ہی کہ اگر قرآن سے ثابت کردیں تو ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رسول ہونا مان لینگے کیونکہ جو شخص شاہد کو کاذب کہتا ہوگا وہ واقعہ کو کیسے صادق سمجھے گا یہ تو محض کلام بے معنی ہے۔

سوم ترتیب فطری سوالات کی یہ ہی کہ اگر بہت سے امور مجتمع ہوں تو اول وہ باتیں دریافت کرنا چاہیئے جنپر اصل گفتگو ہوا کرے جنکے طے ہونے سے مابعد کے امور آسانی سے طے ہوجاویں نہ یہ کہ ایسی بات پوچھی جاوے کہ اگر وہ طے بھی ہوجاوے تو اصل الاصول کی تحقیق پھر باقی رہی پس مسلمانوں میں اور پادری صاحب میں مسائل مختلف فیہا میں سب سے بڑا نبوت ورسالت کا مسئلہ ہی جب تک اسمیں اختلاف رہیگا اگر مسئلہ تسلیم یا معجزہ یا عصمت پر بحث بھی قائم کردی گئی تو ہم پوچھتے ہیں کہ آیا مسلمان ہونے کے لیے اُسکی تحقیق ضروری ہوگی یا نہیں شق ثانی بداہۃً غیر قابل تسلیم ہی شق اول پر ان مسائل کی تحقیق میں اتنا وقت صرف کرنے سے کیا فائدہ نکلا چونکہ یہ سوالات محض خلاف اصول کیے گئے ہیں لہذا مسلمانوں کے ذمہ اُنکا جواب نہیں ہی اب ان فروگذاشتوں کے اظہار کے بعد ہم خیرخواہانہ عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ کو واقع میں دل سے طلب حق مقصود و منظور ہی تو آپ ظاہر فرمائیے آپکو کسی عالم محمدی کا نام بتلایا جاوے گا آپ بالمشافہ گفتگو کرکے اپنی تسلی کرلیجیے اور اگر ہرجائی خیالی ہی مقصود ہی تو غریب مسلمانوں کو ان عنایتوں سے معاف رکھیے کیونکہ اس صورت میں تقریر و تحریر سب بے سود ہی۔ ۱۸- جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ۔

سوال - شامی صفحہ ۲۸ جلد خامس میں ہی وفی غرر الافکار عن المحیط ما اخذته المغنية ان كانت بعقد الاجارة فحلال عند ابي حنيفة لان اجر المثل في الاجارة الفاسدة طيب وان كان السبب

سوم علاوہ شق القمر کے کوئی معجزہ قرآن شریف سے ظاہر کیجیے۔

الجواب

الحمد للہ المتفضل علی رسولہ بقولہ ولولا فضل اللہ علیک الی قولہ عظیما و قولہ لولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا و قولہ الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا الی قولہ ہم المفلحون و قولہ وانزلنا الیک الکتاب بالحق الی قولہ لقوم یوقنون و قولہ بل ہو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم و قولہ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم۔ اما بعد پرچہ نور علی نور لدھیانہ مطبوعہ یکم اگست مین صفحہ ۱۵ پر کسی پادری صاحب کے تین سوال ایک مسئلہ عصمت کا دوسرا نسخ انجیل کا تیسرا شق القمر کے علاوہ معجزہ کے ثبوت کا جن کا جواب اُنھون نے قرآن مجید سے چاہا ہی نظر سے گذرے۔ چونکہ جواب کے لیے سوال کا معقول و اصول صحیحہ پر منطبق ہونا ضروری ہی اس لیے ہم ان فروگذاشتون کو جو سائل صاحب سے ان سوالات مین واقع ہوئی ہین اظہار کرتے ہین تاکہ آیندہ سے جو سوال کرین اُس ہین ایسے اُمور کا لحاظ رکھین۔

اوّل جاننا چاہیے کہ جب مدعی کا جو دعوی ہو اُس دعوی کو محفوظ رکھکر اُسکی دلیل کا مطالبہ کرنا زیبا ہوتا ہی سائل صاحب نے تینون سوالون مین مسلمانون کے دعوی کو بدل دیا ہی یعنی مسلمانون کا دعوے تینون مسئلون مین یہ ہی کہ قطعی دلیل سے انکا ثبوت ہی اور قطعی دلیل اُن کے یہان قرآن مجید مین منحصر نہین بلکہ قرآن مجید اور خبر متواتر اور اجماع اور دلیل عقلی برہانی یہ سب اُن کے نزدیک قطعی دلائل ہین پھر قطعیت مین بھی اُن کے نزدیک دو مرتبے ہین ایک وہ جس کا انکار کفر ہو گو انکار بتاویل ہو ایک وہ جسکا انکار اگر تاویل سے ہو کفر نہ ہو بدعت سیئہ ہو۔

پس مسلمانون کے دعوے مذکورہ کا حاصل یہ ہوا کہ یہ تینون مسئلے دلائل مذکورہ سے ثابت ہین خواہ کسی دلیل سے ہون اور دونون مرتبہ مذکورہ مین سے کسی مرتبہ مین ہون اب ان سے صرف دلیل قرآنی کا مطالبہ کرنے والے سے دریافت کیا جاتا ہی کہ آیا تمھارے نزدیک ان کا دعوے یہی ہی کہ یہ سب مسائل قرآن سے ثابت ہین یا یہ دعوے ہی کہ کسی دلیل قطعی سے ثابت ہین شق اول پر تو اُن کے دعوے کی تغیر لازم آتی ہی کیونکہ اُن کا یہ دعوے نہین ہی جیسا اوپر مذکور ہوا اور شق ثانی پر خاص قرآن سے جواب

مستفتی کا اس جواب پر شبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تاویل مسئلہ بہت خوب ہی مگر ذرا یہ شبہہ ہی بحر الرائق جلد ہشتم صفحہ ۲۲ مین ہی
وفی المحیط وھو البغی فی الحدیث ھو ان یواجر امتہ علی الزنا وما اخذہ من المہر فہو حرام
عندھما وعند الامام ان اخذہ بغیر عقد بان زنی بامتہ ثم اعطاھا شیئا فہو حرام لانہ
اخذہ بغیر حق وان استاجرھا لیزنی بہا ثم اعطاھا مہرھا او ما شرط لہا لا باس باخذہ
لانہ فی اجارۃ فاسدۃ فیطیب لہ وان کان السبب حراما اھ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خاص زنا کے لیے
اگر اجارہ واقع ہو تو اُس مین اجر طیب ہی یہ بہت صاف ہی۔ جیسا ارشاد ہو۔

الجواب۔ سرسری نظر مین واقعی شبہہ قوی ہی مگر ذرا غور کیا جاوے تو خود تعلیل حکم کی لانہ فی
اجارۃ فاسدۃ اس کی توجیہ تبلا رہی ہی اس لیے کہ یہ دونون مقدمے اجماعاً مسلم ہین کہ (۱) زنا حرام
لعینہ ہی اور (۲) جو معقود علیہ حرام لعینہ ہو وہ اجارہ باطلہ ہی نہ فاسدہ پس جب اجارہ کو فاسدہ کہا ہی اس سے
معلوم ہوا کہ معقود علیہ زنا کو نہین ٹھرایا پس لامحالہ لیزنی بہا کو زنا کے معقود علیہ بنانے پر محمول کرنا
صحیح نہ ہوگا ورنہ کلام کا اوّل و آخر باہم متعارض ہونگے جو ادنے عاقل کے کلام مین بھی محتمل نہین نہ کہ
افاضل واکابر فقہا رکے کلام مین ایسا واقع ہو بلکہ یہ لام غایت وغرض کا ہی اور غرض کا غرض ہونا صحیح
موضعیت پر موقوف نہین ہوتا بلکہ تعلق قصد کافی ہی مثلاً اسلمت لادخل الجنۃ کی صحت مین یہ ضرور نہین
کہ اسلام کے وقت اس کا اشتراط بھی زبان سے کرے بلکہ محض قصد مراد ہی پس معنی اس کلام کے
یہ ہون گے کہ استیجار ہوا ہی مطلقاً جیسے اجیر خاص ہوتا ہی کہ تسلیم نفس معقود علیہ ہوتا ہی حتّی کہ اگر آقا کوئی
کام نہ لے مگر اجیر کی جانب سے تسلیم نفس پایا جاوے تو اجرت واجب ہو جاتی ہی پس اسی طرح کسی نے
امت کو مثلاً اجیر خاص کے طور پر نوکر رکھا اور غرض ومقصود دل مین یہ رکھا کہ اس سے بدکاری
کرینگے تو چونکہ معقود علیہ تسلیم نفس ہی لہذا اجارہ باطل نہ ہوگا اور چونکہ قرائن مقامیہ یا مقالیہ سے
اس اجارہ مین یہ شرط بھی معلوم ہی اور المعروف کالمشروط قاعدہ متقررہ ہی پس جیسا صراحۃً معقود
علیہ تسلیم نفس ہوا اور اُس مین ایسی شرط ہو تو بوجہ مشروع باصلہ وغیر مشروع بوصفہ ہونے کے اجارہ
فاسدہ ہوتا ہی اسی طرح یہان بھی ہوگا بلکہ اگر ہم اس غرض کو مصرح قولاً بھی مان لین تب بھی یہ توجیہ کرکے

حراماً وحراماً عندهما فان كان بغير عقد فحرام اتفاقا لانها اخذته بغير حق اهـ تعجب ہی زانیہ جو روپیہ بعقد اجارہ کسب کرے وہ طیّب ہو حالانکہ صریح لفظ حدیث مہر البغی حرام کہہ رہا ہی اس سے بڑھکر اور یہ بات ہی کہ درمختار صفحہ ۴۳ وغیرہ دیگر متون وشروح مین ہی لا تصح الاجارۃ بعسب التيس ولا لاجل المعاصي مثل الغناء والنوح والملاهي الخ علامہ شامی اُسی کے قریب نقل کرتے ہین وفی المنتقى امرأة نائحة او صاحبة طبل او زمر اكتسبت مالا ردته على اربابه ان علموا والا يتصدق به وان من غير شرط فهو لها قال الامام الاستاذ لا يطيب والمعروف كالمشروط اهـ قلت وهذا مما يتعين الاخذ به في زماننا لعلمهم انهم لا يذهبون الا باجر البتة اهـ - زنارہ وغیرہ کا مال توطیّب نہ ہوا اور زنا کا کسب طیب ہو اس مین کیا توجیہ ہو سکتی ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی اور روایت مذکورہ کو دیکھکر بڑی حیرت ہی ادھر تو اتنی سختی اور اُدھر اتنی مساہلت کہ حلال طیب در مخالفت حدیث فرید براٰن حضور اس مسئلہ کے متعلق شافی جواب در قول فیصل تحریر فرمادین کہ تسکین ہو۔

الجواب — علت ما اخذته الزانية کی علت فساد اجارہ کو ٹھرایا ہی اور ظاہر ہی کہ فاسد کہتے ہین مشروع باصلہ وغیر مشروع بوصفہ کو اور یہ بھی ظاہر ہی کہ زنا فعل محرم ہی اُس کا اجارہ بوجہ حرمت معقود علیہ کے مشروع باصلہ نہین ہو سکتا پس یہ یقینی دلیل ہی اسپر کہ مراد اس سے وہ صورت ہی کہ اجارہ ہوا ہی فعل مباح پر مثل خبز و طبخ وغیرہما اور اُس مین یہ شرط ٹھرائی کہ تجھسے زنا بھی کیا کرینگے چونکہ یہ مشروع باصلہ وغیر مشروع بوصفہ یعنے بشرطہ ہی یہ اجارہ فاسدہ ہوگا اس صورت مین جو اجرت ملے گی وہ حلال ہی صاحبین یا تو خبث طریق کو خبث مال مین موثر سمجھتے ہونگے یا اُنھون نے شرط کو شطر قرار دیا ہی اور امام صاحب نے تصحیح عقد کے واسطے اُس کو شرط کہا ہی کہ عاقل بالغ کے تصرف کو مہما امکن صحیح کرنا اولی ہی اس وجہ سے اختلاف ہوگیا اور بغیر عقد یا مین وہی عقد مباح مراد ہی یعنے اگر عقد مباح ہوا ہی نہین صرف زنا ہی ہوتا رہا تو جو ماخوذ ہوگا وہ ماخوذ بالزنا ہوگا اس سبب وہ حرام ہی اگرچہ زنا کو معقود علیہ بھی نہ ٹھرایا ہو لان المعروف كالمشروط اور حاشا وکلا کہ خود زنا کو معقود علیہ بنا کر کوئی مسلمان اُس کو اجارہ فاسدہ اور اُس کی آمدنی کو طیّب کہے یقیناً وہ اجارہ باطلہ اور آمدنی اُس کی حرام وخبیث ہی اور امام صاحب رح کی تو بڑی شان ہی۔ فقط واللہ تعالے اعلم۔

۲۴ - جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ۔

وکذا من اعطتہ للمقدمۃ المخاسۃ فالحکم بکونہ حلالاً لیس من حیث کونہ اجرۃ بل من حیث کونہ عقرا یجب ادائہ
علی العاقد والعقر وان فسر علی البعض الاقوال بمہر المثل لکن مہر المثل فی العاقد الفاسد علی ما فی الہدایۃ لا یزاد علی
المسمی عندنا خلافاً لزفرؒ فلہذا لم یجب فی الاستیجار الا ما سماہ ومن ثم عبروا عنہ بقولہم ما اخذتہ والمراد ما شرط
لہا ولم یسموہ اجرۃ ہذا اذا عقد الاجارۃ اما اذا لم یستاجر یجب فیہ الحد فلا یجب العقر فلا یکون الماخوذ حلالاً لکون الحل
مبنیا علی العقریۃ فلما انتفی المبنی انتفی المبنی فبقی بحالہ حکما عن الزنا والحدیث المبین بکونہ خبیثا فلما ثبت کونہ
مبنیا ایضا علی حدیث الامر بدرء الحدود بالشبہات وجب الجمع بین الحدیثین بحمل حرمۃ مہر البغی علی ما اذا لم یوجد
العقد والا یعد مثل ہذا التخصیص فی الاضطرار الی الجمع بین الاحادیث کما لا یخفی علی ذوی العلم ولما لم یعتبروا لصاحبا
شبہۃ او جبا فیہ الحد فلم یوجبا العقر فیکون الحکم فی العقد وعدمہ عندہما سواء کما اعتبر الامام ؒ نکاح المحارم شبہۃ
فی سقوط الحد ولم یعتبراہ ویوید ہذا کلہ ما فی الفتح ومن شبہۃ العقد ما اذا استاجرہا لیزنی بہا ففعل لا حد علیہ
ویعزر وقالا ابو یوسف والشافعی ومالک واحمد لان عقد الاجارۃ لا یستباح بہ البضع فصار کما لو استاجرہا للطبخ
ونحوہ من الاعمال ثم زنی بہا فانہ یحد اتفاقا ولہ ان المستوفی بالزنا المنفعۃ وہی المعقود علیہ فی الاجارۃ لکنہ
فی حکم العین فبالنظر الی الحقیقۃ یکون محلا لعقد الاجارۃ فاورث شبہۃ بخلاف الاستیجار للطبخ ونحوہ لان
العقد لم یضف الی المستوفی بالوطی والعقد المضاف الی محل یورث الشبہۃ فیہ لا فی محل آخر وفی الکافی لو قال
امہرتک کذا لازنی بک لم یجب الحد وہکذا لو قال استاجرتک او خذی ہذہ الدراہم لاطأک والحق فی ہذا کلہ وجوب
الحد والمذکور معنی یعارضہ کتاب اللہ الزانیۃ والزانی فاجلدوا والمعنی الذی یفید ان فعل الزنا مع قولہ ازنی بک لا
یحد معہ للفظ المعارض لہ اھ وقد بان لک بقول الفتح والحق الخ ان القول بعدم وجوب الحد مرجوح فکذا القول بکون المال
حلالا الذی کان بناءً علیہ وبالجملۃ لا یصح الاخذ بکون المال حلالا لکن لا مساغ للطعن علی الامام ؒ لانہ قال ما قال
بالحدیث لا بالرای وقد تایدما قال بحدیث الترمذی المذکور فیما قبل حیث حکم بالبطلان واوجب المہر وہو مسقط
للحد بالاتفاق ہذا واللہ اعلم بالصواب فی کل باب غرۂ جمادی الاخری ۱۳۲۱ھ۔

رسالہ موخرۃ الظنون عن مقدمۃ ابن خلدون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمداً وسلاماً دائمین ــ اما بعد ابن خلدون مورخ نے اپنے مقدمہ میں احادیث واردہ فی شان المہدی میں بعض

واقع اشکال ہو یعنے معقود علیہ مطلق تسلیم نفس کو کہا جاوے اور اس میں اس غرض کی بھی تصریح کر دی جب بھی حسب تقریر مذکور یہ اجارہ فاسدہ ہوگا ہاں اگر خاص معقود علیہ اسی فعل خبیث کو بنا دے تو مال کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں - رہا یہ کہ بغیر عقد کے کیوں حرام ہے تو وجہ اس کی یہ ہے کہ المعروف کالمشروط جب اس نے کچھ عقد نہیں کیا اور پھر دیا تو دلالت حال سے ظاہر ہے کہ اسی کے مقابلہ میں ہے جیسا کہ عقد مباح کے کہ تخصیص علی المباح پر دلالت اعطاء علی الحرام کو ترجیح نہیں ہو سکتی لان الدلالۃ لا یعارض الصریح - اور اگر یہ توجیہ خلاف ظاہر معلوم ہو تب بھی بوجہ حدیث و قواعد مسلمہ فقہیہ اس کا ارتکاب لازم ہے - ورنہ ہم کو ایک عبارت کا بمقابلہ حدیث و قواعد صحیحہ فقہیہ رد کر دینا سہل ہوگا - والسلام - یکم جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۳ھ -

(۲ السر المکنون)

وفی المقام سر وتحقیق عمیق ہو مبنی لقول الامام رح نسمح بذکرہ للخواص ولا ناذن لہم باذاعتہ للعوام ومن کان مثلہم وانہ یقتضی سبق مقدمات الاولی فی الفتح وذکرہ فی الخلافیات للبیہقی عن علیؓ وہو فی مسند ابی حنیفۃ رح عن مقسم عن ابن عباس رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادرءوا الحدود بالشبہات وفیہ ایضا فی اجماع فقہاء الامصار علی ان الحدود تدرء بالشبہات کفایۃ الثانیۃ ان الشبہۃ کما فی الہدایۃ حقیقتہا ما یشبہ الثابت لا نفس الثابت الثالثۃ ان الاجارۃ کما قال الفقہاء عقد ترد علی ملک المنافع الرابعۃ فی سنن الترمذی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن ولیہا فنکاحہا باطل فان دخل بہا فلہا المہر بما استحل من فرجہا دل الحدیث علی ان وجوب المہر لا ینافی بطلان العقد اذا وجد شبہۃ ومن ثم قال علماؤنا ان الوطی فی دار الاسلام لا یخلو عن حد او مہر الخامسۃ ان ما وجب اعطاؤہ لاحد لا یکون حراما علیہ والا لزم کون اعطاء الحرام واجبا وہو باطل کیف واعطاء الحرام لیس بجائز فضلا عن ان یکون واجبا اذا تمہدت تلک المقدمات فاعلم ان من استاجر امرأۃ لیزنی بہا وجد ہہنا صورۃ الاجارۃ وان لم توجد حقیقتہا لکون المعقود علیہ حراما لعینہ کما فی نکاح المحارم وجد صورۃ النکاح وان لم توجد حقیقتہا فتحقق شبہۃ الاجارۃ وترتب علیہا شبہۃ ملک المنافع بالمقدمۃ الثانیۃ والثالثۃ فاندرء الحد بالمقدمۃ الاولی فوجب العقر بالمقدمۃ الرابعۃ ولا یکون فی العقر خبث للمرأۃ

جیسا عنقریب مذکور ہوتا ہی تو وہ اس کا عین ہو جاویگی پس صحیحین بھی اُس سے خالی نہ رہین گی دوسرے
حسب تصریح محدثین و اصولیین اجماع کے لیے سب کا قول جدا جدا نقل ہونا ضروری نہین بلکہ کسی قول
کا شائع ہو جانا اور پھر کسی سے انکار منقول نہونا کافی ہی سو جب تک شیخین سے انکار اس خبر کا منقول نہو
اجماع مین کوئی خلل نہین علاوہ اس کے یہ خبر شیخین کے قبل سلف مین شائع تھی اور کسی نے انکار نہ کیا
پھر اجماع منعقد ہو گیا اور خلاف متاخر رافع اجماع متقدم کا نہین ہوتا چنانچہ اس مسئلہ ظہور مہدی کا عندالجمہور
اجماعی ہونا خود مورخ کے قلم سے بھی نکل گیا چنانچہ صفحہ ۲۵۱ سطر اول مین کہتے ہین اعلم ان المشہور بین الکافۃ مِن
اہل الاسلام علی ممر الاعصار انہ لا بد الخ۔

امر دوم۔ ہر چند کہ محدثین نے تعیین حدیث متواتر مین کلام کیا ہی مگر محققین نے تصریح کر دی ہی
کہ اگر کتب احادیث کو تتبع کیا جاوے اور احادیث کے طرق و اسانید مختلفہ متعددہ کو دیکھا جاوے تو بہت
احادیث مصداق متواتر کا نظر آوینگے چنانچہ ظاہر ہی خبر مہدی کے طرق مختلفہ کو اگر دیکھا جاوے تو
اُس کی کثرت حد مذکور تک لاریب مثل احادیث کثیرہ کے پہونچ گئی ہی جیسا امر اوّل مین اشارہ کیا
گیا ہی کہ مخرجین و مخرج عنہم کس کثرت سے ہین اور ہر ایک کے طرق جداگانہ اس بناء پر خبر مہدی کے
تواتر کا حکم کر سکتے ہین و مسلم ہی کہ متواتر مین رواۃ کا ثقہ و عادل ہونا شرط نہین پس جب محل مین جرح قوی
بھی مضر نہو تو جروح ضعیفہ مختلف فیہا تو کیا ضرر دینگے۔

امر سوم۔ جس قدر رواۃ پر جرح کیا ہی دوسرے ائمہ سے خود مورخ نے اُن کی توثیق
بھی اکثر جگہ نقل کی ہی پس اُن کا جرح اختلافی ٹھہرا اسی لیے مورخ نے نقل جروح سے پہلے قاعدہ
الجرح مقدم علی التعدیل ممہد کیا ہی سو اوّل یہ قاعدہ خود ظنی ہی پھر اس مین کلام طویل ہی تیسرے
عدالت کا مسلم مین اصل ہونا اور وقت اختلاف کے الیقین لا یزول بالشک کے اقتضا سے تعدیل
کے تقدیم کی گنجائش ہی اور اکثر وہ جروح مختلف فیہا ہین جیسا خود مورخ کی تصریح سے ثابت ہی چوتھے
یہ جرح اُس وقت مضر ہو سکتا ہی جب اُس کا انجبار نہ ہوا ہو اور جبکہ تواتر یا اجماع سے انجبار ہو گیا ہی
پھر اُس سے کیا ضرر۔

امر چہارم۔ حسب تصریح محدثین ضعف حدیث کا کثرت طرق سے منجبر ہو جاتا ہی پس جب
ضعف متفق علیہ کا اُس سے انجبار ہو جاتا ہی تو ضعف مختلف فیہ کا انجبار کیون نہ ہو جاویگا بالخصوص ایسی

منکرین ظہور امام کا کلام نقل کیا ہی اور خود مورخ کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے عیانہ
وہ کلام نقل کیا ہی صرف ناقلانہ طور پر نہین لکھا ہر چند کہ مورخ مذکور ایسے اُمور مین قابل استنادہ نہین مگر بادی النظر
مین کلام مذکور دیکھکر احتمال تھا کہ کوئی خوش عقیدہ متزلزل ہوجاوے اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ اُسکے متعلق
بعض ضروری اُمور قلمبند کر دیے جاوین کہ شبہات ناشیہ کا مختصر و مجمل جواب ہوجاوے۔

سوال ۲ - مورخ نے بعض رواۃ حدیث مہدی مین کچھ جرح نکال کر ایک شبہہ پیدا کیا ہی کہ اگر کوئی
شخص کہے کہ ایسے شبہات تو رجال صحیحین مین بھی پیدا ہوئے ہین پھر اُس کا جواب دیا ہی کہ گو اُن مین بھی
شبہات ہین مگر اُن کا اس سیلیے اعتبار نہین کہ صحیحین کی تلقی بالقبول پر اجماع منعقد ہوچکا ہی اس لیے وہ
شبہات مضر نہین مین کہتا ہون کہ اس سے ایک قاعدہ کلیہ مسلمہ عند المورخ نکل آیا کہ اجماعیات مین رواۃ
کا مجروح ہونا مضر نہین اب کہتا ہون کہ جس طرح صحیحین کا متلقی بالقبول ہونا اجماعی ہی اسی طرح خبر ظہور مہدی
کی اجماعی ہی اور جس طرح بعض منکرین تلقی صحیحین کا قول قادح اجماع نہین سمجھا گیا اسی طرح منکرین خبر
مہدی کا قول قادح اجماع نہین ہوگا کیونکہ مراد اجماع سے اجماع جمہور کا ہی اور غیر جمہور کا قول بمقابلہ
جمہور کے قابل اعتبار نہین سمجھا گیا سو یہ اجماع دونون جگہ برابر ہی چنانچہ آج تک علماء معتبرین و ائمہ محدثین
مستندین مین سے کسی نے اس اجماع کی مخالفت نہین کی بلکہ حسب تصریح مورخ مذکور ترمذی و ابو داؤد و
بزار و ابن ماجہ و حاکم و طبرانی و ابو یعلی الموصلی نے ایک جماعت کثیر صحابہ سے مثل حضرت علیؓ و ابن
عباس و ابن عمر و طلحہ و ابن مسعود و ابی ہریرہ و انس و ابی سعید الخدری و ام حبیبہ و ام سلمہ و ثوبان و غیرہم
رضی اللہ عنہم سے باسانید و طرق مختلفہ اُسکو نقل کیا۔ پس جس طرح بناءً علی الاجماعیہ بعض رجال صحیحین کا مجروح
ہونا مضر نہین اسی بنا پر بعض رواۃ خبر مہدی کا مجروح ہونا مضر نہین بلکہ یہ اجماع خبر اجماع تلقی سے بھی
زائد اولی بالقبول ہی کیونکہ یہ مستند الی النص ہی اور وہ محض مستند الی الرائے کہ مصنف صحیحین کو اپنی رائے
سے معتمد و حجت سمجھا بلکہ محل متکلم فیہ مین اگر مستند اجماع کا بھی نہ معلوم ہوتا تو چونکہ یہ امر مدرک بالرائے نہ تھا
لہٰذا مستند الی النص ہی سمجھا جاتا اور اب تو مستند اُس کا متعین بھی ہی اور نیز جب قول محققین پر سند
اجماع کا معلوم ہونا بھی ضروری نہین تو معلوم ہوجانا و لو بطریق ضعیف زاید موکد و متقوی اجماع کا ہوگا
اور صحیحین مین اس خبر کا مذکور نہ ہونا اس اجماع مین قادح نہین دو وجہ سے ایک تو یہی غیر مسلم ہی کہ
صحیحین مین یہ خبر مذکور نہین بلکہ مسلم مین یہ خبر موجود ہی گو مبہم سہی مگر جب مبہم کو مفسر پر محمول کرینگے

حدیث نہین سمجھتے اور راز اس مین یہ ہی کہ بڑا مدار اس باب مین صدق وحفظ پر ہی اکثر منقدین ائمہ ان دونون امر سے اطمینان کرکے حدیث نقل کرتے تھے اس یے عمار کا راوی مسلم ہونا صحت حدیث کے لیے کافی ہی اور بعض مین تصریح اسم مہدی کی نہین جیسے صفحہ ۴ ۵ سطر ۱۳ مین حاکم کی روایت طریق عوف سے نقل کرکے حاکم کا قول نقل کیا ہی ہذا صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ اور صفحہ مذکورہ سطر ۲۷ مین طبرانی کی روایت نقل کی ہی اور اس مین کوئی جرح نہین نکالا اور اگر طبرانی کے اس قول سے شبہہ ہو رواہ جماعۃ عن ابی الصدیق ولم یدخل احد منھم بینہ وبین ابی سعید احدا الا ابا الواصل فانہ رواہ عن الحسن بن یزید عن ابی سعید سو یہ مضر نہین کیونکہ حسب تصریح ائمہ محدثین زیادہ ثقہ کی مقبول ہی اور یہان زیادت ہی معارضہ نہین کیونکہ ابو الصدیق عن ابی سعید دوسرے طرق مین معنعن ہی اس لیے دوسرے اس زیادت کی نفی نہین کرتے کہ معارضہ ہو پس جب زیادۃ محضہ ہی اور راوی ثقہ ہی پھر کیا ضرر اور اگر اس سے شبہہ ہو کہ مورخ نے ذہبی سے حسن کا مجہول ہونا نقل کیا ہی سو یہ جرح مبہم ہی اسپر تعدیل مقدم ہی اور وہ تعدیل اس جرح کے متصل ہی مورخ کے کلام مین موجود ہی لکن ذکرہ ابن حبان فی الثقات جسطرح حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث تمر بالرطب مین ارشاد فرمایا تھا کہ زید بن عیاش مجہول ہی تو تمام محدثین نے جواب مین کہا ہی کہ زید بن عیاش ثقۃ او لثۃ افان لم یعرفہ ابو حنیفۃ فقد عرفہ غیرہ اور اگر اس سے شبہہ ہو کہ ابو الواصل کی نسبت مورخ نے کہا ہی لم یخرج لہ احد من الستۃ تو اسکا جواب پہلے گذر چکا ہی اور آگے خود مورخ کا قول موجود ہی یا ذکرہ ابن حبان فی الثقات فی الطبقۃ الثانیۃ وقال فیہ یروی عن انس روی عنہ شعبۃ وعتاب بن بشیر پس شعبہ جو امیر المومنین فی الحدیث ہین اُن کی روایت کرنے کے بعد ستۃ کا روایت نہ کرنا تو قابل ذکر بھی نہین۔ اور صفحہ ۴ ۵ سطر ۱۰ مین صحیح مسلم سے دو حدیثین نقل کی ہین اور ایک حدیث مسلم مین ہی جسکو مورخ نے نقل نہین کیا فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا الحدیث پس یہ سب احادیث مورخ کے نزدیک بھی صحیح ہین یہی وجہ ہی کہ تمام احادیث اور ہر ایک پر کلام کرکے آخر مین مورخ کو خود بعض احادیث کا استثنا کرنا پڑا حیث قال وھی کما رأیت لم یخلص منہا من النقد الا القلیل والاقل منہ مین کہتا ہون کہ اول تو ان احادیث صحیحہ کا قلیل کہنا مسلم نہین چنانچہ مورخ کے زعم پر جو حدیثین صحیح نقل کی گئی ہین وہ پانچ چھ ہین سو اس عدد کو قلیل کہنا تحکم ہی چنانچہ ممارسہ حدیث پر مخفی نہین پھر اگر اسکو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو جب خبر واحد شریعت مین حجت ہی پھر قلیل ہونا کیا مضر ہی بالخصوص ایسے امور مین کہ جسکا انکار کفر نہ ہو محض بدعت ہی

کثرت کہ اسکو حد تواتر تک سمجھ سکتے ہین جیسا اوپر مذکور ہوا۔

امر پنجم — حسب تصریح اہل علم مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا حکم بتصحیح الحدیث ہی اور ضعف متاخر احتجاج متقدم کو مضر نہین پس جبکہ ان رواۃ مجروحین سے پہلے سلف اس پیشین گوئی کے معتقد ہی تو انھون نے حدیث الباب کی صحت کا حکم کر دیا اور یہ ضعف جو کہ سند مین عارض ہو گیا تو یہ ظاہر ہی کہ ان کے احتجاج مین ضعف لاحق مضر ہو نہین سکتا ہان متاخرین کے لیے سو سلف کا اس حدیث کو بنا بر قاعدہ مذکورہ صحیح کہدینا اور اس تصحیح کی ان کی طرف نسبت متواتر ہونا مثل تعلیق بخاری کے متحقق ہو گیا کہ بخاری ایک حدیث کو بلا سند نقل کرتے ہین مگر چونکہ انھون نے التزام صحت کا کیا ہی لہذا انکی سند نہین ڈھونڈتے ان کی اس تصحیح ضمنی پر اکتفا کرتے ہین البتہ اس تعلیق کا مسند الی البخاری ہونا ضرور دیکھتے ہین سو ہم نے ثابت کر دیا کہ یہ تصحیح ضمنی سلف کی طرف منسوب ہی پس متاخرین کے احتجاج مین بھی قدح نرہا۔

امر ششم — بعض احادیث مین خود مورخ بھی کلام نہین کر سکے ان مین سے بعض مین تو امام مہدی کی تصریح ہی چنانچہ صفحہ ۴۵ سطر ۱۲ مین حاکم کی روایت بطریق سلیمان بن عبید نقل کی ہی اور حاکم کا قول نقل کیا ہی هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه اور یہ جو اس کے بعد کہدیا ہی سلیمان بن عبيد لم يخرج له احد من الستة سو یہ اس لیے مضر نہین کہ راوی کے مجروح ہونے کی علت کسی نے اجتک یہ نہین بیان کی چنانچہ خود مورخ کو اسپر اعتماد نہوا اور استدراک کے طور پر اس کے متصل ہی یہ کہنا پڑا لكن ذكره ابن حبان في الثقات ولم يروان احدا تكلم فيه اور چنانچہ صفحہ ۵۵ سطر ۴ مین حاکم سے روایت کی ہی اور حاکم کا قول نقل کیا ہی صحيح على شرط الشيخين پھر بدلیل یہ ثابت کر کے کہ شرط بخاری پر نہین ہی یہ مان لیا ہی کہ شرط مسلم پر ہی کیونکہ اس مین بعض راوی ایسے ہین کہ بخاری نے ان سے روایت نہین کی مسلم نے کی ہی رہا اس کے بعد عمار ذہبی مین تشیع کا شبہہ نکالنا یہ اس لیے مضر نہین کہ جب یہ امر مان لیا کہ یہ مسلم کا راوی ہی اور یہ بھی مسلم ہی کہ امام مسلم کے روایات صحیح ہین تو یہ ظاہر ہی کہ امام مسلم کا امام مسلم ہونا تو بنا ر صحت روایات کا ہو نہین سکتا بلکہ صرف امام مسلم کی روایات اسی بنا پر صحیح مانی جاتی ہین کہ متقدا علیٰ درجہ کے ہین مجروحین سے روایت نہین کرتے پس جب انھون نے عمار ذہبی سے روایات کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس کے جرح کو قادح صحت

نہین بلکہ صرف یہ تبلایا ہی کہ محدثین کا یہ مسلک ہی اور مورخ کے کلام سے جو اس قاعدہ کی تائید ہوتی ہی وہ
ابھی مذکور ہو چکی پس حتماً یہ مبہمات ومفسرات ایک دوسرے کا عین ہین اس لیے تصریح نہ ہونا قادح ومضر نہوا
اور خواہ مخواہ کے احتمالات نکالنا قابل التفات نہین کیونکہ یہ احتمالات غیر ناشی عن دلیل ہین بلکہ بعد قامت
الدلیل علی خلافہا ہین اس لیے محض ساقط ہین دوسرے اگر ان احادیث غیر مصرحہ سے قطع نظر بھی کیا جاوے
تب بھی احادیث مصرحہ ہی کافی ہین کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہی کہ ان امور مین خبر واحد حجت ہی لاسیما اذا
تایدہ بشیء اخر اخری قوی بہ مما نقلنا ہ علیلث مراشا - اس قاعدہ مذکورہ کی مثال ہمارے کلام مین
بھی موجود ہی مثلاً کوئی شخص کہے کہ آج ہمارے پاس ایک شخص ایسے ایسے اوصاف کا آیا تھا پھر کہے کہ آج ہمارے
پاس زید آیا تھا جسمین فلان فلان اوصاف ہین اور وہی اوصاف مذکورہ بیان کرے ہر عامی یہی سمجھ جاویگا کہ
وہ مبہم شخص زید ہی ہی –

امر ہفتم – بعض منکرین مہدی نے روایت لا مہدی الا عیسی بن مریم سے استدلال کیا ہی
مگر یہ استدلال تام نہین اول باعتراف مورخ حدیث مذکور ضعیف ومضطرب ہی جیسا صفحہ ۱۵۱ سطر ۲۰
مین تصریح ہی – ثانیاً محتمل التاویل ہی بلکہ بعد صحت اخبار مہدی کے یقیناً ماول ہی کیونکہ مہدی کے جو
اوصاف احادیث مین آئے ہین بالیقین اُن سے تغایر مہدی وعیسے علیہ السلام کا ثابت ہی پس جب حقیقت
پر حمل متعذر ہی تو مجاز پر محمول ہوگا آگے تعیین تاویل مین کلام باقی رہا سو بعض نے تو مہدی کو معنی منسوب
اے المہد پر محمول کیا ہی جیساکہ مورخ نے نقل کیا ہی گو اُس کو مخدوش کر دیا ہی حدیث جریج سے مگر اس
حصر کو بہ اعتبار انبیاء علیہم السلام کے کہا جاوے تو مورخ کا خدشہ مدفوع ہی بعض نے مہدی لغوی مراد
لیا ہی اور بقاعدہ المطلق اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل مہدی کامل کا مصداق صرف نبی ہو سکتا ہی مطلب
یہ ہوگا کہ بعد میرے مہدی کامل صرف عیسٰے علیہ السلام ہون گے توضیح اس کی یہ ہی کہ حضور صلے اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے لا نبی بعدی فرماکر خبر دے دی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا - اس عموم سے متبادر
ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آوے گا نہ مستقل ہو کر نہ تابع ہو کر آپ اس کی نفی فرماتے ہین کہ میرے
تابع ہو کر عیسے علیہ السلام تشریف لاوین گے چونکہ مستقل نبی مین ہادی ہونے کی شان غالب ہی اور
تابع مین مہدی ہونے کے حتی کہ اُس کا ہادی ہونا خود ناشی ہوگا مہدی ہونے سے اس لیے بعنوان مہدی
تعبیر فرمایا گویا معنی یہ ہوے کہ البتہ تابع ہو کر صرف عیسیٰ علیہ السلام تشریف لاوین گے - تیسری توجیہ جو

سو خبر مہدی من قبیل ان ہی امور کے ہی اور جب وہ قلیل امور کثیرہ سے مؤید ہو جاوے تو ضرور حکم کثیر مین ہو جاوے گا چنانچہ مؤیدات کثیرہ کا ذکر ہو چکا ہی اور اگر یہ شبہہ ہو کہ بعض ان احادیث کی نسبت مورخ نے کہدیا ہی لم یقع فیها ذکر المہدی ولا دلیل یقوم علی انہ المراد منها تو جواب اس کا یہ ہی کہ اوّل تو تصریح اسم مہدی کی نہ ہونا مضر نہین کیونکہ اس کا مضر ہونا بقول مورخ اسپر مبنی ہی کہ لا دلیل یقوم الخ سو اگر کوئی دلیل اسپر قایم ہو جاوے تو انہدام بنا سے مبنی بھی منہدم ہو جاوے گا سو بندہ کہتا ہی کہ محدثین قریب قریب اسپر اجماع کیے ہوئے ہین کہ اگر ایک امر متن مین یا سند مین مبہم ہو اور دوسری حدیث مین مفسر اور قرائن قویہ سے دونون حدیثون کا متحد ہونا معلوم ہوتا ہو تو اُس مبہم کو مفسر پر محمول کرین گے اور قطع نظر محدثین کے خود مورخ نے اس قاعدہ کو مان لیا ہی چنانچہ صفحہ ۴۲۵ سطر ۱۸ مین ابوداؤد کی روایت مین یہ سند ہی من روایۃ صالح ابی الخلیل عن صاحب لہ عن ام سلمۃ الخ سو اس مین صاحب مبہم تھا آگے چھ سطر بعد دوسری روایت مین یہ سند ہی من روایۃ ابی الخلیل عن عبد اللہ بن الحارث عن ام سلمۃ اس مقام پر مورخ کہتے ہین فتبین بذلک المبہم فی الاسناد اور یہ حدیث ذکر مہدی مین ہی جس کی نسبت یہ بھی کہتے ہین رجالہ رجال الصحیحین لا مطعن فیهم ولا مغمز گو آگے دو شبہہ نکالدیے ایک قتادہ کا مدلس ہونا جس کو قد یقال صیغہ تمریض سے بیان کیا ہی جس سے خود مورخ کے نزدیک اُس کا غیر مرضی ہونا مترشح ہوتا ہی دوسرا شبہہ تصریح اسم مہدی کا نہ ہونا جس کا جواب اس وقت ہو رہا ہی غرض یہ جملہ معترضہ ہی ہماری غرض اس سے متعلق نہین ہم اس فتبین سے معلوم ہوا کہ بوقت قیام قرائن کے اس مبہم کو مفسر پر محمول کرین گے ورنہ یہان بھی کوئی شخص کہسکتا ہی ما لبس فی الاسناد الاول تصریح باسم الصاحب فلیف حکمت بانہ تبینا غرض محدثین اور خود مورخ کے تسلیم و اعتراف سے یہ قاعدہ ثابت ہو گیا اب احادیث مصرحہ باسم المہدی و غیر مصرحہ کے اسانید و الفاظ کو ملا کر تتبع کرنے سے ہر عاقل اُن کے اتحاد اسانید و تقارب الفاظ پر نظر کر کے بلا تکلف دونون قسم کے روایات کو بزبان حال یہ کہتے دیکھے گا ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگرے

چنانچہ تمام محدثین کا ان احادیث مبہمہ کو باب ذکر المہدی مین لانا دلیل قطعی ہی اس حمل کی چنانچہ مورخ بھی صفحہ ۴۲۷ سطر ۹ مین کسی محدث کا قول جو اسی پر مبنی ہی نقل کرتے ہین وقد یقال ان حدیث الترمذی وقع تفسیرا لما رواہ مسلم فی صحیحہ الخ اور یہ تمریض ہمکو مضر نہین کیونکہ اس سے مورخ کی رائے کا استنباط کرنا مقصود

جو کشف ہی وہ موافق احادیث کے ہی تو کیون نہ مقبول ہوگا رہا کسی خاص جزئی کا جس سے حدیث مین
تعرض نہ کیا گیا ہو مگر کاشفہ مین زائد مذکور ہونا اس کو کوئی عاقل مخالفت نہین کہسکتا ورنہ اس امر زائد کا غلط
ہوجانا اصل کشف مین قادح ہوسکتا ہی۔ جیسا مورخ نے ابن العربی کا قول ظہور یکون من بعد مضی
خ ف ج من الھجرۃ نقل کرکے خود اُس کی تفسیر کی ہی فانہ سحر وف ثلثۃ یرید اعدادھا بحساب الجمل
وھی الخاء المعجمۃ بواحدۃ من فوق ستمائۃ والفاء اخت القاف ثمانین والجیم المعجمۃ بواحدۃ
من اسفل ثلثۃ وذلک ستمائۃ وثلاث وثمانون سنۃ اور تفسیر کرکے اعتراض کر دیا ہی انتہی ہ
ہذا العصر ولم یظہر سو ایک جواب تو اس کا ہماری تقریر بالا سے معلوم ہوگیا کہ کسی امر خارجی کے غلط ہونے
سے اصل مقصود مین قدح نہین لازم آتا دوسرے یہ اعتراض مبنی ہی تفسیر مذکور پر سو وہ مسلم نہین کیونکہ
یہ قیاس ہی مورخ کا ممکن ہی کہ شیخ کی کوئی خاص اصطلاح ہو اور غالب بلکہ قریب یقین یہی ہے چنانچہ راقم
نے ایک رسالہ کتیبہ مسمی بہ شجرہ نعمانیہ مکہ معظمہ مین دیکھا ہی اُس مین بہت پیشین گوئیان ہین جن مین بعض
واقع بھی ہوچکے ہین سو اُس مین واقعات واقعہ کو جو جو شراح نے حل کیا ہی وہ حساب ابجد پر مبنی نہین
کوئی اور اصطلاح ہی جس کا راقم کو باوجود نہایت خوض و تدبر کے پتہ نہین لگا اور اُس مین ایک عجیب
امر اور ہی کہ اُس اصطلاح مین بھی کوئی قاعدہ منضبط نہین ہر مقام پر جدا اصطلاح ہی کیونکہ مقصود اُن کو
اخفا ہی اسی لیئے اُنھون نے مختلف رموز پر مبنی کیا ہی اور اسپر بھی اندیشہ ہوا کہ شاید کوئی سمجھ جاوے
تو اُس مین ایمان مغلظہ نافذ فرما دی ہین کہ اگر کوئی سمجھ جاوے تو ہرگز اُس کا اظہار نہ کرے پھر لطف یہ کہ جن
شراح نے بعض واقعات کو حل کیا ہی اُنھون نے بھی رموز مین لکھا ہی اور وہی وہم اُن کو ہوا اور اُسکا
علاج اُنھین قسمون سے اُنھون نے کیا تو ایسی حالت مین کیونکر احتمال ہوسکتا ہی کہ شیخ نے ابجد کے حساب
پر مبنی کیا ہوگا کیونکہ یہ حساب تو ایسا مبتذل ہی کہ بچے بھی جانتے ہین پھر اخفا کس طرح ممکن ہوتا اور یہ قسمین
سب بیکار ہوتین کیونکہ خواص کو منع کرنا جب مفید ہی کہ عوام نہ سمجھین اور اس حساب کو عوام بھی سمجھ
سکتے ہین پھر یہ تمام مساعی بیکار رہتین غرض تغلیظ ایمان دلالت کر رہی ہی کہ مقصود شیخ کا نہایت اہتمام
کرنا ہی اخفا مین۔ پھر ایسے حروف مین لکھنا خود اُن کے مقصود کے مناقض ہوگا جیسا خود مورخ نے
علامات سے خزانہ تلاش کرنے والون پر اسی تقریر سے طعن کیا ہی حیث قال وایضا فمن اختزن مالہ و
ختم علیہ بالاعمال السحریۃ فقد بالغ فی اخفائہ فکیف ینصب علیہ الادلۃ والامارات لمن

سب سے زیادہ سہل اور بے تکلف اور قریب الماخذ اور ذوق لسانی سے چسپان ہی بہ تمام بالتقارب یہ تاویل لکھتا ہی گویا معنی متعین حدیث کے یہی ہین وہ یہ ہی کہ یہ ترکیب دو چیزون کے کمال اتحاد کے لیے ہوتی ہی گویا معنی یہ ہوئے کہ مہدی اور عیسٰی ایک ہین پس مہدی موضوع اور عیسٰی محمول ٹھہرے اور موضوع محمول مین اتحاد کا حکم کبھی باعتبار حقیقت کے ہوتا ہی اور کبھی باعتبار مجاز کے مثلاً دو چیزون کا زمانہ بہت متقارب ہوا اور ایک کا وقوع مشعر دوسری شے کے عنقریب واقع ہوجانے کو ہو تو باعتبار زمان کے ایک کو موضوع ایک کو محمول بنا دیتے ہین جیسا حدیث مین ہی عن معاذ بن جبلؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمۃ والملحمۃ فتح قسطنطنیہ وفتح قسطنطنیہ خروج الدجال الحدیث اخرجہ ابو داؤد والترمذی اس حدیث مین چار قضایا اسی قسم کے ہین جن مین محمول کا حمل موضوع پر بہین معنی ہی جب یہ مقدمہ سمجھ مین آگیا تو اب معنی المہدی عیسٰی ابن مریم کے خوب صاف ہوگئے کہ اُدھر مہدیؓ کا ظہور ہوا اور تھوڑے روز مین نزول حضرت عیسٰی علیہ السلام کا سمجھو پس تقارب زمان سے مجازاً دونون مین اتحاد کا حکم کر دیا بہرحال منکرین کا اس مین استدلال باقی نہ رہا۔

امر ہشتم ۔ اس کے بعد مورخ نے اس باب مین متصوفہ کا کلام ذکر کرکے اُسپر کچھ گفتگو کی ہی مگر وہ بھی مضر نہین کیونکہ اس مسئلہ کا مدار صرف کشف پر نہین احادیث صحیحہ پر ہی جیسا بیان ہو چکا البتہ کشف سے زیادہ اطمینان ہوجاتا ہی اور کشف گو حجت شرعیہ نہین مگر شریعت نے اُس کا ابطال بھی نہین کیا بلکہ دلائل شرعیہ اُس کا اثبات کرتے ہین چنانچہ رویا جو کشف سے کم درجہ ہی حدیث صحیح مین خود اس کی نسبت شب قدر کے باب مین ارشاد ہی اری رؤیاکم قد تواطئت فی السبع الاواخر دوسرے اذان کے باب مین ارشاد ہی انہا رؤیا حق تیسرے الرؤیا من اللہ اور لم یبق من النبوۃ الا المبشرات وغیر ذلک حدیثین اُس کا اثبات کر رہی ہین جب ضعف کا شرعاً اعتبار ہی تو قوی کا کیون نہ ہوگا پھر خود کشف کا تصریحاً بھی حدیث مین اثبات ہی حضرت عمر رضی اللہ کو محدث فرمانا اس کی صریح دلیل ہی اس کے علاوہ حضرات صحابہ اور بہت سے اولیاء کا کشف سے خبر دینا اور اُس کا صحیح ہوجانا جو تواتر سے ثابت ہی کس طرح انکار کیا جا سکتا ہی البتہ جو کشف کسی امر شرعی کے معارض ہو وہ بلاشک مردود ہی یا ماؤل ورنہ فی نفسہ مقنع ہی اور اگر احادیث کا مؤید اور احادیث سے متائد ہو تب تو اُس کے مقبول ہونے مین شبہہ ہی نہین پس جبکہ خبر مہدی کے متعلق

مالک سے کیونکہ سائبہ کرنے سے خارج عن الملک نہیں ہوتا دوسرے غصب وسرقہ کی وجہ سے

پانچوین صورت یہ ہو کہ مالک نے اپنی نیت فاسدہ سے توبہ کرلی اور اس حیوان کو ذبح کیا یہ حلال ہو

لانتفاء علة النہی اور ما جعل اللہ الخ کا مطلب اُس فعل کی نفی ہو جو جزو عموم کفار تھا یعنے حرمت

انتفاع بوجہ تعظیم واحترام - واللہ اعلم -

سوال - زید نے انتقال کیا اور خالد ولید عمرو پسران ساجدہ عابدہ دختران حامدہ زوجہ چھوڑیں

ترکہ زید پر صرف خالد قابض رہا اُس نے ترکہ زید کو موجب شرع شریف تقسیم کیا مگر مسمات عابدہ کو اُس کے

حصہ کا نصف ادا کیا اور نصف کے دینے کا وعدہ کیا بعدہ مسمات عابدہ نے انتقال کیا اور ایک پسر اور

اور ایک دختر و شوہر چھوڑا وارثان متوفیہ نے خالد سے باقی نصف جو زر نقد تھا طلب کیا تب خالد نے

ایک ہفتہ میں ادا کر دینے کا وعدہ کیا اسی طرح پر خالد وعدہ کرتے ہوتے رہے اور وہ ہفتہ عشرہ میں دینے کا

وعدہ کرتا رہا آخر کار خالد نے کہدیا کہ میری چوری ہوگئی اور میرے مال کے ساتھ نصف حصہ عابدہ جو

میرے پاس باقی تھا چوری ہوگیا - بعد اس کے خالد نے اپنے لیے جائداد خریدی اب یہ دریافت طلب ہو

کہ جو نصف حصہ مسمات عابدہ کا خالد کے پاس باقی رہگیا ہو وہ ازروئے شرع شریف خالد کے ذمہ

واجب الادا ہو یا نہیں -

الجواب - فی الدر المختار کتاب القسمة وارثتہا هو الفعل الذی یحصل بہ الافراز والتمییز بین

الانصباء کالکیل والذرع وفیہ ایضا عن الخانیة مکیل وموزون بین حاضر وغائب او بالغ و

صغیر فاخذ الحاضر والبالغ نصیبہ نفذت القسمة ان سلم حظ الآخرین والا لا الخ روایات

بالا سے معلوم ہوا کہ تقسیم میں جب تک سب کا حصہ علیحدہ نہ ہو جاوے وہ تقسیم معتبر نہیں بلکہ مال مشترک

بدستور مشترک رہے گا - اسی طرح اگر بعض شرکا اپنا حصہ علیحدہ کرلیں مگر بعض کو اُن کا حصہ تسلیم نہ کیا جاوے

تب بھی وہ تقسیم نافذ نہیں ہوتی پس صورت مسئولہ مین عابدہ کا نصف حصہ جب اُس کو تسلیم اور ادا نہیں کیا

گیا تو وہ مشترک رہا اور سب کا چوری گیا اس لیے تمام ترکۂ زید سے اس مقدار کو منہا کرکے جس قدر

ترکہ باقی رہا اُس کو از سر نو تقسیم کرکے دیکھیں گے کہ اِس باقی میں سے عابدہ کا کتنا حق ہو وہ سب

ورثہ سے حسبِ حصہ رسد اُس مقدار حق کی تکمیل کرنے کے لیے مطالبہ کرنے کی مستحق ہو چونکہ مسئلہ ہذا مین

وہ وفات پا چکی ہو اِس لیے اُس کے ورثہ اسی طرح اس مطالبہ کے مستحق ہین - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

يبقيه وا يلتبث ذلك في لسمائة حتى يطلع على ذخيرته اهل الاعصار والآفاق هذا ابو القاسم
الاخفاء صفحه ١٨٩ - پس غالباً ان رموز کا کوئی ایسا قانون ہی جو معلوم نہیں پس بدون علم اس قانون کی
تفسیر ایسا کہ کسی طرح قابل اعتماد ہو سکتی ہی - چنانچہ ایک جگہ مورخ نے لکھا ہی اذا لو مرا نصا بھذا لا بد ان یکون
قانون یعرف قبله او یوضع له و اما مثل هذه الحروف فلا لانها على المواد صرفا مخصوصة بهذا
النظم لا يتجاوزه انتهى - پس جب تفسیر مذکور کا صحیح ہونا ثابت نہیں بلکہ تقریر مذکور سے اس کا غیر صحیح ہونا
ثابت ہی پھر اعتراض بھی باطل و ساقط ہوگیا اور رؤیا و کشف کا معتبر ہونا تو احادیث سے ثابت ہی ہی
مگر خود مورخ بھی اس کے معترف ہین چنانچہ صفحہ ۵۱ کے سطر ۳ - اور صفحہ ۵۲ کے سطر ۱۴ - ۱۵ اور صفحہ ۵۳
کی سطر ۸ سے سطر ۱۷ تک اور صفحہ ۵۵ کے آغاز کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہی جب اس کے معتبر ہونیکا
اعتراف کر لیا پھر سب شبہات نا قابل اعتبار رہینگے هذا ما عندی الآن و لعل الله یحدث بعد ذلك
امرا و ليكن هذا آخر ما ارمنا في هذا الباب - والله تعالى اعلم بالصواب وعنده ام الكتاب -
۲۱ - شعبان مقام لکھنؤ سنہ ۱۳۲۰ ھ -

سوال - سانڈہ کا کھانا حلال ہی یا حرام چونکہ اس مین مقلدین و غیر مقلدین مین اختلاف ہی لہذا مفصل
تحریر فرمایئے اور نیز تفسیر احمدی ملا جیون ملاحظہ فرمایئے اور ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة الآیۃ کا
کیا مطلب ہی -

الجواب - اس مین تفصیل ہی کہ ایک صورت یہ ہی کہ کسی شخص نے غیر اللہ کے نام پر کوئی جانور کر دیا
اور اسی نیت سے اُس کو ذبح کیا گو وقت الذبح بسم اللہ بھی کہے یہ تو حرام ہی قرآن مجید مین اس کی حرمت
منصوص ہی اور کتب فقہ در مختار وغیرہ مین تصریحاً مذکور ہی دوسری صورت یہ ہی کہ غیر اللہ کا نام محض تعبیر
و عنوان مین ہی نیت مین اُن کا تقرب و ترضی مقصود نہین جیسے حدیث مین عقیقہ کے وقت یہ کہنا وارد
ہے هذه عقيقة فلان یہ بلا شبہ حلال ہی اور صاحب تفسیر احمدی اسی کو حلال کہتے ہین چنانچہ اُن کا سیاق
اس کا شاہد ہی - تیسری صورت یہ ہی کہ کسی شخص نے بہ نیت و عقیدہ فاسدہ اُسکو چھوڑا اور بعد کو وقت نے
کسی وجہ سے اُس کو پکڑ کر نیلام کر دیا اور کسی نے خرید کر اس کو ذبح کیا یہ حلال ہی کیونکہ استبدال موجب ملک
ہی جب مالک وہ پہلا شخص نہ رہا اُس کا فساد نیت قابل اعتبار نہین - چوتھی صورت یہ ہی کہ کسی شخص نے
اُسے نیت بد سے چھوڑ دیا تھا دوسرے شخص نے چرا چھپا کر ذبح کیا یہ حرام ہی دو وجہ سے اول فساد نیت

(۵) یہ کہ غیر جنس حق دیا اور یہ تصریح نہین کی تو اس مین یہ دینے والے کا احسان ہوا اصل حق باقی رہے گا پس ان صورتون مین سے جو واقع ہوئی ہو ویسا حکم ہوگا استیعاب صور کے لیے شجرہ مذکور ہی۔
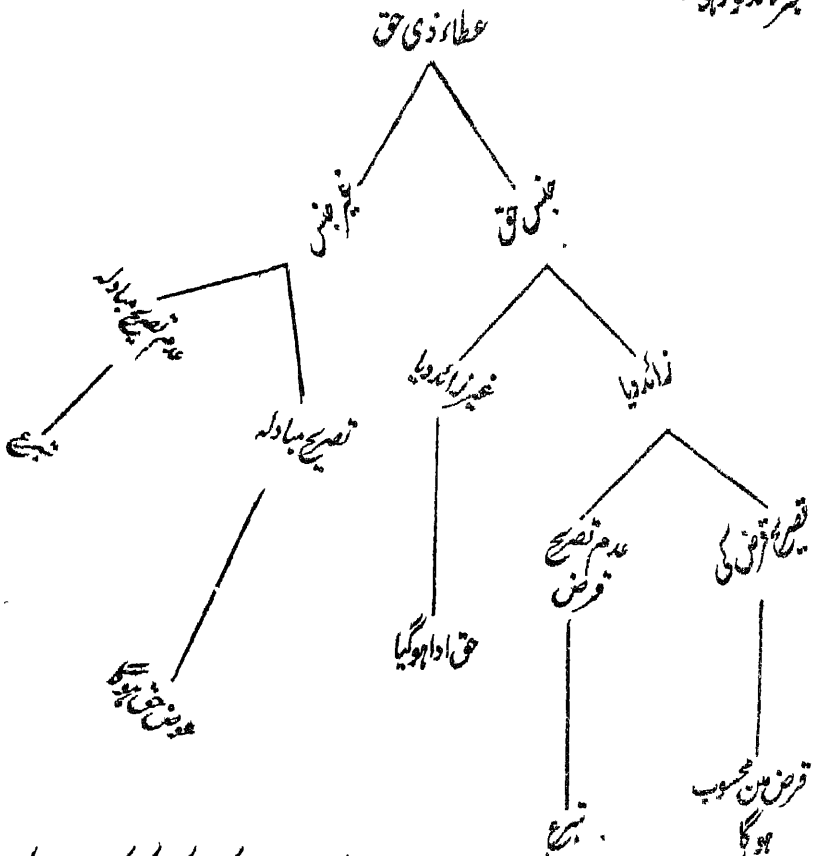
سوال۔ زید فوت ہوا ایک منکوحہ بی بی الف دو بیٹیان ب ج ایک منکوحہ کنیزک د اور ایک بیٹی کنیزک سے ہ جس کی پیدائش قبل از نکاح ہی اور ایک بیٹا اسی کنیزک سے ز اور ایک حقیقی چھوٹا بھائی وارث چھوڑے پھر بیٹا باپ سے پانچ سال بعد فوت ہوا اندرین صورت زید کا ترکہ بروئے میراث ہر پسماندہ کو کتنا پہونچے گا۔

الجواب۔ مسئلہ ۳۲ تا ۹۶ — زید

زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	بنت مولودہ قبل نکاح	ابن	اخ
الف	د	ب	ج	ہ	ز	ط
۶	۶	۲۱	۲۱	م	۴۲	م

۱۶۔ صفر المظفر ۱۳۲۱ھ۔

سوال۔ بروقت تعمیر اور مکان طیار ہونے کے بعد حاجی صاحب مرحوم نے بہت دفعہ کہا کہ یہ مکان مساۃ ..... زوجہ ثانیہ کے لیے بنوایا گیا ہی اور اس ہی وجہ سے چار سو روپیہ کا زیور مسمات مذکورہ کا حاجی صاحب نے فروخت کرکے اس مین لگایا آیا یہ اس مکان مین میراث جاری ہوگی یا اور سب وارثون مین تقسیم ہوگا یا مسمات ..... کا ہوگا۔

الجواب۔ اگر اس کو ہبہ مان لیا جاوے تو ہبہ اس وقت صحیح ہوسکتا ہی جب ہبہ کرنے والا بالکل اس مکان کو اپنی چیزون سے خالی کرکے موہوب لہا کو قبضہ کرادے اگر ایسا ہوا ہی تو بعد اقامت شہود ہبہ صحیح ہوگا ورنہ نہین فی الدر المختار وتتم الہبة بالقبض الکامل ولو الموہوب شاغلا بملك الواہب لا مشغولا به الی قوله فلو وہب جرابا فیه طعام الواہب او دارا فیہا متاع او دابة علیہا سرجہ وسلمہا کذلك لا تصح وبعکسه تصح اھ اور زیور اس مین لگانا غایت ما فی الباب قرینہ ہبہ کا ہوگا مگر ہبہ مین جو شرط ہی وہ دیکھنے کے قابل ہی جیسا اوپر بیان ہوا پس جب تک ہبہ صحیح نہ ہوگا وہ زیور بطور احسان کے زوجہ کیطرف سے سمجھا جاویگا۔ فقط واللہ اعلم۔

سوال۔ ترکہ مرحوم کی آمدنی حاجی ..... صاحب شوہر مسمات ..... دختر مرحوم ہی نے وصول کرکے اپنی رضامندی سے بلا کسی شرط کے مسمات ..... کو سرکاری مالگذاری مسمات مذکورہ سے لیکر دے آیا یہ اُسکے حق مین محسوب ہوگا یا مرحوم کا اسکے ذمہ قرض رہیگا یا کیا صورت ہوگی۔

الجواب۔ کسی ذی حق کو کچھ دینے کی کئی صورتین ہین۔

(۱) یہ کہ اُس کا جنس حق دیا اور حق سے زائد نہین دیا اس مین اُسکا حق ادا ہوگیا۔

(۲) یہ کہ جنس حق دیا اور زائد دیا اور تصریح کردی کہ زائد قرض ہی اس مین بقدر واجب حق ادا ہوگیا اور زائد قرضہ رہا۔

(۳) یہ کہ جنس حق دیا اور زائد دیا اور تصریح قرضہ کی نہین کی تو بقدر واجب حق ادا ہوگیا اور زائد احسان ہوا۔

(۴) یہ کہ غیر جنس حق دیا اور یہ تصریح کردی کہ تمھارے حق واجب کے عوض مین دیا جاتا ہی تو اسمین اُس کا حق ادا ہوگیا جس قدر مقدار حق کے عوض مین دینے کی تصریح ہوئی ہی اور دونون رضامند ہوگئے ہین۔

سوال — چند سال سے ہندوستان کے کئی مقامات مین رجبی شروع ہونے لگی ہی یعنے ۲۷ و ۲۸ شب کو حضور سرورکائنات محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معراج کا حال پڑھا جاتا ہی اور بڑا مجمع ہوتا ہی اور کثرت سے روشنی کا سامان فراہم ہوتا ہی اور بعض جگہ اسی مجلس مین بعد بیان معراج شریف قوالی ہوتی ہی اور حال آتا ہی اور یوماً فیوماً اُس کی ترقی ہی تو براہ مہربانی شریعت کے رو سے اِسکے مضار ومنافع سے مطلع فرمائیے کہ اس کا کرنے والا اور شریک ہونے والا اور مدد دینے والا داخل حسنات ہوگا یا موجب سیئات —

الجواب — جلسۂ رجبی بہیئت متعارفہ زمانۂ ہذا مین جو منکرات مجتمع ہین وہ ظاہر ہین۔ التزام ما لا یلزم جس کی کراہت فقہاء کے کلام مین منصوص ہی اور بہت فروع فقہیہ کو اُسپر متفرع کیا ہی کما لا یخفی علے الماہر کثرت روشنی مین اسراف کا ہونا جسکی ممانعت منصوص قرآنی ہی — اُس مین تداعی کا اہتمام جو نفل ہی کے لیے مکروہ ہی اِسی بنا پر جماعت نافلہ کو مکروہ کہا ہی۔ اور بھی جس قدر منکرات کو محققین نے مجالس متعارفہ میلاد مین ذکر کیا ہی اکثر بلکہ کل مع شی زائد اُس مین مجتمع ہین بالخصوص اگر اُس کے ساتھ قوالی بھی ہو تو منکرات مضاعف ہو جاوینگے کیونکہ مجالس متعارفہ سماع مین شرائط اباحت محض مفقود ہین اور عوارض مانعہ بکثرت موجود ہین چنانچہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو سماع متعارف پر منطبق کرنے سے اِسکی تصدیق ہو سکتی ہی بنا بر وجوہ مذکورہ جلسہ مذکورہ کے داعی اور ساعی و بانی و مین و شریک سبکے سب شرعاً قابل ملامت و تشنیع ہونگے طالب حق کے لیے یہ مختصر کافی ہی اور مخاصم کے لیے دفتر کے دفتر غیر وافی ہین — ۲ — شعبان ۱۳۲۲ھ —

سوال — الف ۔ تثنیہ کا جیسے الف ذاقا الشجرۃ و قالا الحمد للہ الذی کا اور واو جمع کا جیسے و قالوا الحمد للہ و افعلوا الخیر کے درج کلام مین ساقط ہوتا ہی یا نہین اور اُس کو پڑھنا چاہیے یا نہین —

الجواب — اس باب مین کوئی معتبر سند میری نظر سے نہین گذری البتہ حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن صاحب نے اپنے بعض رسائل مین موقع التباس مین الف تثنیہ کے کسی قدر اظہار کو لکھا ہی مگر واو جمع مین نہین لکھا مگر چونکہ اسپر کوئی دلیل قائم نہین کی لہٰذا میرا معمول نہین اور التباس تو بعض جگہ واو جمع مین بھی ہی جیسے قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن حالانکہ وہان کوئی قائل نہین اور رفع التباس کے لیے قرینہ سیاقیہ و

الجواب ۔ یہ سوال خود جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ایک عورت نے کیا تھا حیث قالت الیس اللہ ارحم بعبادہ من الام بولدھا قال صلی اللہ علیہ وسلم بلی قالت ان الام لا تلقی ولدھا فی النار فاکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبکی ثم رفع راسہ فقال ان اللہ لا یعذب من عبادہ الا المارد المتمرد الذی یتمرد علی اللہ وابی ان یقول لا الہ الا اللہ رواہ ابن ماجۃ عن عبد اللہ بن عمر کذا فی المشکوٰۃ۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب ارشاد فرمایا اُس کا حاصل اصطلاحی الفاظ میں یہ ہی کہ عباد گو عام ہی مگر دوسرے دلائل نے اس مین سے بعض کو خاص کر دیا ہی جو ملعون ہو کر دائرہ رحمت سے خود نکل گئے ہین پس عباد دو قسم کے ہوئے ایک مرحومین اور اُن پر اسقدر رحمت ہی کہ والدہ کو ولد پر نہین دوسرے غیر مرحومین سو اُن پر آخرت مین رحمت ہی نہ ہوگی پھر زیادتی کمی کا کیا ذکر یا یون کہو کہ عبادہ عام نہین ہی خود اضافت تخصیص کو مفید ہی یعنے بندگان خاص جیسے قرآن مجید مین عباد الرحمٰن کو خاص کیا ہی موصوف بصفات خاصہ سے ۔ رہا یہ کہ والدہ کو تو سب اولاد پر رحمت ہوتی ہی اللہ تعالےٰ کو سب عباد پر کیون نہین اِس کا جواب یہ ہی کہ رحمت والدہ کی اضطراری ہی مشیت پر موقوف نہین اس لیے عام ہی اور اللہ تعالےٰ کی رحمت اختیاری ہی اور مشیت پر موقوف ہی جس کا سبب ظاہری اعمال صالحہ ہین اس لیے آخرت مین خاص ہی البتہ دنیا مین عام ہی رہا مرحومین کو تکلیف ہونا سو وہ تہذیب ہی تعذیب نہین فقط ۔ واللہ اعلم ۔

سوال ۔ زید کا ایک اسلامی ریاست سے بطور تنخواہ کے کچھ مقرر ہی زید اس بات کو خوب جانتا ہی کہ ریاست اسلامیہ مین روپیہ بوجہ موافق احکام شرعیہ کے رعایا سے وصول نہ کیے جانے کے ظلماً وصول کیا جاتا ہی اور استیلا مسلم علی مال المسلم موجب ملک ہی نہین پس اس صورت مین زید کی یہ آمدنی جائز ہوگی یا نہین اور اسی بنا پر ایسی ریاستون کی نوکری بھی جائز ہی یا نہین ۔

الجواب ۔ ہرچند کہ غصب وظلم کا مال اپنے مال مین یا دوسرے مغصوب مال مین ملا دینے سے ملک غاصب مین داخل ہو جاتا ہی مگر وہ ملک خبیث ہوگی نہ اس کو خود اس کا صرف کرنا جائز ہی نہ دوسرونکو اُسکا قبول کرنا جائز ہی جبتک کہ غاصب اُس کا ضمان ادا نہ کرے پس صورت مسئولہ مین زید کی آمدنی جائز نہ ہوگی نہ ایسی ریاست کی نوکری جائز ہوگی فالو بایات ھذہ اما التملک بالخلط بمال نفسہ او غیرہ

سیاقیہ کافی ہی۔ واللہ اعلم۔

فروخت اسباب مسجد

سوال - متولی مسجد مسجد کی کوئی شی کسی وجہ سے فروخت کرسکتا ہی یا نہین۔

الجواب - یہ شی جسکا بیچنا چاہتے ہین اگر فرش وجانماز یا قندیل وغیرہ ہی یعنی ایسی چیز ہی جو مسجد کی عمارت مین متصل نہین اور منقول ہی تو اس کا حکم یہ ہی کہ جس نے یہ شی مسجد مین دی ہو وہ اس کو بیچ سکتا ہی اگر وہ نہو اُسکا وارث اور جب وہ بھی نہ ہو تو باجازۃ قاضی اسلام یا باتفاق اکثر اہل اسلام بیع جائز ہی اور اگر وہ شی ایسی ہی جو مسجد کے اندر بطور جزو کے لگ چکی تھی پھر جدا ہو گئی جیسے کڑیے تختہ وغیرہ یا اینٹین بعد انہدام کے تو قاضی یعنے حاکم اسلام کی اجازت سے اور اگر وہ نہ ہو تو اکثر اہل اسلام کے اتفاق سے اس کی بیع جائز ہی اور اگر وہ شی از قسم جائداد غیر منقول ہی جو مسجد کے لیے وقف ہی تو اس کا بیچنا کسی طرح جائز نہین فی العالمگیریۃ من کتاب الوقت ذکر ابو اللیث فی نوازلہ حصیر المسجد اذا صارت خلقا واستغنی اھل المسجد عنہا وقد طرحہا انسان ان کان الطارح حیا فہو لہ وان کان میتا ولم یدع لہ وارثا ارجوان لا باس بان یدفع اھل المسجد الی فقیر او ینتفعوا بہ فی شراء حصیر اخر للمسجد والمختار انہ لا یجوز لہم ان یفعلوا ذلک بغیر امر القاضی کذا فی المحیط السرخسی وفی المنتقی بوادی المسجد اذا اخلقت فصارت لا ینتفع بہا فاراد الذی بسطہا ان یاخذہا ویتصدق بہا بعد ما خلقت لم یکن لہ ذلک اذا کانت لہا قیمۃ وان لم یکن لہا قیمۃ لا باس بذلک کذا فی الذخیرۃ وایضا فیہا اھل المسجد لو باعوا غلۃ المسجد او نقض المسجد بغیر اذن القاضی الاصح انہ لا یجوز کذا فی السراجیۃ وایضا فیہا وفی الفتاوی النسفیۃ سئل عن اھل المحلۃ باعوا وقف المسجد لاجل عمارۃ المسجد قال لا یجوز بامر القاضی وغیرہ کذا فی الذخیرۃ اھ قلت قد سمعت استاذی رح ان عامۃ اھل الاسلام بمنزلۃ القاضی قلت لان ولایتہ مستفاد منہم فکانہم وکانہم ھو فقط واللہ اعلم۔

جواب اشکال از خلود نار باوجود رحمت رب

سوال - ایک صاحب فرماتے ہین کہ مجکو تعجب ہی کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنے بندون کو مان باپ سے بڑھکر چاہتا ہی پھر کافرون کو خلود دائمی دوزخ مین کیون فرمائے گا۔ اولاد چاہیے کیسی ہی بُری سے بُری ہو لیکن باپ اس کی تکلیف ہرگز گوارا نہین کرتا اور اُس کو مصیبت مین نہین دیکھ سکتا۔

وسامان روشنی سے اس مین شرکت کرنا سب ناجائز ہوگا اور بنانے والا اور اعانت کرنے والا دونون گنہگار ہون گے اور تاریخ ایجاد و وجہ ایجاد تعزیہ کی مجکو تحقیق نہین نہ اس کی ضرورت فقط۔ واللہ تعالیٰ علم۔ ۱۳۔ محرم سنہ ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ زید نے جناب باری تعالےٰ مین دعا کی کہ میرا فلان مطلب ہوجاوے تو مین میلاد شریف یا شیرینی پر فلان بزرگ کا فاتحہ کرونگا یا اُس کی قبر پر چادر ڈالونگا بعد حصول مطلب وائے نذر ایسے شخص پر واجب ہوگی یا نہین اور ادا نکرنے والا عاصی ہوگا یا نہین۔

الجواب ۔ فی الدر المختار و من نذر نذرا و کان من جنسہ واجب ای فرض و ھو عبادۃ مقصودۃ خرج الوضوء و تکفین المیت لزم الناذر اس عبارت سے سب سوالون کا جواب نکل آیا پس مولد شریف تو عبادات مقصودہ سے نہین اس لیے یہ نذر منعقد نہین ہوئی اور قبر پر چادر ڈالنا خود عبادت ہی نہین بلکہ مکروہ ہی اس لیے یہ نذر بھی منعقد نہین ہوئی رہا فلان بزرگ کی روح کو ایصال صواب کرکے شیرینی بانٹنا سو اس مین تفصیل یہ ہی کہ اگر ایصال صواب اصلی مقصود ہی تو یہ عبادات مقصودہ مین سے نہین اور اگر تقسیم مقصود ہی اُس مین دو صورتین ہین اگر خاص فقرا کو تقسیم کرنے کی نیت نہین ہی تب بھی عبادۃ مقصودہ نہین ان دونون صورتون مین بھی نذر منعقد نہ ہوگی فی الدر المختار نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح ما لم ینو ابناء السبیل و لو نذر التسبیحات دبر الصلوۃ لم تلزمہ اھ اور اگر خاص فقراء و مستحقین پر تصدیق کرنے کی نیت ہی تو نذر صحیح و لازم ہوگی مگر اختیار ہوگا خواہ شیرینی دے خواہ طعام خواہ نقد فی الدر المختار نذر ان یتصدق بعشرۃ دراھم من الخبز فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدق بثمنہ اور جن صورتون مین نذر منعقد ہوجاتی ہی۔ ایفا واجب ہی اگر ایفا نہ کرے گا گنہگار ہوگا کما مر من الدر المختار من قولہ لزم الناذر فقط واللہ اعلم۔ ۷۔ صفر سنہ ۱۳۲۱ھ۔

سوال ۔ مین ایک ٹھاکر کے یہان ملازم ہون کھانا بھی اُن کے یہان سے آتا ہی گوشت اُن کے یہان پکتا ہی جس کے متعلق مجھے تردد ہی گوشت یا تو وہ شہر سے منگاتے ہین یا مجھسے بکرا ذبح کراتے ہین میرے خیال مین جب کبھی گوشت اُن کے یہان پکتا ہی میرا ہی ذبح کیا ہوا پکتا ہی لیکن چونکہ وہ گوشت نظرون سے غائب ہوجاتا ہی اور گھر کے اندر سے پک کر آتا ہی اس لیے مین نہین کھاتا بعض لوگ کہتے ہین

فلما فی الدر المختار ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملکه فتجب الزکوٰۃ فیہ ویورث عنه لان الخلط استهلاك اذا لم یمکن تمیزہ عند ابی حنیفة وقوله ارفق اذ قلما یخلو مال عن غصب ۳۵ وفیه اما اذا اخذ من انسان مائة ومن آخر مائة وخلطها ثم تصدق لا یکفر لان لیس بحرام لعینه بالقطع لاستهلاکه بالخلط ۳۵ قلت وافاد ایضا کون هذا المخلوط حراما خبیثا ولو حراما لا لعینه ۲ وا ما حرمته الانتفاع به فلما فیه ایضا فان غصب وغیر المغصوب فزال اسمه واعظم منافعه او اختلط المغصوب بملك الغاصب بحیث یمنع امتیازه او یمکن بحرج ضمنه وملکه بلا حل الانتفاع قبل اداء ضمانه ای رضاء مالکه باداء او ابراء او تضمین قاض والقیاس حله وهو روایة فلو غصب طعاما فمضغه حتی صار مستهلکا یبتلعه حلالا فی روایة حراما علی المعتمد حسما لمادة الفساد ۲۶۲ واما حرمة قبول الغیر له فلما فیه ایضا وجاز رزق القاضی من بیت المال لو بیت المال حلالا والا لم یحل ۳۱۹ قلت والفروع بعد تمهید الاصول ظاهر حکمه والله اعلم۔ فقط۔

سوال — مقام ...... میں بیس پچیس گھر اہل سنت وجماعت حنفی کے ہیں اور باقی آبادی شیعہ کی ہے وہ یہ کام کرتے ہیں کہ محرم میں تعزیہ بناتے ہیں اور مہندی چڑھاتے ہیں اور علم نکالتے ہیں اور تاشے ڈھول بجاتے ہیں اب عرض ہے کہ تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہیں اور اُس میں با چندہ دینی جائز ہے یا نہیں اور اُس میں کوئی شئ مثل فرش وغیرہ سائبان وروشنی دینی جائز ہے یا نہیں اور اگر اُس میں کوئی شخص چندہ دیوے تو اُس کے واسطے کیا حکم ہے اور تعزیہ کب سے بنایا جاتا ہے اور کس وجہ سے بنایا گیا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ نقل روضہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہے مکان کی نقل جائز ہے جاندار کی شبیہ بنانا منع ہے آیا صحیح ہے یا نہیں —

حکم تعزیہ وغیرہ و دادن چندہ و فرش و روشنی در آن

الجواب — غیر ذی روح یعنے بے جان کی شبیہ بنانا اُس وقت جائز ہے جبکہ اُسپر کوئی مفسدہ یعنے خرابی مرتب نہو ورنہ حرام ہے فی الدر المختار او لغیر ذی روح لا یکرہ لانها لا تعبد قلت علل عدم الکراهة بانها لا تعبد فهذا نص علی انه لو کانت تعبد لا یجوز اور تعزیہ کے ساتھ جو معاملات کیے جاتے ہیں اُن کا معصیت وبدعت بلکہ بعض کا قریب بہ کفر وشرک ہونا ظاہر ہے اس لیے اس کا بنانا بلاشک ناجائز ہوگا اور چونکہ معصیت کی اعانت معصیت ہے اس لیے اُس میں با چندہ یعنے چندہ دینا فرش وروش

ہی اور ایسی کمائی بھی حرام ہی - اِس منقولہ کا جواب یہ ہی کہ اولاً یہ روایت ثابت نہین - دوسرے وہ خاص قواعد سند صحیح سے منقول نہین جس سے یہ کہا جاوے کہ یہ وہی علم ہی - تیسرے عام طور پر خود اہل فن اور دوسرے رجوع کرنے والے بھی کواکب کو متصرف و فاعل مستقل سمجھتے ہین جو مثل عقیدہ علم غیب کے خود یہ عقیدہ استقلال فعل و تصرف کا شرک جلی او رمنافی توحید ہی - چوتھے جو علم بلا اسباب علم ہو وہ علم غیب ہی اور جو چیز اسباب علم نہ ہو اُسکا سبب سمجھنا باطل ہی اور کواکب کا اسباب علم سے ہونا ثابت نہین پس یہ اسباب علم نہ ہوئی تو انکو اسباب سمجھنا باطل ہوا پس ان کے ذریعے سے جس علم کے حاصل ہونے کا دعویٰ کیا جاوے گا وہ علم بلا اسباب ہوگا اور یہی علم غیب ہی پس اہل نجوم اس اعتبار سے مدعی علم غیب ہوئے اور ان کا مصدق معتقد علم غیب کا ہوا - پانچوین جس طرح عقیدہ باطلہ معصیت ہی اسی طرح عمل غیر مشروع بھی معصیت ہی اور نجوم اس سے خالی ہی نہین -

سوال - زید نے عمرو سے کہا کہ مین کچھ کتابین زکوٰۃ مین دینا چاہتا ہون اُس مین سے دس کتابین مسماۃ ہندہ کو دینے کا ارادہ ہی تم کسی طرح اُس سے پوچھ لو کہ یا اُس کے پاس بھیجدی جاوین یا تم اُس کی جانب سے وکالۃً قبضہ کر لو ہندہ اُس شہر مین نہ تھی اتفاق سے بکر آیا تو عمرو نے یہ ذکر کر کے کہا کہ ہندہ سے پوچھکر مجھکو اطلاع دینا غلطی سے بکر نے بجائے ہندہ کے زینب سے پوچھکر عمرو کو لکھ بھیجا کہ مین فروخت نہین کر سکتی تم قبضہ کر کے فروخت کر دو خط مین بکر نے ہندہ زینب کسی کا نام نہین لکھا عمرو یہ سمجھا کہ مین ہندہ کا وکیل ہون اور کتابین لے کر بیچ ڈالین جب قیمت بکر کے پاس بھیجکر لکھا کہ یہ ہندہ کو دے دو تو بکر نے اطلاع دی کہ مین نے تو زینب سے پوچھا تھا اور تم نے زینب ہی کے بارہ مین مجھ سے کہا تھا غرض زید نے اپنے خیال مین کتابین ہندہ کو دین اور عمرو نے اپنے نزدیک بھی اُسی کی جانب سے قبضہ کیا بکر سے اتفاقاً غلطی ہو گئی تو اب زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہین اور قیمت کتب کسکو دینا چاہیے اسمین بڑا تردد ہی -

الجواب - یہان جب واقع مین عمرو کسی کا وکیل نہین ہی اس لیے یہ بیع کتب حق زید مین تصرف فضولی ہی پس اگر زید نافذ رکھے گا نافذ ہو جاوی گی اور قیمت ملک زید ہوگی اور بجائے کتب اب زکوٰۃ روپیہ کے متعلق سمجھی جاوے گی پس اگر وہ روپیہ ہنوز قبض زینب مین نہین پہونچا تو زید کو اختیار ہی جس کو چاہے دیدے اور اگر قبض زینب مین پہونچ گیا ہی اور بعینہٖ باقی ہی تو اب زید کے نیت کرنیسے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر باقی نہین رہا تو زید عمرو سے رجوع کرے اور عمرو بکر سے اور بکر زینب سے

کہ اُن کا یہ کہنا کہ "اُسی گوشت مین سے ہی" دیانت مین داخل نہین اور اُس کا کھانا جائز ہی - پکّا ہوا کھانا دیتے وقت وہ کچھ بھی نہین کہتے دریافت کرنے پر یہی کہتے ہین کہ آپ کا ذبح کیا ہوا گوشت ہی یا مثل اس کے اور کوئی بات بہرحال مجھکو کیا کرنا چاہیے آیا گمان غالب پر کھا لینا چاہیے کیونکہ معلوم ہوتا ہی کہ میرے ہی ہاتھ کا ذبیحہ گھر مین سے پک کر آتا ہی قاضیخان وغیرہ نے تو ان شبہات کو رفع کیا ہی یعنے اگر وہ یہ کہین کہ یہ گوشت اُسی مین کا ہی تو معاملہ ہی اور اگر کہین کہ یہ تمھارا یا کسی مسلمان کا ذبیحہ ہی تو دیانت ہی لیکن مجھکو ابھی اطمینان نہین ہوا ہی لہذا مفصل جواب مرحمت فرماوین -

الجواب - فی الدر المختار ویقبل قول کافر لو مجوسیا قال اشتریت اللحم من کتابی فیحل او قال اشتریته من المجوسی فیحرم ولا یردہ بقول الواحد واصلہ ان خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات اھ پس کافر کا یہ کہنا کہ یہ اُسی ذبیحہ کا گوشت ہی منجملہ دیانات متعلقہ حل و حرمت ہی لہذا حسب روایات بالا اُس کا قول مقبول نہین جیسا ظاہر ہی قلت ہذا ہو القول المشہور وفیہ سلامۃ العوام لکن فاتت فیہ دقیقۃ وہی ان ہذا اذا لم یقم علی کونہ ذبیحۃ المسلم دلیل الا قول الکافر فیصح فیہ الحکم اما اذا حفت بہ قرائن قویۃ تفید الطمانینۃ بکونہ ہو فہو حلال بلا تلعثم لان العمل فی ہذہ الصورۃ یکون بالدلیل غیر قول الکافر ونظیرہ ما ورد فی الاحادیث ان بعض من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما حولت القبلۃ مشہد قباء وقت الفجر وشہد ان القبلۃ قد حولت فتحولوا عن اخرہم مع ان خبر الواحد ظنی والقبلۃ السابقۃ کانت قطعیۃ فکیف رأوا الظنی معارضا للقطعی فذلک الذی ذکرت ہو الوجہ فی ہذا الحدیث فان اکلتم فی الصورۃ المسئولۃ لا باس بہ بشرط شہادۃ القلب انہ ہو - فقط واللہ اعلم -

سوال - مسلمان کو علم نجوم پڑھنا کیسا ہی اور نجومی نے جو لوگون کو اخبار غیبی بتلا کر زر و لباس وغیرہ فراہم کیا ہی شرعًا وہ کمائی کیسی ہی بعض لوگون کا مقولہ ہی کہ یہ علم حق تعالی نے حضرت ادریس علیہ السلام کو تعلیم کیا تھا اور نجومی جو وقوع حوادث آیندہ کو کہ امر تقدیری ہی بقواعد نجوم بتاتا ہی یہ کچھ علم غیب مین شمار نہین تو مسلمانان معتقدین نجوم کا اِسطرح عقیدہ رکھنا اور بیان کرنا شریعت مین کیسا سمجھا جائیگا -

الجواب - چونکہ اسپر مفاسد اعتقادیہ و عملیہ مرتب ہوتے ہین لہذا حرام ہی اور بعض اوقات مفضی بکفر

ایسی نہین کہ زیادہ مقدار مین دینے سے آدمی مرہی جاوے - اب فرمایئے کہ انگریزی ادویہ کا استعمال جائز ہوا یا ناجائز -

الجواب - روح الخمر وجوہر شراب چونکہ یقیناً اجزاء خمر سے ہی اُس کی حرمت سکر پر موقوف نہین فی الدر المختار - و کرہ شرب دردی الخمر الی قولہ و لکن لا یحد شاربہ بلا سکر اھ وقد صرحوا بحرمۃ تناول الخبز الذی عجن دقیقہ بالخمر - اور جبکہ اُس مین سکر بھی ہو تب تو شبہہ کی کوئی وجہ ہی نہین سو جو اہر متعارفہ زمانہ مین سکر بھی ہی اور مقدار قلیل سے بالفعل سکر نہ ہونا منافی وجود سکر نہین کیونکہ سکر سے مراد عام ہی بالقوۃ ہو یا بالفعل فی الدر المختار و حرمہا محمد مطلقاً و بہ یفتی الی قولہ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اھ اور اسی طرح سم ہونا بھی منافی سکر نہین بلکہ اُس کا موید و موکد ہی کیونکہ منتہی سکر کا اہلاک اور سمیت ہی کما لا یخفی علے ماہری الطبعیات اس تحقیق سے ادویہ مسئولہ کا حکم معلوم ہو گیا کہ استعمال جائز نہین لیکن جبکہ بالیقین اِن اشیاء سے خالی ہو - واللہ تعالیٰ اعلم - ۲۱ - ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ -

سوال - ایک شخص زید اپنا گاؤن فروخت کرتا ہی لیکن اِس شرط پر کہ ایک میعاد معین کے اندر اگر زرثمن واپس کر دے تو گاؤن مبیعہ واپس لے لے ایسا معاملہ اور استفادہ اُس گاؤن سے مشتری کو شرعاً جائز ہی یا نہین -

(۲) ایک شخص اپنا گاؤن واسطے اطمینان قرضہ کے دائن کے قبضہ مین دیتا ہی اور یہ معاہدہ ہوتا ہی فریقین مین کہ تا ادائیگی قرضہ کے وہ اُس گاؤن پر قابض اور متصرف رہے اور اُس کا انتظام اور حفاظت و سرکاری مطالبہ اور جملہ نفع و نقصان جو کچھ بھی ہو وہ ذمہ دائن کے ہوگا مدیون کو نفع و نقصان سے کچھ سروکار نہ ہوگا اور حال یہ ہی کہ ایسی صورت مین بہ ظاہر اکثر فائدہ اور گاہے نقصان ہوتا ہی مثلاً خشکسالی ہو جاوے مزارعان فرار ہو جائین سرکاری مطالبہ دینا پڑے لہذا ایسا معاملہ شرعاً جائز ہی یا نہین -

الجواب - صورت مندرجہ سوال اوّل ظاہراً بیع و قصداً رہن ہی اور صورت مندرجہ سوال ثانی صریح رہن ہی سو رہن صریح مین تو اگر انتفاع مرتہن کا مشروط یا معروف ہو بلا اختلاف حرام ہی فی الدر المختار - ثم نقل عن التہذیب انہ یکرہ للمرتہن ان ینتفع بالرہن و ان اذن لہ

کیونکہ یہ سب تصرفات حق غیر مین ہوئے اس لیے یہ تصرفات فسخ کیے جاوینگے اور ہر شخص اپنے عاقد سے رجوع کرے گا اور اگر زید نے بیع مذکور کو نافذ نہین کیا توان رجوعات مذکورہ کے بعد عمرو وہ کتابین مشتری سے واپس لے کر اُس کو روپیہ ثمن کا واپس کردے اور کتابین لاکر زید کو دے پھر زید یہ کتابیں زکوۃ مین جسے چاہے دے فقط۔

حرمت زکوٰۃ سادات را

سوال۔ سید صاحب نصاب ہو اور اُس کے اعزہ مین غریب و محتاج ہون اور کوئی ذریعہ اُن کی امداد کا بجز زکوۃ کے نہ ہو ایسی حالت مین سید صاحب نصاب کو اپنے اعزہ غریب کو زکوۃ مین سے دینا درست ہی یا نہین تاکہ اُن کی حاجت روا ہو جاوے اِسی طرح دیگر اقوام شیخ مغل پٹھان صاحب نصاب اگر کسی غریب سید کو زکوۃ مین سے دیدین تو درست ہی یا نہین کیونکہ آجکل سیّدون کی حالت بوجہ نہونے ذریعہ معاش کے بہت سقیم ہو رہی ہی اور بیت المال بھی نہین ہی کہ جس سے امداد کی جاوے مفصل بدلائل حدیث و فقہ ارقام فرمایا جاوے۔

الجواب۔ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہین خواہ دینے والا بھی بنی ہاشم سے ہو یا اور کوئی ہو لقولہ علیہ السلام لابی رافع مولی القوم من انفسہم وانا لا تحل لنا الصدقۃ۔ اوردہ فی التیسیر عن ابی داؤد والترمذی واللفظ لہما والنسائی وفی الھدایۃ ولا تدفع الی بنی ھاشم الخ قلت ولا تغتر بما یذکر من جوازہا لہم لسقوط عوضہا وہو الخمس لانہ قیاس فی مقابلۃ النص اولا ثم ہذا القیاس نفسہ لا یتم لانہ علیہ السلام علل حرمتہا بکونہا اوساخ الناس لا بتعویض الخمس ہہنا وانما ہی حکمۃ مستقلۃ فی مشروعیۃ حکم الخمس فلما لم یکن علتہ لم یلزم من انتفاع الخمس انتفاع حرمۃ الزکوٰۃ فتامل حق التامل۔ اور خدمت سادات کی ہدایا وصدقات نافلہ سے ممکن ہی اور اُن کے لیے حلال ہی کما فی الھدایۃ بعد الروایۃ المذکور بخلاف التطوع فقط۔

حکم ادویۂ انگریزی

سوال۔ آجکل خواص و عوام بلا تکلف انگریزی ادویہ کو استعمال کرتے ہین جن کی ساخت مین اکثر روح الخمر اور رکٹی فائی اسپرٹ ورسیری وائن پڑتی ہی ٹنکچر۔ ایتھر۔ وائن اکسٹراکٹ اسی کی لاگ سے بنائے جاتے ہین مگر کہا جاتا ہی کہ ان کا نشہ وسکران کے سمیت سے کم ہی سمیت بڑھی ہوئی ہی زیادہ مقدار مین دین تو نشہ کرین مگر زیادہ مین دینے سے آدمی مر بھی جاتا ہی مگر سب دوائین

وراءِ حجاب ایضاً پارہ ومن یقنت رکوع ۳ وقال اللہ تعالےٰ والقواعد من النساء اللاتی
لا یرجون نکاحا فلیس علیہن جناح ان یضعن ثیابہن غیر متبرجات بزینۃ وان
یستعففن خیر لہن پارہ قد افلح بعد ثلث اربع وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی
الہ وسلم المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفہا الشیطان رواہ الترمذی وعن ام سلمۃ
انہا کانت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم ومیمونۃ اذ اقبل
ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجبا منہ فقلت
یا رسول اللہ الیس ہو اعمی لا یبصرنا فقال صلی اللہ علیہ وسلم افعمیاوان انتما
فی الدر المختار تمنع الشابۃ وجوبا من کشف الوجہ بین الرجال لا لانہ عورۃ بل
لخوف الفتنۃ اھ (اس کا صفحہ اس وقت یاد نہیں مگر عبارت دیکھی ہوئی یاد ہے) ان احادیث
وآیات وروایات فقہیہ کا ترجمہ کسی ذی علم سے دریافت کرکے غور درکار ہے جس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے حکم اصلی احتجاب واستتار بجمیع اعضائہا وارکانہا ثابت ہے البتہ
جہان ضرورت شدیدہ ہو یا بسبب کبر سن کے مطلق احتمال فتنہ واشتہاء کا باقی نہیں تو ان وجہ
وکفین کا کشف جائز ہے اور یہی مطلب ہے ان کے ستر نہ ہونے کا اس سے جواب سوال کا واضح
ہوگیا کہ مشتہاۃ عورت کا اجنبی کے روبرو آنا از روئے قرآن وحدیث وفقہ ناجائز ہے اور ضرورت
میں برقع اوڑھکر نکلے البتہ جہان ضیق ہو یا عمر زیادہ ہو وہان جائز ہے پس جو عورتوں کو گھرون
مین بیٹھے رہنے پر مجبور کرے اور چاردیواری سے نکلنے نہ دے اور بغیر برقع کہین آنے
جانے سے روکے وہ بالکل قرآن وحدیث وفقہ پر عامل ہے اور اس شخص کو مفاسد وفتن
سے روکنے کا اجر عظیم ملے گا اور مغلاق الشر ومفتاح الخیر کا مصداق ہوگا۔ فقط۔ واللہ تعالی
اعلم۔ ۱۲۔ رمضان ۱۳۱۹ھ۔

سوال ۔ تراویح رمضان المبارک باوجود الم ترکیف سے پڑھنے کے ستائیسویں شب کو مثل ختم قرآن کریم
روشنی کرنا اور شیرینی پر نیاز دینا اور اجرت پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب ۔ الم ترکیف اور تمام قرآن ختم ان امور میں یکسان ہے یعنی فضول روشنی کرنا
اسراف ہے اور بدعت ہے اور شیرینی لازم سمجھکر بانٹنا یہ بھی بدعت ہے اور نیاز دینا اگر اللہ کے لیے

المراهن قال المصنف وعلیه یحمل ما عن محمد بن اسلم من انه لا یحل للمرتهن ذلک ولو
بالاذن لانه ربوا قلت و تعلیله یفید انها تحریمیة فتامله اھ قلت ہذا فی المشروط و
قد تقرر ان المعروف کالمشروط اور رہن قصداً و بیع ظاهراً کو بیع الوفا کہتے ہین سو اصل
قواعد مذہب کے روسے یہ بھی رہن ہی اور انتفاع اُس سے حرام ہی اور اگر وہ بیع ہی تو بوجہ مشروط
ہونے کے بیع فاسد ہی تب بھی حرام ہی لیکن بعض متاخرین نے اجازت دی ہی پس بلا اضطرار شدید
تو اُس کا ارتکاب نہ کرے اور اضطرار شدید مین بائع کو گنجایش ہی کہ فتوے متاخرین پر عمل کرلے
اگرچہ مشتری کو کوئی اضطرار نہین والتفصیل فی الدر المختار قبیل کتاب الکفالة۔ فقط
واللہ تعالے اعلم۔ یکم ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ۔

عیدین میں مصافحہ

سوال۔ عیدین مین مصافحہ و معانقہ روا ہی یا نہین۔

الجواب۔ قاعدہ کلیہ ہی کہ عبادات مین حضرت شارع علیہ السلام نے جو ہیئت و کیفیت معین
فرمادی ہی اُس مین تغیر و تبدل جائز نہین اور مصافحہ چونکہ سنت ہی اس لیے عبادات مین سے
ہی تو حسب قاعدہ مذکورہ اس مین ہیئت و کیفیت منقولہ سے تجاوز جائز نہ ہوگا اور شارع علیہ السلام
سے صرف اوّل لقا کے وقت بالاجماع یا وداع کے وقت بھی علی الاختلاف منقول ہی وبس اب
اس کے لیے ان دو وقتون کے سوا اور کوئی محل و موقع تجویز کرنا تغیر عبادت کرنا ہی جو ممنوع
ہی لہذا مصافحہ بعد عیدین یا بعد نماز پنجگانہ مکروہ و بدعت ہی شامی مین اس کی تصریح موجود ہی فقط۔
واللہ اعلم۔ ۲۔ شعبان ۱۳۲۰ھ۔

پردہ عورات

سوال۔ آزاد اور مومنہ عورت کا پردہ اجنبیون اور نامحرمون کے سامنے آنے مین از روئے
فقہ و حدیث کیا ہی برقع اوڑھنا واجب ہی یا چہرہ اور ہاتھ کھول کے باہر نکلنا جائز ہی اور اگر جائز ہی تو اُس
شخص کی نسبت کیا حکم ہی جو عورتون کو گھر مین بیٹھ رہنے پر مجبور کرے چار دیواری سے نکلنے نہ دے یا بغیر
برقع کے آنے جانے سے روکے۔

الجواب۔ قال اللہ تبارک وتعالے وقرن فی بیوتکن پارہ ومن یقنت شروع وقال اللہ
تعالے۔ یا ایها النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن
ایضاً پارہ ومن یقنت قریب ربع وقال اللہ وتعالے واذا سألتموهن متاعاً فاسئلوهن من

طرح جو مشہور ہی کہ دام دینیے سے حرمت زائل ہو جاتی ہی یہ تو بالکل ہی غلط ہی - فقط

سوال - رنڈی جواری دغاباز اعنی کسب حرام والی تائب ہو کر اگر چاہین کہ اپنے مال کو خدا کی راہ مین صرف کرین تو اس کی کیا صورت ہی اگر خدا کی راہ مین صرف ناجائز ہو تو کیا کرے جلا دے ڈوبا دے اور کوئی شرعی حیلہ حلال کرنے کا ہی یا نہین بعض بنا حلال روپیہ ان حرام روپیہ مین ملا کر زمین خرید لیتے ہین - یہ حیلہ کیسا ہی -

الجواب - وہ مال حرام رہتا ہی جو لوگ فقر و فاقہ سے بہت پریشان ہون ایسون کو وہ مال بہ نیت رفع حاجت دینا چاہیے نہ بہ نیت حصول ثواب اور اگر وہ شخص جن سے وہ مال ان لوگون کو حاصل ہوا ہی وہ بالتعیین و بالتخصیص معلوم ہو تو اس کو واپس کر دینا چاہیے اور حرام کو حلال کرنے کے لیے کوئی حیلہ مفید نہین اگر دوسرے روپیہ مین ملایا تو حصہ رسد اس کی نسبت سے اس مین بھی حرمت و خباثت پیدا ہو جاوے گی اور اسی طرح جو چیز اس سے خریدی اس مین بھی - فقط - واللہ تعالی اعلم -

سوال - بعض جگہ دستور ہی کہ قربانی کی کھالین مسجد کے خادم یا سقون کو دیدیتے ہین اگر نہ دیجاوے تو جھگڑا ہوتا ہی اسصورت مین قربانی مین تو کوئی فرق اور خرابی نہین آتی -

الجواب - قربانی مین تو کسی حال مین فرق نہین آتا مگر یہ امر کہ یہ فعل جائز ہی یا نہین سو اس کا حکم یہ ہی کہ اگر یہ کھالین بعوض خدمت دی جاتی ہین اس طرح کہ مشروط یا معروف ہی تو جائز نہین کیونکہ یہ مبادلہ ہی بمقابلہ منافع خدمت کے جس مین معنی بیع کے ہین اور بیع اسی غرض سے منہی عنہ ہی اور اگر تبرعا دی جاوے تو جائز ہی مگر چونکہ تبرعات مین جبر حرام ہی اس لیے جھگڑنا جائز نہین فقط - واللہ اعلم -

سوال - مولانا رومی رح پیر چنگی کے قصہ کے درمیان فرماتے ہین ع

مصطفے ابجوش شد زان خوب صوت   شد نمازش در شب تعریس فوت

در شب تعریس پیش آن عروس   یافت جان پاک ایشان دست بوس

اس کی تشریح بعض شراح نے اس طرح کی ہی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کی روحی آواز اذان سے (کیونکہ بظاہر تو اس وقت اذان تھی ہی نہین) بے ہوش اور مستغرق مشاہدہ تجلیات آلہی

ہی تو اُسپر کچھ پڑھ کر دعا مانگنے کے کوئی معنے نہین اور اگر کسی بزرگ کے لیے ہی تو عوام کا عقیدہ اُس مین اچھا نہین اُن کو نفع و ضرر کا مختار جانتے ہین اس لیے یہ رسم بھی قابل ترک ہی لیکن دم کرانے کو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ضروری نہین سمجھتا صرف برکت کے لیے دم کراتے ہین اسلیے مضائقہ نہین البتہ اگر اسکو بھی ضروری سمجھین تو بدعت ہوگا فقط ۔ واللہ اعلم ۔

سوال ۔ بعض قرا لکھتے ہین کہ تمام کلام اللہ مین چند مقام ایسے ہین کہ زیر زبر پیش کے بدلنے سے کافر ہوجاتا ہی اور اس کے کفر مین علماء کا اتفاق ہی تو کفر ہونا بر تقدیر قصداً دانستہ پڑھنے کے ہی یا سہواً اور عدم علمیت کی تقدیر پر بھی علی ہٰذا کلمات کفر کے متعلق بھی سوال ہی و نیز وقف لازم کے متعلق قرا لکھتے ہین کہ بعض مقام مین بوجہ عدم وقف کے خوف کفر ہی یہ حکم تغلیظاً ہی جیسے من ترک الصلوۃ الخ ہین اور کفر کے معنے کیا ہین اور بر تقدیر کفر ہونے کی تجدید نکاح وایمان ضروری ہی یا نہین ۔

الجواب ۔ حقیقت کفر متعلق اعتقاد کے ہی سو جو شخص معنی نہین سمجھتا یا قصداً نہین کہا اُسپر کفر کا حکم کیسے ہوسکتا ہی اس لیے نہ تجدید ایمان کی ضرورت ہی نہ تجدید نکاح کی بعض قرا نے جو لکھدیا ہی بعض جگہ تو بالکل غلط کہا ہی اور بعض جگہ فساد معنی لازم آتا ہی یہ مراد ہی کہ فی نفسہ یہ کلمہ موجب فساد ہی اور مستلزم کفر گو کسی عذر سے بچ جاوے ۔ فقط ۔ واللہ اعلم ۔

سوال ۔ یون مشہور ہی کہ تبدل ملک سے اور دام دینے سے حرمت زائل ہوجاتی ہی یہ صحیح ہی یا نہین ۔

الجواب ۔ تبدل ملک سے تبدل عین کا ہوجانا اس کے یہ معنے نہین جو عوام سمجھتے ہین بلکہ مطلب یہ ہی کہ ایک شخص کے پاس کسی خاص طریقہ سے کوئی چیز آئی جو اُس شخص کے لیے وہ طریقہ حلال تھا لیکن اس طریقہ سے اگر دوسرے شخص کے پاس آتی تو اس کے لیے حلال نہ ہوتا اب اس شخص نے اس دوسرے شخص کو کسی دوسرے طریق سے وہ چیز دی جو کہ اُس دوسرے شخص کے لیے بھی حلال ہی سو اس مین اُس پہلے طریقہ پر لحاظ نہ کیا جاوے گا اور اس کا اثر باقی نہ رہے گا مثلاً غنی کو صدقہ لینا حرام ہی مگر کسی فقیر کو کوئی چیز صدقہ مین ملے اور اس نے ہدیۃً اُس غنی کو دی اب اس کے لیے حلال ہوگئی گویا یہ دوسری چیز ہوگئی یہ مطلب ہی اس قاعدہ کا اسی

امر دوم - جو واقعہ وجوہ مختلفہ کو محتمل ہو اور اُس کی وجہ منقول نہ ہو کسی دلیل ظنی سے اُس کی تعیین کرنا کچھ مضائقہ نہین جیسا کہ فلاسفہ مورخین نے ظن سے ہر واقعہ کے اسباب و علل نکالے ہین -

امر سوم - اتحاد اثر سے اتحاد سبب ضروری نہین اسی طرح اتحاد سبب سے اتحاد سبب السبب ضروری نہین -

امر چہارم - کاملین کو استغراق دائمی نہین ہوتا -

امر پنجم - کسی شی کا محمود ہونا اُسکے مقصود ہونے کو مقتضی نہین -

امر ششم - اشعار مین بہت سی لفظی شاعری رعایات بھی ہوتے ہین -

امر ہفتم - کسی حاسہ کے تعطل سے اُسکے مدرکات کا ادراک نہین ہوتا - بعد تمہید ان مقدمات کے سُننا چاہیے کہ مولانا نے اول اذان بلال رض کا ندائے حق سے ناشی ہونا بیان کیا ہی اس شعر مین ہ زان دمے کادم الخ اس کے بعد دو شعرون مین اُس ندائے حق کا اثر بیان فرماتے ہین کہ آپ اُس کے اثر سے بیخود و مستغرق ہوگئے اور استغراق مین نماز قضا ہو گئی تو شب تعریس مین اُس محبوب مطلق یعنے ذات حق کے روبرو آپ کی روح بحیثیت استغراق حاضر تھی اھ بیان مولانا نے استغراق کو سبب فوت صلوۃ کا ٹھرایا اور حدیث مین اس کی وجہ نوم آئی ہو مگر چونکہ ممکن ہو کہ نوم کے بعد یہ استغراق ہوگیا ہو لہذا کچھ تعارض نہین اب یہ کہ طول نوم کی کیا وجہ تھی سو نوم بلال وغیرہ کا سبب مجئی شیطان ہونے سے یہ لازم نہین کہ نوم نبوی کی وجہ بھی یہی ہو بلکہ ممکن ہی کہ وہ استغراق ہو کیونکہ اتحاد اثر سے اتحاد سبب ضروری نہین (بحکم مقدمہ سوم) اور ہرچند کہ حدیث مین استغراق کا سبب ہونا مذکور نہین مگر اُس کی نفی بھی نہین تو اگر اُس کے سبب ہونے کا دعوے کیا جاوے تو حدیث کی مخالفت نہین (بحکم مقدمہ اول) اور چونکہ آپ کی شان پاک کے مناسب یہی وجہ ہی اسلیے دوسرے وجوہ محتملہ مین سے اس کو ترجیح دینا مضائقہ نہین (بحکم مقدمہ دوم) اور مولانا نے محض استغراق کا اثر ندا ہونا بیان کیا ہی جو کسی درجہ مین محمود ہی اُس کا فضل بیان کرنا مقصود نہین تاکہ یہ شبہہ ہو کہ اگر استغراق مین یہ فضیلت ہی تو نماز کیون فوت ہوئی کیونکہ محمودیت مستلزم مقصودیت نہین (بحکم مقدمہ پنجم) اور چونکہ استغراق دائمی نہین ہوتا اس لیے دوسرے حالات کے اعتبار سے شبہہ نہین ہو سکتا - (بحکم مقدمہ چہارم) اور لفظ عروس صرف رعایت لفظی ہی نہ بیان اشتقاق تاکہ لغزت

مین ہوگئے کیونکہ اُن کی آواز آواز ذات حق اور نغمۂ الٰہی تھی جیسا کہ گذشتہ اشعار سے مفہوم ومقصود ہوتا ہی اور بہ ظاہر شعر کے معنے یہی ہین اور جہان تک حدیث سے معلوم ہوتا ہی وہ یہی ہی کہ یہ وجہ آپ کی غفلت کی نہ تھی بلکہ فی الواقع نوم تھی کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قبل از خواب شریف کے بلال رضی اللہ عنہ کو واسطے بیدار کرنے کے تنبیہ کرنا اور بعد نماز فوت ہونے کے فرمانا کہ بلال کو شیطان نے خواب مین ڈال دیا اور یہ وادی وادی شیطان ہی جلدی پڑھو آگے چلکر نماز قضا پڑھین گے اس گذشتہ وجہ اور ظاہر مطلب شعر کے بالکل منافی ہی کیونکہ اگر واقعی آپ کی حالت استغراقی تھی تو پھر آپ کے اس ارشاد عالی کے دکہ ہمکو بیدار کرنا جو صاف حالت نوم پر دال ہی) کیا معنی اور بلال کے اُس جواب کا (کہ یا حضرت مجھپر بھی وہی خواب غالب آگئے تھے جو آپ پر تھے) کیا مطلب غرض جملہ الفاظ حدیث کے ارتباط وتعلق سے بھی معلوم ہوا کہ واقعی آپ پر نوم غالب تھی نیز آپ پر تو اکثر تجلیات الٰہی کا نزول ومشاہدات حق کا ہبوط رہتا تھا کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ کی نماز قضا ہوگئی ہو اسی وقت کی کیا خصوصیت تھی علاوہ ازین حالت نماز سے زیادہ تو کوئی وقت قرب کا نہین کہ جس کے بارہ مین الصلوٰۃ معراج المؤمنین ارشاد ہی چاہیے کہ اس مین زیادہ حالت استغراق ہو یہان تک کہ محو ذات حق ہوکر رکوع وسجود کی بھی اصلا خبر نرہے یعنے اگر قیام کی حالت مین استغراقی حالت کو عروج ہوا تو قیام مین رہے رکوع کی نوبت ہی نہ آئے اگر حالت رکوع مین یہ کیفیت طاری ہوئے تو قعود تک نہ پہونچ سکے علی ہذا مگر کبھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ موقع نہین گذرا۔ قطع نظر ان سب کے جو کچھ بھی معنی سمجھے جائین خواہ حالت استغراقی مراد لین یا کیفیت نومی تو پھر حضرت کے اس ارشاد (تنام عینی ولاینام قلبی) کے کیا معنی اگرچہ بعض شروح مین بعض اعتراضات کے جواب مرقوم ہین مگر لائق تشفی نہین بلکہ مزید بران انواع انواع کے شبہات قلب مین جاگزین ہوتے ہین حضور پر نور خوب حدیث شریف کے ظاہری وباطنی مطلب اور مولانا کے اشعار کے مدعا سے مطلع فرمائین۔

الجواب — اوّل چند اُمور بطور مقدمات عرض کرتا ہون کہ مطلب مین سہولت ہو۔

امراوّل — جو امر نص مین مسکوت عنہ ہو اُسکا دعویٰ کرنا کسی قرینہ سے نص کی مخالفت نہین البتہ امر ثابت فی النص کی نفی یا منفی فی النص کا اثبات یہ مخالفت نص کی ہی۔

کھڑے ہو ہو کر علیحدہ علیحدہ ادا کرے اور ہاتھ کانون تک لیجانا کچھ ضرور نہین۔

سجدۂ سہو بر درود خواندن در قعدۂ اولیٰ

سوال ۔ اگر چار رکعت کے درمیان قعدہ مین سوائے التحیات کے اگرچند لفظ بھی درود شریف کے پڑھے جاوین تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہین۔

الجواب ۔ سہو کا سجدہ واجب ہوگا اگر اسقدر پڑھ لیا اللھم صل علی محمدؐ۔ فقط

قبول دعوت سود خوار و بے پردہ مولود

سوال ۔ اس مقام پر اکثر لوگ سود لیتے ہین اور وہ لوگ کاشت بھی کرتے ہین بعض کے یہان نصف آمدنی حلال ہی اور نصف حرام اور کہین نصف سے زیادہ حلال ہی اور نصف سے کم حرام اور بعض جگہہ اس کا عکس ان لوگون کے مکان مین پردہ بھی نہین اور مولد شریف کی محفلین بھی کرتے ہین پس ایسے لوگون کی دعوت قبول کرنا درست ہی یا نہین لیکن اکثر ایسی محافل مین جانے سے بعض لوگون کی اصلاح بھی ہوتی ہی۔

الجواب ۔ بے پردگی و مجلس مولد بہیئت متعارفہ اور جمیع معاصی اور بدعات کو اموال کی حلت اور حرمت مین کچھ دخل نہین پس اس بنا پر تو رد دعوت بے اصل ہی البتہ اگر ردسے قصد زجر و اصلاح کا ہو تو رد کرین اور اگر قبول کرنے مین تالیف قلب و امید قبول نصیحت ہو تو قبول کرنا اولیٰ ہی البتہ سود کے اختلاط کو حرمت مین اثر ہی پس اگر نصف یا زائد سود ہی تو سب حرام ہی اور اگر نصف سے کم ہی تو حلال ہی۔ فقط۔ واللہ اعلم۔

سنیت قیام امام در محراب

سوال ۔ محراب مسجد کے علاوہ صحن مسجد مین محاذی محراب کھڑا ہو کر امام راتب کو جماعت کرانا جائز بلا کراہت ہی یا نہین اور فقہا رکرام جو قیام غیر محراب کو مکروہ لکھتے ہین اُس کے کیا معنے ہین اور گرمی تبدل جماعت کے لیے عذر شرعی ہوسکتی ہی یا نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم سے گرمیون کے ایام مین صحن مسجد مین جماعت کراتا ثابت ہی یا نہین بعض علما رمین رسم ہی کہ محراب مسجد مین کھڑے ہو کر جماعت کراتا ضروری جانتے ہین خواہ کیسی ہی تکلیف ہو اور طبیعت با قاعدہ نماز کی طرف متوجہ ہو یا نہو اس کی کوئی سند ہی یا نہین۔

الجواب ۔ فی الدر المختار (تنبیہ) یفہم من قولہ اوالی ساریۃ کراھۃ قیام الامام فی غیرالمحراب و یؤیدہ قولہ قبلہ السنۃ ان یقوم فی المحراب و کذا قولہ فی موضع اخر السنۃ ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الا تری ان المحاریب ما نصبت الا وسط المساجد وھی

کی مخالفت کا شبہ ہو۔ (بحکم مقدمہ ششم) اور وقت مبصرات سے ہی اور نوم عین سے کہ مثل نعاس کے ہی حاسہ بصر معطل ور قوت التفات مختل ہو جاتی ہی لہذا اُس کا ادراک نہ ہوا (بحکم مقدمہ ہفتم) فقط۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

اجتماع جنائز

سوال ۔ چند میت قبرستان مین جمع ہوگئے اور وہ سب مرد ہین تو ان کی نماز اکٹھا پڑھنا جائز ہی یا نہین اور اگر جائز ہی تو جنازہ کس ترتیب سے رکھے جاوین اور نیت کسطرح کیجاوے۔

الجواب ۔ دونون طرح جائز ہی خواہ ہر میت کی علٰحدہ پڑھلے اور افضل یہی ہی اور خواہ ایک ساتھ سب کو رکھدیا جاوے پھر اس مین اختیار ہی خواہ سب کو ایک صف بناکر رکھدین یعنی ایک جنازہ رکھکر اُس کی پائینتی کی طرف دوسرے جنازہ کا سرہانا کرین اسی طرح اُس کی پائینتی کی طرف تیسرے کا سرہانا اور خواہ اُن کو آگے پیچھے رکھین یعنی ایک دوسرے کو اس طرح رکھین کہ ایک کی پشت دوسرے کے سینہ کی طرف ہو اسی طرح رکھتے چلے جاوین سب طریقے جائز ہین فی الدر المختار واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوۃ علی کل واحدۃ اولی من الجمع وان جمع جاز ان شاء جعل الجنائز صفا واحدا وان شاء جعلہا صفا مما یلی القبلۃ واحدا خلف واحد اھ بقدر الضرورۃ۔ واللہ اعلم۔

حکم مفقودۃ الزوج

سوال ۔ ایک عورت محتاجہ مفلسہ نوعمر کا شوہر مدت سے مفقود الخبر ہی اور کسی طرح بدون زوج زندگی بسر کرنے کی صورت نہین معلوم ہوتی زمانہ کا حال ظاہر ہی ایسے مخمصہ کی حالت مین اسکے لیے دوبارہ نکاح ثانی کا کیا حکم ہی۔

الجواب ۔ گو بعض علماء نے شافعی ومالک رحمہما اللہ کے قول پر عمل کرنیکی اجازت دی ہی مگر راقم کے تجربہ مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو چھوڑنے مین بہت فساد پائے گئے ہین اس لیے میرے نزدیک حسب فتوے امام صاحب کے نکاح ثانی قبل مدت معینہ جائز نہین۔ فقط۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

حکم اداء سجدات تلاوت متعددہ

سوال ۔ سجدہ تلاوت کے اگر کئی سجدہ ادا کرنے ہون تو ایک ہی مرتبہ بیٹھ کر اُن سب کو ادا کرلینے چاہیئین یا بار بار کھڑے ہو ہو کر علٰحدہ علٰحدہ ادا کرے اور کانون تک بھی ہاتھ لیجاوے یا نہین۔

الجواب ۔ اگر ایک ہی مرتبہ بیٹھکر اُن سبکو ادا کرلے تو یون بھی جائز ہی مگر ہان بہتر یہی ہی کہ بار بار

سے اُس مین روزہ رکھنےکو مندوب فرمایا گیا پس دونون حدیثون مین تعارض نہ رہا لاختلاف المحملین کما ذکرنا۔ فقط۔

سوال ۔ حمل جنازہ کسطرح چاہیے۔

الجواب ۔ میّت اگر چھوٹا بچہ ہی تو ایک آدمی اپنے ہاتھون پر اُٹھاوے تو کافی ہی اور اگر بڑا بچہ یا بالغ ہی تو اُس کو چارپائی پر رکھکر چار آدمی اُٹھاوین پھر اس مین ایک نفس سنت ہی اور ایک کمال سنت ہی نفس سنت تو یہ ہی کہ کیفما اتفق چارون پایون کو پکڑ کر دس دس قدم چلے اور کمال سنت یہ ہی کہ اوّل جنازہ کے سرہانے کی داہنی جانب کو داہنے کندھے پر رکھکر دس قدم چلے پھر پائینتی کے داہنی جانب داہنے کندھے پر رکھکر دس قدم چلے پھر سرہانے کے بائین جانب بائین کندھے پر رکھکر دس قدم چلے پھر پائینتی کے بائین جانب بائین کندھے پر رکھکر دس قدم چلے اور جنازہ کے لے جاتے وقت سر میّت کا آگے رکھے اور جنازہ کو ذرا لپک کرکے چلے لیکن دوڑے نہین ۔ سن فی حمل الجنازة اربعة من الرجال اذا حملوه علی سریر اخذوه بقوائمه الاربع ثم ان فی حمل الجنازة شیئین نفس السنة وکمالها اما نفس السنة فهی ان تاخذ بقوائمها الاربع علی طریق التعاقب بان تحمل من کل جانب عشر خطوات وهذا یتحقق فی حق الجمیع واما کمال السنة فلا یتحقق الا فی واحد وهو ان یبدء الحامل بحمل یمین مقدم الجنازة فیحمله علی عاتقه الایمن ثم المؤخر الایمن علی عاتقه الایمن ثم المقدم الایسر علی عاتقه الایسر و ذکر الاسبیجابی ان الصبی الرضیع او الفطیم او فوق ذلك قلیلا اذا مات فلا باس بان یحمله رجل واحد علی یدیه ویتداوله الناس بالحمل علی ایدیهم وان کان کبیرا یحمل علی الجنازة یسرع بالمیت وقت المشی بلا خبب وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الراس عالمگیری کلکتی جلد اول صفحہ ۲۳۶ مع اختصار یسیر ۲۳ جمادی الاولی ۱۳۰۲ھ ۔

سوال ۔ لڑکون غیار سے پردہ کس عمر کے لڑکے سے چاہیے ۔

الجواب ۔ نابالغ لڑکے تین قسم کے ہین ایک تو بالکل نادان جنکو بالکل کسی چیز کی تمیز نہین اُن کے روبرو تو برہنہ ہونا بھی جائز ہی مثل جمادات کے ہین دوسرا ذرا ہوشیار کہ تمیز تو رکھتا ہی مگر حد شہوت کو نہین پہونچا اُس کے روبرو ناف سے زانو تک کھولنا جائز نہین باقی جائز ہی تیسرا وہ جو قریب بلوغ

قد عینت لمقام الامام اھ و الظاھر ان ھذا فی الامام الرواتب لجماعة کثیرة لئلا یلزم عدم قیامه فی الوسط فلو لم یلزم ذلك لا یکرہ تامل اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ محاذی محراب صحن مین کھڑا ہونا بلا کراہت جائز ہی بلکہ عبارت اخیرہ سے تو یہ مفہوم ہوتا ہی کہ اگر محراب کے محاذات بھی نہ ہو مگر صف کا وسط ہو تب بھی جائز ہی پس معلوم ہوا کہ قول فقہاء مین محراب سے مراد وسط مساجد یا وسط صف ہی اب گرمی کا تبدل مکان کے لیے عذر ہونا محتاج استفسار نرہا اور اس باب مین کوئی حدیث فعلی مرفوع نظر سے نہین گذری البتہ قولی حدیث غالبًا ابو داؤد مین ہی توسطوا الامام و سدوا الخلل اس سے بھی تائید حکم مذکور کی ہوتی ہی اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر مسجد مین بحالت سفر نماز پڑھنے سے استدلال کیا جاوے کہ وہان محراب ہی نہ تھی تو گنجائش ہی اور اس تقریر سے رسم مذکور فی السوال کا بے اصل ہونا بھی ظاہر ہو گیا۔

سوال — ابن ماجہ مین باب صیام اشھر الحرم مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو فرمایا کہ صم اشھر الحرم اور اسی باب مین ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن صیام رجب۔ ان دونون حدیثون مین صورت تطبیق کیا ہی۔

الجواب — احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اہل جاہلیت رجب کی تعظیم مین غلو کرتے تھے چنانچہ رسم عتیرہ اسپر شاہد ہی جس کو حدیث لا فرع ولا عتیرة سے منسوخ کیا گیا بالخصوص قبیلہ مضر سب سے زائد اس امر مین مبالغہ کرتے تھے حتیٰ کہ اُن کی طرف رجب کی اضافت کی جاتی تھی جیسا کہ احادیث مین ترکیب رجب مضر اسپر دال ہی پس اس طور پر تخصیص کے ساتھ رجب کی تعظیم شعار جاہلیت کا تھا۔ چونکہ احتمال تھا کہ بعض لوگ جو رجب کی تعظیم کرتے تھے اور اب مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے شاید وہ لوگ یا اُن کی دیکھا دیکھی اور لوگ اُس طرح کی تعظیم کے قصد سے اُس مین روزہ رکھنے لگین اس لیے شارع علیہ السلام نے اُس کی نفی فرما دی جس طرح بعض احادیث مین صوم یوم السبت سے نہی آئی ہی حالانکہ اطلاق دلائل سے و نیز اجماع سے اُس کا جواز ثابت ہی وہان بھی یہی وجہ ہی کہ یہود کی دیکھا دیکھی تخصیص صوم کو ذریعہ تعظیم نہ بنالین اسی طرح صیام رجب کی نہی کو سمجھنا چاہیے پس اس حیثیت سے تو یہ منہی عنہ ٹھیرا دوسری حیثیت رجب مین صرف شہر حرام ہونے کی ہی جو اُس مین اور بقیہ اشہر حرم مین مشترک ہی پہلی حیثیت سے قطع نظر کرکے صرف اس دوسری حیثیت

صیام رجب

اور درمیان مین جگہ بھی خالی ہو کہ اندیشہ گرنے کا ہو سوم یہ کہ بحالت قیام ریل اُتر کر نماز ادا کرنے مین یہ خیال ہو کہ ریل روانہ ہو جائیگی اور مال کا بھی نقصان ہوگا اور خود بھی رہجا وینگے تو ان حالات مذکورہ مین کس طرح پر نماز ادا کرے۔

الجواب - نماز پڑھنے کے لیے ریل سے اُترنے کی کوئی حاجت نہین ہے اگر ریل مثل سریر موضوع علی الارض کے ہو تو ظاہر ہے اور یہی صحیح بھی معلوم ہوتا ہو وان لم یکن طرف العجلة علی الدابة جاز لو واقفة لتعلیلهم بانها کالسریر (در مختار قوله) لو واقفة کذا قیده فی شرح المنیة ولم اره لغیره یعنی اذا کانت العجلة علی الارض ولم یکن شئ منها علی الدابة وانما لها حبل مثلا یجرها الدابة تصح الصلوة علیها لانها حینئذ کالسریر الموضوع علی الارض ومقتضی هذا التعلیل انها لو کانت سائرة فی هذه الحالة لا تصح الصلوة علیها بلا عذر وفیه تامل لان جرها بالحبل وهی علی الارض لا تخرج به عن کونها علی الارض ویفیده عبارة التاتارخانیة عن المحیط وهی لو صلی علی العجلة ان کان طرفها علی الدابة وهی تسیر تجوز فی حالة العذر لا فی غیرها وان لم یکن طرفها علی الدابة جازت وهو بمنزلة الصلوة علی السریر اه فقوله وان لم یکن لها یفیده ما قلنا لانه راجع الی اصل المسئلة وقد قیده بقوله وهی تسیر ولو کان الجواز مقیدا بعدم السیر لقیده فتامل شامی ج ا ص٤٤٤ اور اگر مثل عجلہ محمولہ علی الدابہ کے بھی مانی جاوے تب بھی بوجہ عذر کے اُترنے کی کوئی ضرورت نہین اور عذر یہی ہو کہ چلتی ریل مین اُتر نہین سکتا ٹھہری ریل مین ریل کے چل دینے یا مال کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو واما الصلوة علی العجلة ان کان طرف العجلة علی الدابة وهی تسیر فهی صلوة علی الدابة فتجوز فی حالة العذر المذکور فی التیمم لا فی غیرها ومن العذر المطر وطین یغیب فیه الوجه وذهاب الرفقاء ودابة لا ترکب الا بعناء او بمعین (در مختار) فقوله المذکور فی التیمم بان یخاف علی ماله او نفسه او یخاف من فاسق (شامی ج ا ص٤٧٢) اگر یہ بھی امید ہو کہ نماز کے وقت رہنے تک مجھکو اُتر کر پڑھنا ممکن ہو تب بھی ریل مین بہرحال پڑھنا جائز ہوگا کیونکہ عذر وقت شروع نماز کے معتبر ہو اگرچہ آخر وقت مین زوال اُسکا متوقع ہو (**تنبیہ**) بقی شئ ولم ار من ذکره وهو ان المسافر اذا عجز عن النزول لعذر من الاعذار وکان علی رجاء زوال العذر قبل خروج الوقت کالمسافر مع رکب الحاج الشریف هل له ان یصلی العشاء مثلا علی الدابة

کے پہونچگیا ہو اسکا حکم مثل بالغین کے ہی تمام ستر ڈھانکنا اُس سے فرض ہی قال اللہ تعالےٰ اوالطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء الایۃ فان الطفل ان کان ممیزا لکنہ لم یبلغ حد الشہوۃ جاز للنساء الانکشاف عندہ الا من السرۃ الی الرکبۃ ولا یجوز لہا بحضرتہ کشف ما تحت السرۃ وان کان طفلا غیر ممیز بالکلیۃ فہو کالجمادات والبہائم لا باس لو کشفت عندہ ما تحت الازار ایضا وان کان مراھقا یشتہی فحکمہ حکم الرجال لانہ استعد للظہور علی عوراتہن ۱۲ تفسیر مظہری فقط واللہ اعلم۔

سوال — پردہ عورت کا کس کس شی سے یعنی آواز سنانا اور آواز دار زیور پہننا کیسا ہی۔

الجواب — حرہ کو تمام اعضا کا پردہ فرض ہی بجز چہرہ اور کفین اور قدمین کے اور آواز مین اختلاف ہی مگر صحیح یہ ہی کہ وہ عورت نہین مگر جوان عورت کو بے ضرورت اعضائے غیر مستورہ کا اجنبی کو دکھانا اور بدون حاجت اُس سے کلام کرنا منع ہی نہ اس وجہ سے کہ ستر ہی بلکہ بخوف فتنہ وللحرۃ جمیع بدنہا خلا الوجہ والکفین والقدمین علی المعتمد وصوتہا علی الراجح وتمنع المرءۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ در مختار وفی رد المحتار فانا نجیز الکلام مع النساء للاجانب ومحادثتہن عند الحاجۃ الی ذلک ولا نجیز لہن رفع اصواتہن ولا تمطیطہا ولا تلیینہا وتقطیعہا لما فی ذلک من استمالۃ الرجال الیہن وتحریک الشہوات منہم اھ اور باجہ دار زیور پہننا منع ہی عن ابن الزبیر ان مولاۃ لہم ذہبت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلہا اجراس فقطعہا عمر وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مع کل جرس شیطان رواہ ابو داؤد وعن بنانۃ مولاۃ عبد الرحمن بن حبان الانصاری کانت عند عائشۃ اذ دخلت علیہا بجاریۃ وعلیہا جلاجل فقالت لا تدخلہا علی الا ان تقطعن جلاجلہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ جرس رواہ ابو داؤد البتہ جس مین خود باجہ نہ ہو اگرچہ لگ کر بجتا ہو اُسکا پہننا جائز ہی مگر اس طرح چلنا کہ اجنبی اُسکی آواز سنے ممنوع ہی قال اللہ تعالی ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن واللہ اعلم

سوال — بسواری ریل کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر نماز ادا کرنا چاہیے اگر کھڑی نماز ادا کی جاتی ہی تو چھت ریل کی سر پر لگتی ہی دوم یہ کہ جو تختہ جانب پورب ہی اور جانب پچھم کے تختہ کے درمیان مین فاصلہ اسقدر ہی

والعمل فی اول الوقت اذا خاف من النزول امر بوحو الی وقت نزول الحاج فی نصف اللیل لاجل
الصلوۃ والذی یظہر لی الاول لان المصلی انما یکلف بالارکان والشروط عند ارادۃ الصلوۃ
والشروع فیہا ولیس لذلک وقت خاص ولذا اجازلہ الصلوۃ بالتیمم اول الوقت وان کان
یرجو وجود الماء قبل خروجہ وعللوہ بانہ قد اداہا بحسب قدرتہ الموجودۃ عند الاداء
سیما وہو ما اتصل بہ الاداء اہ ومسئلتنا کذلک رد شامی ج ۱ ص [illegible] البتہ ایسی صورت ہیں
آخر وقت مستحب تک مستحب ہوگا وندب لراجیہ رجاء قویا اخرا لوقت المستحب ولولم یوخر
وصلی جاز ان کان بینہ وبین الماء میل والالا در مختار مع الشامی ص ۱۶۶) پس ہرگاہ معلوم ہوا
کہ ترنے کی کچھ حاجت نہیں تو اگر قیام پر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھنا درست ہے خواہ کسی شکل سے بیٹھے
... بقیہ ... الماشد ید اصلی قاعد اکیف شاء علی المذہب ردمختار ص ۵۰۹) صلی
الفرض فی فلک جار قاعد ابلا عذر صح لغلبۃ العذر دوا ساء وقالا لا یصح الا لعذر وہو
الاصح ہا نا رد مختار ص ۵۱۲) اور اگر رکوع وسجود بوجہ شرقی وغربی ہونے تختوں کے متعذر ہوں
تو اشارہ سے ان دونوں کو ادا کرلے اور سجدہ کو رکوع سے ذرا پست کرے وان تعذرا وما قاعدا
ویجعل سجودہ اخفض من رکوعہ رد مختار ص ۵۰۹) واللہ اعلم ۲۳ شوال [illegible]

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی افضالہ والشکر لہ علی نوالہ والصلوۃ والسلام علی محمد وعلی آلہ واصحابہ
اما بعد بر اصحاب شریعت نبویہ مخفی و محتجب نماند کہ درین زمان سعادت توامان نسخہ فتاوی اشرفیہ
... ذخائر علم جر علام حلم جناب مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی
مدظلہ العالی حسب فرمایش افتخار الحاج جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ
خلاصی ٹولہ نمبر ۵۸ در مطبع مجیدی واقع کانپور باہتمام کمترین شیخ احمد علی سلمہ القوی
بماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۶ ہجری نبویہ بزیور طبع آراستہ وپیراستہ گردید